نور الھدیٰ کلاں

تصنیفِ لطیف

سرِ اسرار ذاتِ یاھو سلطان الفقر محمد باھو فنا فی ذاتِ یاھو قدس سرہ

زیرِ سرپرستی

الحاج حضرت سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ سجادہ نشین دربار باھو سلطان قدس سرہ

شبیر برادرز ۴۰۔ اردو بازار۔ لاہور

نور الہدیٰ کلاں

تصنیفِ لطیف

سرِ اسرار ذاتِ یاہو سلطان الفقر **محمد باھُو** فنافی ذاتِ یاھُو قدس سرہ

زیرِ سرپرستی

الحاج حضرت سلطان **غلام جیلانی** صاحب مدظلہ سجادہ نشین دربار باہو سلطان قدس سرہ

شبیر برادرز ۴۰۔ اُردو بازار۔ لاہور

جُملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ______ نُورُالھُدٰی قلمی فارسی

نام مصنّف ______ حضرت سُلطان باھو قدس سرہ العزیز

کتاب ہذا ______ اُردو ترجمہ فارسی کلام

بہ اجازت ______ حضرت غلام جیلانی سُلطان
سجادہ نشین دربار باھُو سلطان علیہ الرحمہ جھنگ

ہدیہ بخدمت ______ حضرت صاحبزادہ نجیب سُلطان مدّظلہ العالی

مترجم ______ فقیر الطاف حُسین سروری قادری سُلطانی

درستی اعراب و نظر ثانی ـ ڈاکٹر ذوالفقار حسین شاد گوجرانوالہ

تعداد بار اوّل ______

کمپوزنگ الامین کمپوزنگ سنٹر ۲۶ حبیب بنک بلڈنگ
چوک اردو بازار لاہور

پرنٹر ______

ھدیہ ______ ۱۴۰

پبلشرز :
شبّیر برادرز ـ اُردو بازار گوجرانوالہ

قولِ زرّیں

حضرت غلام جیلانی سُلطان سجّادہ نشین دربار باہُو سُلطان جھنگ نے فرمایا کہ میں نے نورُ الھدیٰ کلاں تصنیف لطیف سلطان العارفین علیہ الرحمۃ کو دس بار سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سب کچھ حاصل کیا ہے جو حق باہو سُلطان نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نورُ الہدیٰ کلاں پڑھنے اور اس پر خلوص سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تصانیف عالم فقری

اللہ میری توبہ
اللہ سے دوستی
اللہ کی معرفت
اللہ کا فقیر
منازل ولایت
خزینہ اخلاق
اخلاقِ حسنہ
ہمارا اخلاق
تزکیۃ القلوب
فقری وعظ (حصہ اوّل)
سُنّی بہشتی زیور
سُنّی فضائلِ اعمال
پیغامِ مُصطفےٰ
خزینہ درود شریف
آدابِ سُنّت
احکامِ نماز
〃 طہارت
〃 زکوٰۃ
〃 روزہ

احکامِ حج
اذکارِ قرآنی
اولیائے پاکستان (اوّل دوم)
گلزارِ صوفیاء
آفتابِ زنجان
تذکرہ علی احمد صابر کلیری
اقوالِ تصوّف
رُوحانی عملیات
رُوحانی ڈائری
برکاتِ درود
قصص الاولیاء
نماز کی کتاب
رُوحانی اعتکاف
اسمِ اعظم
فقری مجموعہ وظائف
نمازِ حنفی
پیارے رسولؐ کی پیاری دُعائیں
نمازِ مترجم

ناشر: شبیر برادرز اردو بازار ○ لاہور

ھدیہ

نورالہدیٰ کلاں حضرت نجیب سلطان جگر گوشۂ حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فوٹو کاپی محررہ فقیر محمد دین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ مجھے اردو ترجمہ کرنے کے لئے مرحمت فرمائی ۔ اُس کا ترجمہ حضرت نجیب سلطان صاحب کی خدمت میں ہدیۃً پیش ہے ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر الطاف حسین

اَفْضَلُ الذِّکْرِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ی۔ یا بقاء دی لوڑ ہووے کلمے پاک دا وِرد کمائیے جی
اِسم ذات دا رنگ کمال گوہڑا لُوں لُوں رنگ چڑھائیے جی
چُبھی مار توحید دے بحر اندر موتی ذات دا کڈھ لیائیے جی
کلمے پاک الطاف نُوں پاک کیتا کلمے نال حضوریاں پائیے جی

○

باھُو سُلطان رحمۃ اللہ علیہ

کی اصل فارسی تصنیفات کا اُردو ترجمہ

① اورنگ شاہی ② طُرفۃ العین ③ دیدار بخش خورد
④ عین الفقر ⑤ کلید جنّت ⑥ مجالسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
⑦ اسرار قادری ⑧ عقل بیدار ⑨ امیر الکونین

ملنے کا پتہ: شبّیر برادرز ○ اُردو بازار ○ لاہور

نور الهدیٰ

بسم الله الرحمن الرحیم

الله لا اله الا هو الحی القیوم تعز من تشاء
وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی
کل شیء قدیر و درود نامحدود دمبدم ساعت بساعت
که بشر عبادت فیض فضل الغنایت لاشکایت با شکر
لغایت که سرمایه هدایت از طریق تحقیق رفیق توفیق قوله
تعالیٰ وما توفیقی الا بالله ولسان طے آیات

قرآن مردہ قلب را کند حیّ ہر دم ختم تحقیق نصیب اہل صدیق
ہزاران ہزار از حد بشمار صاحب الشرف نعت او لولاک
لما خلقت الافلاک ابو القاسم محمّد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ و
اہل بیتہٖ اجمعین بعدہ نطق تصرف کل کہ
مرتبہ محک طالبی و مرشدی پیری و مریدی استادی
وشاگردی جمعیت تخت بعلم کیمیا اکسیر تصرّف توفیق
است کہ طالب را طریق بی تصرف توفیق از اللہ بانز
دارد تحقیق آیا لیکن این جملہ تصرّف است چنانچہ
تصرف اسم اعظم و تصرف سنگ پارس و تصرف
علم تکسیر و تصرف علم اکسیر و تصرف علم روشن ضمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور الھدیٰ کلاں

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ و قائم ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت بخش دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ہر قسم کی بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے[1]۔ اور دم بدم ہر لحظہ ہر گھڑی بے حد درود و سلام (محمد ﷺ) کی ذات پر ہوں کہ آپ نے انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی (راہ دکھائی) اس کے فیض و فضل سے (بہرہ ور ہونے کا سلیقہ سکھایا) استغنا بلا شکایت (کی عادت راسخ کر دی) اور اسے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ) میں حد درجہ شکر گزار (بندہ بنا دیا) وہ طریقہ جس میں توفیق الٰہی اور بحق رفیق (مرشد کی ہمراہی) سے ہدایت کا سرمایہ حاصل ہوتا ہے (عطا کر دیا)۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ[2] اور سب توفیق اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے (آپ ﷺ) نے قرآن مجید کی آیات کی (تلاوت) کے ساتھ ساتھ ان کو طے کرنے کا طریقہ بھی (تعلیم کیا) جس سے مردہ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر دم کے ساتھ (ایک) ختم (قرآن) کا (ثواب ملتا) ہے۔ آپ ﷺ پر ہزاروں ہزار بے حد و شمار (درود و سلام) ہوں جو (بارگاہ کبریا میں) صاحب شرف ہیں۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اگر ہم آپ کو پیدا نہ کرتے تو افلاک کو بھی پیدا نہ کرتے آپ ﷺ کی نعت ہے۔ ابوالقاسم حضرت محمد رسول اللہ

---

[1] پ ۳ ع ۱۱ [2] سورۃ ہود ۱۲ - ۸۸

ﷺ آپ کی آل آپ کے اصحاب اور اہل بیت سب پر درود و سلام ہوں۔

اس کے بعد (باھُو) جو تصرف کل کا مالک ہے کہتا ہے۔ کہ طالب و مرشد پیر و مرید اور استاد و شاگرد کے مراتب کو پرکھنے کی کسوٹی اور جمعیت (نفس) کا حصول علم کیمیا اکسیر کے تصرف کی توفیق ہے۔ جس طالب کو اللہ تعالیٰ سے تصرف توفیق کا طریقہ ہی نہ ملے وہ (راہ سلوک) کا محقق کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تصرفات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ چنانچہ اسم اعظم کا تصرف

۲۔ سنگ پارس کا تصرف

۳۔ علم تکسیر کا تصرف

۴۔ علم اکسیر کا تصرف

۵۔ علم روشن ضمیر کا تصرف

۶۔ علم قرآن تفسیر کا تصرف

۷۔ علم قرب معرفت حضور ربانی کا تصرف

۸۔ علم کشف القبور روحانی کا تصرف

۹۔ علم عین العیانی کا تصرف

۱۰۔ اور ایسا تصرف کہ جس طرف بھی توجہ کرے حضوری (مجلس) میں پہنچ جائے یہ تمام تصرفات اسم اللہذات کی حاضرات سے کھلتے اور حی و قیوم (کے تصور) سے معلوم ہوتے ہیں۔

کامل مرشد طالب کو پہلے ہی روز لوح (ضمیر) پر ظاہر ہونے والے علم کا

مطالعہ سکھاتا ہے اوراس کو حضوری علم کی تعلیم دیتا ہے۔ جس کے بعد طالب تلقین و ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔

بیت

بے حضوری ہر طریقہ راہزن
باحضوری طالب حق در امن

اس تصنیف کا مصنف سروری قادری باھُو فنافی ھُو ولد بازید قوم اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ حق کہتا ہے۔ اس کتاب کا نام نور الہدیٰ رکھا گیا ہے اور اسے عین نما کا خطاب دیا گیا ہے۔

بیت

طالبا (عام) ذکر بھی نہ ہو اور فکر بھی نہ ہو
ذکر و فکر وسوسہ ہے اسے دل سے دھو

جاننا چاہئے کہ جب طالب اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے اپنے وجود میں داخل ہوتا ہے (اور اس عمل کو جاری رکھتا ہے) تو وہ عین مشاہدہ کا متلاشی ہوتا ہے۔

ابیات

ذکر باعین ہے اور فکر سے ہو باوصال
کیسے پہنچیں اس جگہ ذاکران وہم و خیال
طالبا مجھ سے طلب کر حق کی معرفت
تاکہ ہو ثانی خضر علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام صفت

شہ رگ سے بھی نزدیک دکھلا دوں گا
نحنُ اقرب جبکہ ہے فرمان خدا
جس نے اس جگہ لقائے حق نہ پائی
اس نے زمیں میں مثل حیواں گھاس ہی کھائی

قولہ تعالیٰ۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ پ۹ ع۱۲ وہ حیوان ہیں بلکہ ضلالت میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

مثنوی

کر رہا ہوں سرِ نہاں کا ظہور
ہوں طالبوں کے واسطے رہبر حضور
طالبا مجھ سے طلب کر وحدت لقاء
تاکہ حاصل ہو حضوری مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ تعالیٰ۔ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی۔ پ۱۵ ع ۸ جو اس دنیا میں اندھا ہے (دیدار الٰہی سے مشرف نہیں) وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا (اسے دیدار الٰہی نصیب نہ ہو گا)

بیت

طالبا مجھ سے طلب کر گنج کرم
تاکہ تیرے وجود میں باقی رہے نہ کوئی غم

جو کوئی اس کتاب (نور الہدیٰ عین نما کو) خالص (اللہ کی خاطر) خاص یقین و اعتقاد کے ساتھ شب و روز اپنے مطالعہ میں رکھے گا تو وہ اسرار سے واقف

ہو جائے گا۔اور اسے (اسرار کو معلوم کرنے کے لئے) کسی ظاہری مرشد کی تعلیم و تلقین کی حاجت باقی نہ رہے گی۔

یہ کتاب (معرفت اِلَی اللّٰہ)خدا تک پہنچانے اور حضوری مجلس محمد مصطفےٰ ﷺ سے مشرف کرنے کی وسیلہ ہے۔یہ کتاب مخلوق (خدا) کا رہنما بنا دیتی ہے اور باطن کی صفائی کا وسیلہ ہے۔لیکن طالب بھی اہل مطالعہ صادق الاارادت' باادب باحیا ہونا چاہیئے۔اس کتاب کے مطالعہ سے (اگر طالب نے) ظاہری خزانے کا تصرف (یعنی) علم اکیسر کیمیا کی حکمت کو نہ پایا سونا چاندی نقد و جنس کو حاصل نہ کیا تو فقر و فاقہ میں ہلاکت۔ہر قسم کی رنج و پریشانی ۔اس کے احوال میں بے جمعیتی۔اور مفلسی میں (در بدر) سوال کا وبال اور زوال اس کی اپنی گردن پر ہو گا۔

ایسے بے نصیبوں کو نصیب کیسے دلایا جا سکتا ہے۔؟لیکن جو شخص (بے نصیب کو با نصیب کرنے والی) بات پر یقین نہیں رکھتا وہ احمق حیوان ہے۔اگر تم عالم باشعور ہو اور اگر تم فقیر عارف با حضور ہو تو سن لو!کہ ہر قسم کے نصیب قسمت۔حکمت کے مراتب خزانے (اور) علم طلِسمات کلمہ طیبؒ میں ہیں۔اور نصیبوں (کو کھولنے والی) چابی کلمہ طیبؒ ہے اور کلمہ طیب پڑھنے والا کوئی شخص بھی بے نصیب نہیں رہ سکتا۔مگر کافر اور یہودی جو معرفت اللہ معبود لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے بے خبر ہیں۔وہی (حقیقی معنوں میں بے نصیب ہیں)

جو کوئی کلمہ طیب کا سبق کُہنہ کن اور زبان محمدی ﷺ سے پڑھتا اور اس

ترتیب سے کلمہ طیب پڑھنے کی خاصیت کو جانتا ہے۔وہ لوح ضمیر کے مطالعہ سے لوح محفوظ کے(علوم) کو زبان کے بغیر(تصور کی آنکھ) سے پڑھنے لگتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا جملہ تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔دنیا و آخرت کی کوئی شے (کوئی علم)اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔جس کسی کے وجود میں کلمہ طیبّ کی تاثیر ہو جاتی ہے اور وہ اسے فائدہ دینے لگتا ہے تو دریا کی مانند اس کے ہر بال و رگ و(ریشہ) سر تا قدم(موج زن)ہو جاتا ہے۔کلمہ طیبّ اس کے وجود میں اس قدر سکونت و قرار پالیتا ہے کہ اس کا نفس مطلق مرجاتا ہے ۔قلب زندہ ہو جاتا ہے۔روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے۔اور اوصاف ذمیمہ اس کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں

جان لو!کہ کلمہ طیب کو رسم و رسوم کے طریقہ سے پڑھنا(عوام) کا طریقہ ہے جبکہ قرب اللہ حی و قیوم کی حضوری میں کلمہ طیب پڑھنے کے منصب مراتب دوسرے ہیں۔

الحدیث -- قَائِلُونَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَثِیْرٌ وَّ الْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ -- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے تو بہت ہیں مگر مخلص بہت کم ہیں پس کامل مرشد وہی ہے جو طالب صادق کو ہر مرتبہ اس کی قسمت ہر منصب اس کا نصیب اور کیمیا حکمت کے خزانوں کا ہر تصرف کلمہ طیب سے کھول دے اور کلمہ طیب کے ہر حرف سے دکھلا دے پس معلوم ہوا کہ ایسے مرشد سے ہی تلقین لینا بہتر ہے ۔اور نامرد مرشد جو زن سیرت ہو اسے تین طلاق دینا ہی اچھا ہے۔

کامل مرشد مرد اور ناقص مرشد نامرد کو کس مرتبہ سے جان سکتے ہیں؟

کامل مرشد وہ ہے جو یکبارگی اسم اللّٰہذات کی مشق وجودیہ سے (طالب) کو حضوری توجہ میں لے جاتا ہے اور ناقص نامرد مرشد آج کل کا وعدہ کر کے (ٹالتا رہتا) ہے۔

الحدیث۔ اَلْکَرِیْمُ وَ اِذَا وَعْدَہٗ وَفَا۔ کریم وہی ہے جو اپنے وعدہ کو وفا کرتا ہے۔

طالب صادق وہی ہے جو کلمہ طیب کے تصور سے توجہ میں باتوفیق ہو جائے۔ اور کلمہ طیب کے تصرف سے حاضرات کو تحقیق کرلے۔ جو کوئی اس میں شک کرتا ہے وہ مردہ دل مردود اور زندیق ہو جاتا ہے۔ طالب پر فرض عین ہے کہ مرشد جو کچھ فرمائے وہ مرشد کے امر کے خلاف ہر گز نہ کرے۔ اور مرشد کے سامنے جواب دیتے ہوئے دم نہ مارے۔ مرشد پر بھی عین فرض ہے کہ طالب اپنے مرشد سے جو کچھ بھی طلب کرے مرشد اس کو ہر طلب سے بہرہ ور کرے اگر مرشد ایسی توفیق نہیں رکھتا تو وہ طالبوں کا رہزن اور بالتحقیق شیطان ثانی ہے۔ جس سے طالب کی عمر برباد ہو جاتی ہے۔ اگر طالب بھی نامرد ہے۔ (اور سیم و زر دنیا کا طالب ہے) تو سیم و زر اور دنیا ہی اس کے لئے حجاب بن جاتی ہے۔ جب مرشد طالب کے امتحان کے لئے اس کو (راہ خدا) میں مال خرچ کرنے کو کہتا ہے تو وہ مرشد کو ہی چھوڑ دیتا ہے۔ اس قسم کے طالب شیطان۔ نفس لعین کے قیدی بے یقین (مرشد کے) عیبوں کے جاسوس وسوسہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو ہرگز کسی مقام پر نہیں پہنچ سکتے۔ مرشد طالب سے کیا

چیز طلب کرتا ہے؟ اس کی جان عزیز کا نقد (نذرانہ) جو طالب راہ مولیٰ میں سر فدا نہ کرے۔وہ نامرد ہے جو معرفت لامکان سے محروم رہتا ہے ۔طالب مرد وہی ہے جو راہ مولیٰ میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔اور دم نہیں مارتا۔۔اسی قسم کا طالب روشن ضمیر باشعور حضوری کے لائق ہوتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ طالب و مرشد دونوں مدعی و مدعا علیہ ہیں۔اور (اس مقدمہ کے) معاملات حضوری معرفت۔قرب قدرت سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کا قاضی اللہ تعالیٰ (اور قانون) شریعت (مطہرہ) ہے ۔جس سے مجلس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں داخل ہوتے ہیں۔حق و باطل۔نفس و روح (کے مقدمہ) کا فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک (علم) کے دو گواہ نہ لائے جائیں

ایک (زبانی) اقرار کی گواہی کا علم

دوم (قلبی) تصدیق کی گواہی کا علم

یہ دونوں علم اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلق ہیں۔پس معلوم ہوا کہ کامل مرشد کی نظر میں طالب علم اور جاہل دونوں برابر ہیں۔کیونکہ عالم باللہ مرشد کو ظاہر و باطن حیؔ و قیومؔ کا علم اور رسم و رسوم کا علم یہ دونوں اس کے اختیار میں ہوتے ہیں ۔کامل مرشد کی نظر میں اہل نصیب اور بے نصیب برابر ہیں۔کیونکہ (کامل مرشد) بے نصیب طالب کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری مجلس میں داخل کر کے بانصیب بنا دیتا ہے ۔لیکن شرط یہ ہے کہ مجلس محمدی ﷺ صادق و کاذب کی کسوٹی ہے۔صادق کا مرتبہ معرفت دیدار کا ہے۔جبکہ کاذب کا مرتبہ دنیا جیفہ مردار کا ہے۔چنانچہ صادق کا مرتبہ حضوری

مشاہدہ جمالیت کا ہے۔اور کاذب کا مرتبہ کشف و کرامات "انانیت" مغروری کا ہے۔اگر صاحب نظر کامل مرشد طالب کو اس کی شہ رگ کے (نزدیک) آفتاب توحید معرفت کے نور کی روشنی کا پرتو بھی دکھلا دے تو بھی اندھے طالب کو خوشی نہیں ہوتی اور اگر مرشد خود اندھا اور بے معرفت ہے تو اس کا طالب ہمیشہ بے جمعیت رہتا ہے۔کامل مرشد وظائف سے رجعت خوردہ کو شر پر زندگی کے خاتمہ سے بچا لیتا ہے۔ اور اسے آخرت میں خاتمہ بالخیر میں پہنچا دیتا ہے۔

کامل مرشد طالب صادق کو تین علوم کا سبق دیتا ہے ۔جس سے (طالب حق) اسم اللہ کے الف سے (مقام) الفت کو طے کرلیتا ہے
اور علم سلف سے علم سلف کو تحقیق کرتا ہے۔
اور علم خلف سے علم خلف میں باتوفیق ہو جاتا ہے۔

وہ ان متذکرہ علوم کو حاصل کر کے بھلا دیتا ہے۔ بعد ازاں اس کا وجود نور ہو جاتا ہے۔اور وہ ہمیشہ قرب اللہ حضوری کے مشاہدہ میں رہتا ہے ۔جس سے روز الست کے مرتبہ کو جان لیتا ہے اور انبیاء' اولیاءاللہ کی صف میں روحی زبان سے قالوا بلٰی کہتا ہے۔اسی کو حقیقی مسلمان کہتے ہیں۔ جس مرشد کی تلقین سے پہلے ہی روز طالب مسلمانی کے مرتبہ پر نہ پہنچے اور (مقام) ازل پر منصب ارواح کی خود تحقیق نہ کرلے اس کو مرشد کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اس کا طالب بھی حیوان ہے مرشدی اور طالبی کا حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ اس میں عظیم سر اسرار مشاہدہ حضوری حاصل کرنا ہوتا ہے

جان لو! کہ اگر تم عقلمند انسان ہو تو قرب اللہ سے کھلی آنکھوں (بچشم عیاں) حضوری مشاہدہ اختیار کرو۔ جس سے ایک نظر میں دونوں جہان کا تماشہ مد نظر رہتا ہے۔ اے طالب عالم باللہ اور اے طالب عارف ولی اللہ سب سے پہلے اپنے مرشد سے علم (معرفت) کی طلب کر کیونکہ بے علم خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ یہ پانچ قسم کے علوم ہیں۔ (جو طالب مرشد سے طلب کرنا چاہئیں۔)

۱۔ علم توحید عنایت ۲۔ علم معرفت ہدائیت ۳۔ علم ولائیت
۴۔ علم ہدایت ۵۔ علم غنایت

کامل مرشد طالب صادق کو جملہ علوم کا سبق نظری توجہ سے دے دیتا ہے۔ جس سے طالب علم ایک گھڑی میں (عالم) فاضل صاحب تحصیل ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں اسے علم معرفت قرب اللہ نور حضور مشاہدہ حضور و محبت حضور و طلب حضور و لاھوت لامکان حضور و علم توفیق تحقیق حضور و ذکر فکر الہام مذکور حضور و معراج محمدی ﷺ کا حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے حضوری کا وجود علم (نور) کی قوت سے سر تا قدم نور ہو جاتا ہے۔ حضوری عالم جب علم نور سے ایک بار بھی بے زبان و بیان باعیان اسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس کو تمام عمر ریاضت و مجاہدہ کی حاجت نہیں رہتی۔ اس کے بعد طالب صاحب ارشاد بن جاتا ہے۔ کہ وہ غلط اور غضب (میں گرفتار لوگوں) کی راہ نہیں چلتا۔ وہ غالب الاولیاء ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد وہی ہے جو علم مجاہدہ کو علم مشاہدہ میں کھول دے۔ اور علم

ریاضت کو علم راز میں دکھاوے۔ جس سے (طالب) علم مجاہدہ و علم ریاضت سے علم مشاہدہ اور علم راز میں اس طرح داخل ہو جائے جیسا کہ نمک طعام میں اور لوہا آگ میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ پانی میں دودھ کھٹالی میں سونا اور روح و جان میں دم ہوتا ہے۔ جس نے بھی معرفت اللہ اور فنا فی اللہ میں جمعیت کے مراتب حاصل کئے اور ہدایت تمام حاصل کی اس نے "علم حضور (تصور) نور" سے ہی حاصل کئے۔ اس نے علم کو ہی اپنا وسیلہ پیشوئی رفیق راہبر باتوفیق بنایا۔ اور کسی بھی جاہل۔ کافر بدعتی خلاف شرع محمدی ﷺ نے خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں کی۔

بیت

علم ظاہر مثل مسکہ علم باطن مثل شیر
کیسے ہو بے شیر مسکہ کیسے ہو بے پیر پیر

جو طالب اپنے مرشد سے اللہ تعالیٰ کی طلب کرتا ہے وہ نیک بخت توحید کے لائق ہے۔ وہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب کو پہنچ جاتا ہے جو کوئی بے پیر اور بے مرشد ہو گا وہ شیطان کا مرید بن جاتا ہے۔

کامل مرشد کا کیا نشان ہے؟

کامل مرشد اسم اللہ ذات کی نظر سے طالب صادق کے ہفت اقدام۔ سر تا قدم تمام وجود کو نور بنا دیتا ہے۔ اسم اللہ کی توجہ سے طالب اللہ کو حضوری مشاہدہ میں داخل کر دیتا ہے۔ جس مرشد سے طالب اللہ کو پہلے ہی روز حضوری

مشاہدہ نصیب نہ وہ مرشد ناقص اور نالائق ہے اس سے ارشاد جاری نہیں ہوتا۔

حضوری مشاہدہ کے بہت سے طریقے ہیں۔

ذکر و فکر سے حضوری مشاہدہ کا طریقہ اور ہے

قرب اللہ سے الہام پیغام کی آمد و رفت کے حضوری مشاہدہ کا طریقہ اور ہے

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی حضوری مجلس کے مشاہدہ کا طریقہ اور ہے۔

کامل فقیر جملہ حضوری مشاہدات کا عمل طالب اللہ کو ایک گھڑی میں حاضرات اسم اللہ ذات سے کھول کر دکھا دیتا ہے۔ اور تحقیق کروا دیتا ہے۔

قرآن مجید کے ہر علم آیات و حدیث کو عزت و شرف اسم اللہ ذات سے ہی ہے جس کسی نے بھی انبیاء۔ اولیاء غوث و قطب و درویش فقیر کا مرتبہ پایا اسم اللہ سے ہی پایا۔

بیت

جسم کو پنہاں کر در اسم ذات

تاکہ ہو عارف خدا دائم حیات

کل وجز کے ان جملہ مراتب کو حاصل کرنا اور واصل (باللہ) ہونا اسم اللہ ذات کی باتفکر مشق وجودیہ سے منکشف ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں طالب کے وجود میں اسم اللہ ذات کے ہر حرف سے تجلی ہونے لگتی ہے اور طالب علم یکبارگی معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ کو پہنچ کر غنی اور لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ مراتب غنایت کیمیا اکسیر سے فقیر عامل کیمیا گر اور مراتب ہدائت اکبر سے

کیمیا نظر ولی اللہ صاحب بحر و بر ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد طالب صادق کو یہ دونوں علم ایک پل میں عطا کر دیتا ہے

سنو! طالب دو قسم کے ہیں

ایک طالب بچہ شہباز کی مانند (بلند پرواز) دیدار کی طلب میں ہوتا ہے جس کی خوراک دیدار ہی ہوتی ہے۔ ایسے کامل مرشد کو دیدار بخش کہتے ہیں۔
دوسرا طالب گدھ کے بچے کی مانند مردار کی طلب میں پرواز کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی خوراک ہی ناپاک ہوتی ہے ایسے ناقص مرشد کو مردار بخش کہتے ہیں۔

مطلب یہ کہ آدمی کو جو عزت و شرف ۔ قرب حضوری۔ جمعیت معرفت لقاء حاصل ہوئی نفس کی برکت سے ہی حاصل ہوئی ہے۔ نفس کا گلہ کرنے والا (خود) نامرد ہے۔ کیونکہ نفس مطمئنہ تو نور ہے۔ اور عارف فقیر (اس نفس کے وسیلہ سے) دوام مشرف حضور ہوتے ہیں۔

نفس چار قسم کے ہیں۔ کافر کا نفس کافر، منافق کا نفس منافق، مسلمان کا نفس مسلمان اور مومن کا نفس مومن ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا پ۳ ع۵ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ کسی نفس پر اس کی استعداد سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ نافرمان نفس کو فرمانبردار بنانا قرب دیدار ہے۔ جب نفس ایک بار بھی دیدار پروردگار سے مشرف ہو جاتا ہے تو وہ عمر بھر دنیا کی لذت اور زینت اور بہشت میں حور و قصور کی لذت زینت سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور بے اختیار ہزار بار استغفار کرتا ہے ۔

ابیات

ہر لذت سے بڑھ کر لذت لقاء ہے
لذت دنیا تو سب بے لقاء ہے
لذت دیدار بہ دیدار بہ
اگر کوئی دیدار سے ڈرتا ہے تو مجھ کو دے
چہرہ اپنا . لایا ہوں تیرے روبرو
صد ہزاراں لشکر دیکھتا ہوں روبرو
جس نے دیکھا ہوگیا وہ لازوال
معرفت توحید حاصل حق وصال

جو کوئی باطنی توفیق سے قرب۔ معرفت۔ حضوری انوار دیدار اللہ کا طریقہ جانتا ہے وہ شخص طالبوں کو ایک دم اور ایک قدم پر قرب معرفت۔ حضوری انوار(اور) دیدار اللہ سے مشرف کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ جسم پر شریعت کا لباس پہنے اور شب و روز شریعت کے(احکام پر عمل در آمد کیلئے) کوشاں رہے۔ اگرچہ قسم قسم کا مجرب کھانا کھائے اور شہد سے میٹھا کیا ہوا پانی پیئے اور نفیس اطلس کا زریں زر بفت لباس پہنے۔ لیکن اس کے مراتب یہ ہوں کہ (عمدہ لباس پہنے۔ عمدہ لذیذ کھانا کھانے) کے باوجود وہ لباس سے بیگانہ ہو اور اس کا دل حق تعالیٰ سے یگانہ ہو۔ کبھی وہ (راہ خدا میں ہر چیز قربان کر کے) اتنا مفلس ہو جائے کہ وہ اپنے نفس کو بہر خدا رسواء کرنے کے

لئے) ہر دروازہ پر گداگروں (جیسا) سوال کرتا رہے۔اے احمق خام (جان لے کہ) عارف فقیر کے یہی مراتب ہیں۔

بیت

نفس کو رسوا کرتا ہوں گدا کے لئے
ہر دروازہ پر قدم رکھتا ہوں خدا کیلئے

مشرق سے مغرب تک ہر ملک قیامت تک فقراء کے قدم کی برکت سے ہر قسم کی آفات سے سلامت رہے گا۔اس بناپر اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق چھوٹے بڑے پر فقراء کا حق ہے کہ وہ ان کی خدمت کریں۔

بے معرفت مرشد کے مراتب یہ ہیں کہ وہ بے باطن ۔۔بے توفیق اور حقیقت میں طالبوں کا راہزن ہوتا ہے۔

(استعداد کے لحاظ سے ہر طالب کا وجود) قرب اللہ حضوری وصال کے لائق نہیں ہوتا۔اور نہ ہی ہر پتھر میں سرخ لعل پایا جاتا ہے۔اور نہ ہی ہر زبان پر قرآن و حدیث تفسیر با تاثیر کا بیان ہوتا ہے اور نہ ہی ہر بوٹی کیمیاء کی آزمائش کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور نہ ہی ہر فقیر صاحب سخن اور احوال کو عین دیکھنے والا ہوتا ہے۔اور نہ ہی ہر کسی کو ابوجہل جیسا جہالت کا جُثہ حاصل ہوتا ہے۔۔نہ ہی ہر درویش صاحب ولایت و نظر ہوتا ہے۔اور نہ ہی ہر کوئی حضرت خضر علیہ السلام کا ہم صحبت ہونے کے لائق ہوتا ہے۔ہزار میں سے کوئی ایک ہی ہوگا جو (اپنا تمام) مال و دولت (اللہ کی راہ میں) خرچ کردے۔۔نہ تو ہر سر لائق بادشاہی ہے ۔اور نہ ہی ہر دل مخزن سِرّ الٰہی ہے۔۔نہ ہی ہر کسی کو

فقیری مراتب ملتے ہیں۔ اور نہ ہی ہر کوئی نفس پر امیر ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ہر دل روشن ضمیر ہوتا ہے۔

سنو! وہ کس علم کی راہ ہے جس سے عرش قدموں کے نیچے فرش بن جائے اور طالب اللہ لاہوت (لامکان) میں سکونت پذیر ہو جائے۔ اور وہ لامکان کا باعیان مشاہدہ کرنے والا بن جائے پہلے ہی روز یہ دولت عظمیٰ اور مجلس محمدی ﷺ لقائے الٰہی کے لئے (فنا فی اللہ) اور دیدار پروردگار کے لئے غرق فی انوار توحید کے مراتب اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس طرح عارف اپنے معبود کا معشوق اور وہ اس کا عاشق بن جاتا ہے۔ (مشق وجودیہ) نفس یہود کی قاتل ہے۔ اجسام الکتاب کا کاتب مرقوم بے حجاب (دیدار اللہ) سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور شب و روز (عشق الٰہی) میں اپنی جان جلاتا ہے۔ جو کوئی حیؔ و قیومؔ کے اس "عَینُ الْعِلْم" کو پڑھتا ہے وہ رسم و رسوم کے تمام دوسرے علوم کو بھلا دیتا ہے۔ دونوں جہان سے اپنے ہاتھ کو اٹھا لیتا ہے۔ وہ عین (العیان) دیکھتا ہے۔ علم عین سے عین (حق) کہتا ہے۔ عین باعین ہو جاتا ہے۔ اور عین (ذات) کو تلاش کرتا ہے اور جو عین کو پالیتا ہے وہ علم عین کو اپنا رفیق و پیشوا بنا لیتا ہے۔ اور یہ توفیق کے مراتب ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ۔ اور سب توفیق تو اللہ کے لئے ہے۔ توفیق قدرت کا ایک نور ہے۔ جس میں قرب اللہ سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ توفیق کی قوت سے نفس کی صورت۔ قلب کی صورت۔ روح کی صورت اور سِرّ کی صورت' یہ چاروں صورتیں اہل توفیق سے ہمکلام ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں اہل

توفیق حق کو لے لیتا اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔جو ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اسے طے الفقر۔حیّ الوجود معرفت یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ کہتے ہیں۔کیونکہ اس کے لئے موت اور حیات ایک۔ خواب و بیداری ایک۔ مستی و ہوشیاری ایک۔ بھوک اور سیری ایک۔پڑھا ہوا اور ان پڑھ ایک۔مجاہدہ اور مشاہدہ ایک۔قال اور سکوت ایک۔اس کی نظر میں خاک اور سیم و زر سب برابر ہوتا ہے۔

بیت

دریائے وحدت میں غرق ہوں کچھ اس طرح
کہ ازل و ابد کی مجھ کو کچھ بھی خبر نہیں

جان لوا کہ (باھُوؒ) ہمیشہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے مشرف ہے۔

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ معرفت توحید کا مشاہدہ اور بعد نظر اللہ منظور ہونا اور مجلس محمدی ﷺ میں حضوری ہونا ہی ہمارا مقصود ہے۔(یہی وحدت المقصود ہے)۔دوسرا ہر مرتبہ مردود اور اس سے دوری کا ہے۔ اور ہر دو جانب (فقراء) کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْ عَنْہُ پ۲۸ع۲

نور حضور کا خاصہ لا مکان میں ہے۔جب عارف باللہ فقیر لا مکان میں داخل ہو جاتا ہے تو دونوں جہان (وسعت کے لحاظ سے) اس کے نزدیک مچھر کے پر جتنے ہوجاتے ہیں۔(غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کونین میری نظروں کے سامنے رائی کے دانہ کے برابر ہے) پس معلوم ہوا کہ سلک سلوک میں (ہر قسم کی) آفات قبض و بسط۔سُکر و صَحو موجود ہیں۔جس میں سب (مراتب) سلب

دیتا ہے۔اور دکھادیتا ہے۔ مختصر یہ کہ (کلمہ طیب) کی حاضرات سے ذات تا صفات نور تا حضور۔ قبور تا امور۔ عرش تا فرش۔ لوح تا قلم۔ماہ تا ماہی۔ سب طبقات کو طے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ تمام مراتب علم معرفت توحید سے دور تر ہیں۔

خاصوں کی اصل راہ قرب اللہ سے تصور اور تصرف ہے۔ توجہ سے تفکر ہے۔ عیان سے بیان ہے۔ قال سے وصال ہے۔ ترک و توکل ہے۔ تجرید و تفرید ہے۔جو کوئی اس راہ سے بے بہرہ ہے اور حاضرات و ناظر نگاہ کے مراتب نہیں رکھتا اسے دلیل سے آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔وہ شخص احمق ہے کہ اپنے آپ کو پیر و مرشد کہتا ہے وہ طالبوں کو خراب کر رہا ہے۔روز قیامت شرمندگی سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گا۔دنیا و آخرت میں اس سے کبیرہ گناہ شاید ہی کوئی اور ہو۔(کہ اللہ کا نام لے کر لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے)

دیگر شرح دعوت

دعوت کے اعلیٰ منصب حاصل کرنا حق تعالیٰ کے قرب اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ہی ہو سکتا ہے۔دعوت کا مرتبہ اور نتیجہ ولی اللہ بنا دیتا ہے۔(ایسی) دعوت کی ترتیب اور خاصیت کو اپنی خواہشات کا غلام احمق کیسے جان سکتا ہے؟مرشد کامل اور استاد کے بغیر دعوت نہ تو جاری ہوتی ہے اور نہ ہی فائدہ دیتی ہے۔ کامل پختہ وجود کو دعوت اس کے تمام مطالب عطا کر دیتی ہے۔جبکہ ناقص اور خام کا دعوت خانہ خراب کر دیتی ہے دعوت کے عمل میں عامل کامل وہی ہے کہ اگر اس سے دین و دنیا کا کوئی منصب طلب کریں تو ایک

ہفتہ کے اندر اس سائل کو پانچ قسم کے خزانے عطا کردے

۱۔ خواہ وہ مرتبہ بادشاہی ظل اللہ کا ہو۔

۲۔ خواہ وہ مرتبہ معرفت (الٰہی) ولی اللہ کا ہو

۳۔ خواہ وہ مرتبہ بارہ ہزاری کا ہو۔

۴۔ خواہ وہ مرتبہ صوبہ داری کا ہو

چاہیئے کہ ہر ایک طالب کو قدر بقدر اس کے مطالب تک پہنچادے

اگر کوئی شخص شکستہ (دل) پریشان ہو کر زر و مال کی طمع کا سوال کرے تو اسے (کیمیائے ہنر کیمیائے اکسیر کا علم سکھاوے)۔

قولہ تعالیٰ۔ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ط وَ اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ ۳۰ ع ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ سائل کو مت جھڑکو اور اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ (کہ جو نعمت تمہیں عطا کی گئی ہے اس کا حصہ حق داروں کو پہنچا دو)۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ ۲۴ ع ۱۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے رب کے (اسماء) کی دعوت دو۔ میں تمہارے لئے اجابت (قبولیت کے دروازے کھول دوں گا)

بیت

حاضر دعوت پڑھتا ہوں میں با خدا
فرشتے اس سے بے خبر ہیں بر ہوا

دعوت پڑھنے کے بہت سے طریقے ہیں۔(صاحب دعوت) باتوفیق ہونا چاہئے جو (باطنی) قوت کے مراتب رکھتا ہو اور تحقیق (کے طریقہ) سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جواب باصواب حاصل کر سکتا ہو۔(ایسا) دعوت پڑھنے والا (اگر چاہے) تو (دعوت سے) دشمن کی آنکھوں کو اندھا کر دے۔

اگر (چاہے) تو دعوت دم میں دشمن کے دم کو پکڑ کر اس طرح اس کی جان قبض کر لے کہ وہ ایک دم میں ہی قبر میں پہنچ جائے۔

یا یہ کہ دعوت پڑھنے سے دشمن قیدی بن جائے یا تمام عمر کیلئے مجنون و دیوانہ ہو جائے۔

یا اس طرح کی دعوت پڑھے کہ دشمن کے ساتوں اعضاء خشک ہو جائیں اور (کسی علاج معالجہ) سے بھی ٹھیک نہ ہوں۔

یا وہ ایسی دعوت پڑھتا ہے جس سے دشمن بے قرار ہو جاتا ہے۔ایک گھڑی کے لئے بھی اس کو آرام نہیں آتا۔حتیٰ کہ وہ (اسی حالت میں) مر جاتا ہے۔

کامل وہ ہے جو (دعوت کی) آزمائش اور امتحان سب سے پہلے اپنے نفس پر کرتا ہے (کیونکہ) نفس ہی تو اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اپنے نفس پر غلبہ پانے کے بعد ہی دوسرے تمام دشمنوں پر غلبہ پایا جا سکتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ غنایت کی توفیق اور قوت تحقیق (دونوں طالب کی) پشت پناہ اور (حفاظت و پائیداری) کا ذریعہ ہیں۔جس طرح کشتی کی پشت پناہ دریا کا پانی ہے۔جس کے بغیر کشتی غرق آب ہو جاتی ہے اسی طرح ولی اللہ کے لئے پشت پناہ تصرف دنیا ہے جس سے سیراب ہو کر وہ (غنایت حاصل کر لینا) ہے۔

الحدیث۔ عَذَابُ الْجُوْعِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔
حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بڑھ کر ہے۔
قولہ تعالیٰ۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ۔ (پ ۲۵ ع ۴)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا رزق وافر کر دیتے ہیں تو وہ دنیا میں فساد کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ (رزق) کو بقدر حساب نازل کرتے ہیں بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتے اور دیکھتے ہیں۔

الحدیث۔ طَلَبُ الرِّزْقِ اَشَدُّ مِنْ طَلَبِ اَجَلِہٖ۔ رزق کی طلب موت کی طلب سے بھی شدید ہے۔

قولہ تعالیٰ۔۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ (پ ۱۲ ع ۱) زمین میں کوئی جاندار بھی ایسا نہیں جس کے رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ نہ ہو۔

بیت

تیری اولاد خدا کے بندے ہیں ان کا غم نہ کر
تو کیسا بندہ ہے کہ خدا سے بہتر بنتا ہے بندہ پرور

رزق کی بھی دو اقسام ہیں۔ (ایک) رزق مملوک (دوسرا) رزق مرزوق

پس دنیا کا بہت سا مال جمع کرنا جمعیت نفس اور اعتبار خلق کے لئے ہے کیونکہ اول غنایت ہے۔ اس کے بعد ہدایت ہے۔ اول دل کو سلیم

بنالے (سلامتی میں داخل کر لے) پھر بحق تسلیم ہو جائے (سر کو جھکا دے) تا کہ تجھے کُہنہ کُنْ سے قرب اللہ کے مراتب حاصل ہو جائیں۔ عقلمندوں کے لئے یہی ایک سخن کافی ہے۔ انسان کامل بحق شامل کے وجود میں کچھ چوں و چراں باقی نہیں رہتا

شرح فقر

فقر کس کو کہتے ہیں؟ فقر کونسی صورت رکھتا ہے؟ فقر سے کونسی چیز حاصل ہوتی ہے؟ فقیر کس مرتبہ سے واصل ہوتا ہے؟ فقیر (کس) چیز سے آراستہ ہوتا ہے اور اسے کس حال سے شناخت کر کے اس کی تحقیق کر سکتے ہیں؟۔

سنو! فقر کی ابتداء میں تصور اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے (فقیر) کے ہفت اندام از سر تا قدم نور کی صورت ہو جاتے ہیں۔ اور تمام (وجود) پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک بچہ شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے پاک ہو کر وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری مجلس میں داخل ہو جاتا ہے اور اس معصوم صفت طفل فقیر کو لطف و کرم اور شفقت و رحمت سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے اہل البیت بیبیؓ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس لے جاتے ہیں۔ وہ اسے اپنا بیٹا بنا لیتی ہیں۔ اور اس کو (نوری) دودھ (کا پیالہ) پلاتی ہیں۔ جس سے وہ اہل البیت کا شیر خوار (بچہ) بن جاتا ہے۔ اس کا نام "غلام فرزند حضوری" اور خطاب "فرزند نوری" ہو جاتا

ہے۔

جو باطن میں تو طفل کی صورت ہر نور کا دائمی حضوری ہوتا ہے اور ظاہر میں اربع عناصر کے جُثہ سے خاص و عام لوگوں سے ہم سخن ہوتا ہے۔ یہ فقر کے تمام مراتب ہیں۔ فقیر سے ہی طالب روز اول تمامیت فقر کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ جس کسی کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے فقیر کا خطاب مل جائے اگرچہ اس کا نام گدا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ کونین پر امیر بادشاہ سے بہتر ہوتا ہے۔ وہ قرب خدا سے غنی ہوتا ہے۔ جو کوئی ان مراتب پر (ابھی) نہیں پہنچا اور فقر کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ فقر قادری طریقہ میں ہے۔ دیگر کسی خانوادہ کو قدرت نہیں کہ فقر کا دم مارے۔

بیت

ہر مقام زیر پاء رکھتا ہوں دوام
یہ معرفت توحید ہے (دیگر) والسلام

قطعہ

کل و جز ہیں میرے قیدی میں ہوں باخدا
جو کہ خود سے فانی ہوا وہ صاحب لقاء
آدم (علیہ السلام) کا میں بیٹا ہوں اور امت محمد مصطفیٰ ﷺ
کیوں نہ ہو قرب خداجبکہ ہوں میں باخدا

شرح مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

جب جان کنی کے وقت عزرائیل علیہ السلام انسانی وجود میں سر تا قدم ساتوں

اعضاء میں سے روح کو جو حیات کا (ذریعہ) ہے۔اس طرح جنبش دے کر نکالتا ہے جس طرح لسی میں سے مکھن کو جنبش دے کر نکالتے ہیں۔ اور مکھن کو لسی سے علیحدہ کر لیتے ہیں۔اسی طرح آدمی کی روح کو دماغ میں "استخوان الابیض" سفید ہڈی کے اندر جمع کر لیتے ہیں۔استخوان الابیض زمین و آسمان سے زیادہ فراخ و وسیع ہے۔اس مقام پر ایک روحانی فرشتہ روح کو کھڑا کر کے تین سو ستر سوال جواب پوچھتا ہے اس کے بعد مردہ کو غسال غسل دیتا ہے۔ جس کے بعد نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔یہاں بھی قبر تک پہنچنے تک فرشتے میت سے تین سو ستر سوال جواب پوچھ لیتے ہیں۔بعد ازاں اسے قبر کی لحد میں (سپرد خاک کر دیتے ہیں) جب وہ منکر نکیر کے سوال و جواب سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے بعد ایک فرشتہ جس کا نام رُمان ہے۔میت کو اٹھا کر قبر میں بٹھا لیتا ہے۔اپنی انگلی کو قلم۔اپنے منہ کو دوات اپنے تھوک کو سیاہی اور کفن کو کاغذ بنا کر جو کچھ بھی اس (میت) کے اعمال نامہ میں نیک و بد لکھا ہوتا ہے۔اپنے ہاتھ سے لکھ کر تعویز کی مانند (تہ کر کے) اس کے گلے میں ڈال دیتا ہے۔جس کے بعد وہ فرشتہ بھی غائب ہو جاتا ہے۔اگر روح نیک ہو گی تو علیین کے مقام میں داخل ہو جائے گی۔اور اگر گنہگار ہو گی تو سجین کا مقام اس پر کھل جائے گا۔(دفن) کے تین روز بعد روح دوبارہ قبر میں آکر اپنے (اربعہ عناصر) کے جُثہ کو دیکھے گی۔تو اس میں بدبو پیدا ہو چکی ہو گی۔اور اسے کیڑے کھا رہے ہوں گے۔اس پر روح گریہ زاری اور افسوس کرنے لگے گی۔ اور ہزار ہا غم (اسے لاحق ہو جائیں گے جو بذات خود ایک سزا ہے)اور کہے گی

اے میرے دولت میں پلے ہوئے جُثہ اگر تیرے لئے یہ ہلاکت اور گندگی ہی تھی تو پھر کس لئے تو دولت (دنیا کے پیچھے بھاگتا رہا) حتیٰ کہ بارہ سال تک روح مسلسل اپنے جُثہ کی بیمار پرسی کے لئے قبر میں آتی رہتی ہے۔

تین قسم کے لوگوں کا جُثہ (اربعہ عناصر) سلامت رہتا ہے۔ جیسا کہ زندگی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی امان میں ہوتے ہے۔

۱۔ ایک (انبیاء علیہ السلام) اور علمائے عامل (کا وجود)۔

۲۔ دوئم فقیرِ کامل (کا وجود)۔

۳۔ سوئم مکمل اکمل شہید (کا وجود)۔

چنانچہ شہید اکبر موت کے بعد بھی زندہ لوگوں سے ہمسخن ہو جاتے ہیں۔ کامل مرشد طالب اللہ کو حاضرات اسم اللہ ذات سے ممات کے مذکورہ بالا مراتب زندگی میں۔ خواب میں یا مراقبہ میں، یا باعیان دکھا دیتا ہے۔ یا دلیل سے آگاہ۔ اسم اللہ ذات سے نظر نگاہ کھول کر مقام ممات دکھا دیتا ہے۔ دنیا میں ہی وہ عین بعین دیکھ لیتا ہے جس کے بعد اس کا دل دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے۔

مثنوی

گر تجھے معلوم ہو حال قبر
مکشوف ہو تجھ پر ہر زیر و زبر
پھر عبرت حاصل ہو اور غم تمام
دل سلیم۔ ہو جائے واضح ہر مقام

سروری قادری طریقہ کے ذکر کی ابتدا میں ہی کوئی طالب فوت ہو جائے تو مرنے کے بعد اس کا قلب جنبش میں آکر بلند آواز سے اللّٰہ اللّٰہ کا ذکر کرنے لگتا ہے۔ فریاد کرتا اور نعرہ لگانے لگتا ہے۔ اس قسم کے ذاکر کو نہ تو فرشتہ (عزرائیل علیہ السلام) کی خبر ہوتی ہے (کہ جان کندن کی تکلیف میں مبتلا ہو جائے)۔ نہ ہی اسے قبر لحد کی خبر ہوتی ہے کہ (سوال و جواب میں پھس جائے) قبر اس کے لئے خلوت گاہ اور وہ زمین کے نیچے اللّٰہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔ وہ مقام فنا فی اللّٰہ میں غرق ہوتا ہے۔ قیامت کے روز وہ بغیر حساب اور بلا عذاب جنت میں داخل ہو جائے گا۔ چنانچہ بہشت میں مشرف دیدار ہو کر اپنے آپ کو (اس طرح) حاضر کرلے گا کہ حور و قصور بھی یاد نہ رہیں گی۔ اس قسم کے سروری قادری طریقہ میں موت و حیات یکساں ہوتی ہے۔ جان لو! کہ جو کوئی دن (رات) ہمیشہ اللّٰہ تعالیٰ کی محبت میں مبتلا رہتا ہے۔ تو دنیا اور اہل دنیا اس کی طلب و محبت میں ہمیشہ اس کے قیدی اور اس کے حکم میں مثل غلام رہتے ہیں۔۔

بیت

آنکھ سے ہرگز نہ دیکھوں جُز خدا
ظلم و ستم کی کر دو بیشک انتہا

سنو! جو کوئی روشن ضمیر کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اسے معرفت فقر ہدائت حاصل ہو جاتی ہے ایسا فقیر بمد نظر رحمت اللّٰہ منظور اور مجلس محمدی ﷺ کا دائمی حضوری ہوتا ہے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اشرف البشر ہو

جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ ۔وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (پ۱۵ ع ۷) وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں برگزیدہ معرفت میں عالم باللہ عارف ولی اللہ ہو جاتا ہے۔الحدیث ۔ اَلْعُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

میری امت کے علمائے حق بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہوں گے۔

ایسے لوگ اسم اللہ ذات کے تصور ۔تصرف اور قوت سے ہر صبح و شام فنافی اللہ نور میں غرق اور دیدار پرودگار کے مشاہدہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ان کا نفس مردہ فناء اور ان کی روح کو بقاء لذت و حلاوت لقاء حاصل ہوتی ہے۔ان غیب کے مراتب کی عیب جوئی نہ کر کیونکہ عیب نکالنا گناہ کبیرہ ہے۔ بلاشک و شبہ یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش و ہدائت ہے۔جو روز الست سے قیامت تک ایک سے دوسرا فقیر اہل محبت (ایک دوسرے کے) قائم مقائم ہوتے رہیں گے۔جنھوں نے فناء میں معرفت لقاء حاصل کر رکھی ہو گی۔جو کوئی اس بات پر اعتبار نہیں کرتا وہ مردہ دل احمق بے حیاء لوگوں میں سے ہے۔ان کا قلب و قالب قبر و لحد کی مثل ہوتا ہے ۔ان کے مرتبہ کی نہ تو کوئی حد ہے۔نہ گنتی۔ان کی روح رب العالمین سے بندھی ہوئی ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ ۔اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ پ ۱ ع ۵

تم اپنے عہد (اقرار) کو پورا کرو۔میں اپنے (عہد) اقرار کو پورا کروں گا۔

پس (جب طالب) اسم اللہ ذات کی حضوری سے اسم اللہ کا سبق پڑھتا ہے۔تو اسے حیات و ممات کا کوئی مرتبہ یاد نہیں رہتا۔ جس کسی کا پہلا مرتبہ معرفت میں مشرف لقاء ہوتا ہے۔اس کا نام اور خطاب ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

ابیات

اولیاء کو قبر میں خلوت با خدا
زندہ دل مرتے نہیں ہیں اولیاء
بعد مردن ہو گئی جاں پاک نور
غرق فی التوحید فی اللّٰہ باحضور
خلق ان کو جانتی ہے زیر خاک اندر قبر
ان کو وہاں دیدار اللّٰہ سر بسر
طمع و حسد و حرص والے مردہ پُر ہوا
اولیاء مرتے نہیں صاحب لقاء
فیض و فضلش میں نے پایا از خدا
ہوں ہمیشہ ہم صحبت با مصطفےٰ ﷺ
ہر مقام میں نے دیکھا اندر حیات
موت سے پا لی ہے اب مطلق نجات
یہ مراتب عارفوں کی ابتداء
روز اول ہوں مشرف باللقاء
با تصور اسم اللّٰہ پایا ہم نے
اسم اللّٰہ پیشوا بنایا ہم نے
جس نے اپنا جسم اسم میں پنہاں کیا
معرفت دیدار اللّٰہ پالیا

کیسے روا ہو دیکھنا روئے خدا
جب دکھائیں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم (جائز روا)
باھُو بہر خدا یہ راہ دکھا
سر کٹا بے سر ہو جا پھر مجھ تک آ

مطلب یہ کہ دیدار ربانی کا بار گراں اٹھانے والا روحانی عارف ہزار فقیروں میں سے ایک ہو گا۔ جو اپنے دل سے لا سوئ اللّٰہ کو (مکمل طور پر) کھرچ ڈالے

مثنوی

طالب دیدار (بن) دیدار سے دیدار کر
جُز خدا دیگر نہ دیکھو با نظر
ہر طرف میں دیکھتا ہوں حاصل مجھے ہے حق سے حق
دائمی دل کا مطالعہ (اور) دم سے ہوں غرق

ہاں! صاحب علم کے لئے ضروری اور فرض عین یہ ہے کہ وہ تلقین کی طلب ایسے مرشد سے کرے جو علم حضوری کا عالم ہو۔ کیونکہ وہ صاحب وصال اور دنیا میں ہونے والے ہر واقعہ کا تماشہ کرنے والا واقف احوال ہوتا ہے۔

ولی اللّٰہ فقیر کو تجلی سخن درکار نہیں ہوتی۔ کیونکہ فقیروں اور درویشوں کی ہر بات اور ان کی ہر تصنیف قرب پروردگار سے جواب با صواب ہوتی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اگر ایسے فقیر کی تصنیف خام اور بے لذت ہو گی تو بھی مکھن اور شہد سے بڑھ کر ہو گی۔ اور شعراء کو شعر کی پختگی عقل و دانش (کی لذت) شعور سے حاصل ہوتی ہے لیکن وہ قرب اللّٰہ حضوری سے

بہت دور کی بات ہے۔یہ ایسا ہی ہے جیساکہ مست و ہوشیار (کے کلام میں فرق ہوتا) ہے جو بھی مشرف دیدار ہے وہ صاحب اختیار ہے۔

دل کے کانوں سے سنو!اگر تو نہیں سنے گا تو قیامت کے روز تیرے چہرہ پر شرمندگی ہو گی۔تو اٹھارہ ہزار عالم میں روسیاہ اور خجل ہو گا۔ خود پسندی بہت سخت کفر ہے۔

علم کس لئے ہے اور عالم کس لئے ہے؟

علم ہدایت کے لئے ہے اور عالم روایت کے لئے ہے ۔ہدایت کسے کہتے ہیں اور روایت کسے کہتے ہیں؟ روایت (یعنی علم)جو بے ریا ہو۔معرفت خدا کا وسیلہ ہے۔اور ہدائت کفر شرک شیطانی نفسانی خواہشات سے نکال کر مجلس محمدی ﷺ میں داخل کر دیتی ہے۔ ہر شے کا کوئی گواہ ہوتا ہے اور ہر گواہ کی مذہب و ملت میں (اجازت) بھی ہے۔

۱۔ایک(گواہ) معرفت

۲۔دوسرا(گواہ) قرب حضوری مشاہدہ اللہ

ابیات

بے مُرشِدوں کا مرشد ہوں بہرِ خدا
بے پیروں کا میں پیر ہوں از(حکم) مصطفیٰ ﷺ
قادِری ہوں کامل ہوں باھُوؒ مرا خطاب
باھُوؒ ھُو میں گم ہو کر ہو گیا ہے بے حجاب
پیر و مُرشِد بخشتا ہے پانچ گنج

طالبوں کو ہو نصیب در روز پنج
عالم و فاضل ہیں قیدی مرے
صحبت مصطفیٰ ﷺ حاصل مجھے
قادری کے یہ مراتب از فضل
قادری سے طلب کر نعم البدل
مرشدوں کا مرشد ہوں از حضور
طالبوں کو بخش دوں اسرار نور
کوئی طالب نہیں ملتا لائق لقاء
خام طالب دشمن جان سراسر خطا

میری جان سن لے! مرشد اور طالب دونوں کے لئے (نصیحت کی) ایک بات ہی کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں نفس اور دائیں پہلو میں شیطان کا مقام ہے۔ پس ان دو دشمنوں سے تیری جنگ ہے جس کسی کے ہر دو پہلو میں تیر جیسا زخم اور کانٹے جیسا درد ہو۔ اسے سونے اور وقتی خوشی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے ہر دم (ان دشمنوں) سے خبردار رہ کہ تجھے فرصت نہیں اور موت کا کوئی اعتبار نہیں۔

فقیر کو چاہئے کہ اسم اللہ ذات کے تصور میں مشغول ہو جائے۔ (حتیٰ کہ) اسم اللہ ذات (کے حروف) میں سے شعلہ انوار کی تجلی پیدا ہو جائے۔ اور (فقیر) اس کے انوار میں غرق ہو کر دیدار سے مشرف ہو جائے کہ اسے نہ تو بہشت کی بہار اور نہ ہی دوزخ کی نار یاد رہے۔ (اور وہ بزبان حال یہ کہہ دے) کہ

میں نے ان دونوں کو چھوڑ کر اپنا چہرہ اپنے پرودگار کی طرف کر لیا ہے۔

الحدیث۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَاءِ

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ کے لقاء کو حاصل کرنا۔ پانا اور واصل باللّٰہ ہونا کس علم اور کس چیز سے ہو سکتا ہے؟ وہ علم صرف (غرق) فی اللّٰہ ہو کر قرب حضوری میں مشاہدہ نور (کا علم) ہے۔ جو عقل و تمیز کی آگ سے باہر ہے۔ جو کوئی اسے جانتا ہے اور علم معرفت کا یہ سبق (اسم) اللّٰہ (ذات) کے (تصور) سے پڑھتا ہے وہ میرا بھائی ہے جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

بیت

نقش وسیلہ ہو گیا نقاش کو دیکھ
نقش نقاش ایک ہوا اب بالیقین

یقین کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟

تصور اسم اللّٰہ ذات سے جو حاضر کر دیتا ہے۔ تجھے جاننا چاہئے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی وحدانیت تیرے وجود میں اس طرح ہے جیسا کہ پستہ میں مغز۔ کامل مرشد ایک ہی دم میں طالب اللّٰہ کو (بقاء) باللّٰہ کی حضوری میں پہنچا کر دیدار سے مشرف کر دیتا ہے۔ کہ وہ موت و حیات کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ ناقص مرشد ایک رات دن میں اللّٰہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ ناقص تر مرشد ایک ہفتہ میں طالب اللّٰہ کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ ہدایت معرفت۔ قرب اللّٰہ فقر کی یہ باطنی راہ۔ قصہ خوانی افسانہ دانی قیل

و قال میں نہیں ہے۔ مشاہدہ حضوری اور اس ذات لازوال کے حال سے واقف ہونا روز الست کا فیض و فضل ہے۔

بیت

دیکھنے والا کبھی کہتا نہیں
جسم اسم تن اس جگہ نہیں
وہ جسم دوسرا ہے لائق خدا
وہ آنکھ دوسری ہے جس کو حاصل لقاء
چار جسم و چار چشم و چار نور
چار سے گذرا تو پھر یکتا حضور
بعد ازاں باعیاں دیکھو دوام
ذکر و فکر چھوڑ دو پھر ہر مقام
مادر زاد اندھا رہے گا بے یقین
آفتاب گرچہ جلا وے اس کی جبین
آنکھ سے اپنی فی اللّٰہ میں کیا دیدار
گھوم پھر کر تحقیق میں نے کی ہے (یار)
قرآن سے ہی ہر جواب مجھ کو ملا
اور حدیث سے بھی باصواب مجھ کو ملا
گر کوئی مجھ سے کہے مجھ کو دکھا
توحید میں غرق کر دے دکھلا دوں خدا۔

گر نہ پاتے یہ مراتب اولیاء
کس کو یقین آتا دیدن لقاء
غرق کو بھی چھوڑ دل سے کرنظر
تاکہ واصل ہو کے ہو ختم الفقر
باھُو ھوُ میں گم ہوا باھُو کہاں
باھُو نے ھُو سے پا لیا یاھُو بخواں

اس قسم کے دیدار پروردگار کے مراتب اور روئیت (الٰہی) کی توفیق نص و حدیث کے موافق تین طریقہ سے تحقیق شدہ ہے۔

۱۔اول رویت خدا خواب میں روا ہے ایسی خواب مع اللّٰہ بے حجاب خلوت خانہ ہوتی ہے ایسی خواب کا خطاب (خواب)نور ہے۔جس میں دیدار حضور کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

۲۔دوم دیدار خدا مراقبہ میں بھی(جائز) ہے ۔جس میں (معنوی)موت مولیٰ کی حضوری میں لے جاتی ہے۔

۳۔سیوم۔دیدار خدا"باعیان" کھلی آنکھوں سے بھی کرنا(تحقیق) ہے۔جس میں جسم تو اس جہان میں ہوتا ہے اور جان لاہُوت لامکان میں ہوتی ہے۔اس فیض و فضل کا ہر ایک عظیم مرتبہ مرشد کامل سے عطا ہوتا ہے۔

مثنوی

نحن اقرب کی کروں تحقیق گر
شہ رگ کے نزدیک دیکھوں با نظر

ہے یہی ناظر خدا حاضر خدا!
ہم صحبت حاضر محمد مصطفیٰ ﷺ
اسم اللہ راہبر و ہمراہ کر
جز لقاء دیگر نہ دیکھو بانظر
دیکھنے والا جب ہوتا ہے (محو) دیدار
مست کو مستی چڑھے پھر بے شمار
خام کی مستی ہے اُنس و ہوا سے
مست کو بیداری ملتی ہے خدا سے
ہوں حضوری میں بھی باشعور با خبر
اندھا کیسے دیکھے گا پھر با نظر
مخلوق اس کے نور کے اک قطرہ سے ظہور
مل گیا وہ نور ہم کو در حضور
گر کروں شرح بیان احوال کا
کل و جز ہو جائے غرق فی اللہ فناء
معرفت کو کیسے جانیں اہل صنم
طالب دنیا بت پرست کافر اہل غم
طالب مولیٰ ہی ہیں عارف صفت
ابتداء و انتہا با معرفت

میں مرشد اور طالب اہل تقلید کاذب اور اہل توحید صادق کے ہر دو مراتب کو باتوفیق ہو کر اس طرح ترازو میں تول لیتا ہوں اور حقیقت حق کی

اس طرح تحقیق کر لیتا ہوں جیسا کہ صراف نظر ہی سے سیم و زر کے (کھرا ہونے) کو پہچان لیتا ہے۔

بیت

مرشدوں کو نظر سے حاضر کر دوں
طالبوں کو نظر سے وحدت میں (گم) کر دوں

جان لو! کہ راہ باطن میں چودہ قسم کی تجلیات چودہ قسم کے الہام۔ چودہ قسم کے ذکر مذکور چودہ قسم کے حکمت ضرور اور چودہ قسم کے باطن معمور ہیں۔ کامل مرشد ان میں سے ہر ایک کو طالب کے لئے زبانی بیان کرتا ہے۔ یا یہ کہ طالب کو احوال کا "بعیان" کھلی آنکھوں مشاہدہ ہر منزل ہر مقام کا تماشہ دکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب کو اعتبار و یقین آ جاتا ہے۔ باطنی راہ میں آفات ہی آفات ہیں۔ صرف تصور اسم اللہ ذات ہی سلامتی سے (منزل) پر پہنچا دیتا ہے۔ مرشد حضوری تصور سے آگاہ ہوتا ہے۔ ورنہ وہ (مرشد نہیں ہو سکتا) بعض تجلیات نوری ہیں اور بعض تجلیات ناری۔ (ناری تجلی) سے وجود میں شرک کفر زنار (پوشی) پیدا ہوتی ہے۔ اور (نوری تجلی) سے وجود میں انوار دیدار پیدا ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ (نوری تجلی) سے طالب شیطانی آفات۔ نفسانی بلاؤں اور دنیاوی حادثات کی پریشانی سے یکبارگی گذر جاتا ہے اسے قرب ربانی نصیب ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ فنا فی اللہ میں غرق نور سے مشرف رہتا ہے۔ اس کے وجود کے ساتوں اعضاء مغفور ہو جاتے ہیں۔ وہ واقف احوال ہوتا ہے۔ اور وصال لازوال سے (بہرہ ور) ہو جاتا ہے۔ وہ قیل و قال

سے گذر کر رویت جمال کی لذت و مشاہدہ میں (محو) رہتا ہے۔

یہ کونسی راہ ہے؟ اور اس کے لئے کونسا علم گواہ ہے؟ یہ مشق وجودیہ ہے جس میں اسم اللّٰہ سر تا قدم ساتوں اعضاء کو اس طرح (نور ذات) میں لپیٹ لیتا ہے جیسا کہ بیل درخت کو لپٹ جاتی ہے۔ اور اسم اللّٰہ ذات سر تا قدم اس طرح (طالب کے وجود کو) اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے کہ اس کے ساتوں اعضاء پر اسم اللّٰہ کی (مشق) مرقوم ہے (اس کا ہر عضو) اللّٰہ۔اللّٰہ۔اللّٰہ (کے ذکر) میں زبان کھول لیتا ہے۔ قلب سِرُّہٗ سِرُّہٗ سِرُّہٗ کا نعرہ بلند کرتا ہے۔ روح ھُوَالْحَقُّ ۔ھُوَالْحَقُّ ھُوَالْحَقُّ کی فریاد کرنے لگتی ہے اور نفس رَبَّنَاظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا[1] کا ورد کرنے لگتا ہے۔

مشق وجودیہ میں (اسم اللّٰہ ذات اور کلمہ طیّب وجود پر) نقش ہو جانے سے معشوقی مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ بعض کو خواب و مراقبہ کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ وہ جب بھی قرب اللّٰہ کی حضوری اور محمد رسول اللّٰہ ﷺ کی حضوری مجلس میں متوجہ ہوتے ہیں تو الہام اور جواب باصواب سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔

بعض کو (لوح ضمیر میں) لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جاتا ہے۔

بعض کو قرب رب جلیل سے دلیل (مستحکم) سے (احوال) کی آگاہی ہونے لگتی ہے۔

بعض کو حاضرات اسم اللّٰہ ذات سے ناظرات (نظر نگاہ مشاہدہ) کھل جاتا ہے۔ جس سے وہ دونوں جہانوں کا تماشہ پشت ناخن پر کرنے لگتے ہیں۔

---

[1] الاعراف ۸-۲۳

بعض کو وہم وحدانیت میں علم واردات سے غیب الغیب کے جملہ مقاصد کھل کر نظر آنے لگتے ہیں۔

بعض نظر نگاہ اور کھلی آنکھوں سے لاھوت لامکان دیکھنے لگتے ہیں۔

بعض کو موکل پیغام دینے لگتے ہیں۔

اگر راہ باطن میں اس قسم کے مراتب با مراتب۔ منصب با منصب قرب با قرب حضوری با حضوری جمعیت با جمعیت عین با عین فیض و بخشش انوار دیدار کی تجلیات کے آثار نہ ہوتے تو باطنی راہ پر چلنے والے سب لوگ گمراہ ہو جاتے۔

مثنوی

طلب کر مرشد سے راہبر راہ سے
گفتگو سے نہیں بلکہ وصال ملتا ہے با(نگاہ سے)
رہبر مرا مرشد مرا ہے مصطفٰے ﷺ
آپ نے تعلیم دی علم از خدا

حقیقت خواب و تعبیر

صاحب روشن ضمیر جو مقرب با خدا اور حضوری ہے۔ جو کچھ بھی دیکھے اس کے لئے جائز ہے۔ جبکہ صاحب نفس اسیر خواب میں جو کچھ بھی اپنی نیت اور یقین سے دیکھتا ہے ۔وہ دل کی سیاہی اور حب دنیا میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ناسوتی مکان کا مکین ہوتا ہے۔

جو شخص خواب میں گھوڑا ۔اونٹ یا شہباز دیکھے یا اپنے آپ کو چھت یعنی بلندی پر دیکھے اسے دولت حاصل ہونے کا امکان ہے۔ جو شخص خواب

میں باغ و بہار کا (نظارہ کرے) یا کشتی پر سوار ہو کر دریا کے پانی میں سلامتی سے گذر جائے اور بہشت میں حور و قصور سے مجامعت کر کے لذت حاصل کرے لیکن اس کا آب منی نہ بہے تو تقویٰ کی تقویت۔توفیق ازلی و سلامتی ایمان۔فیض فضلی سے اس کا باطن آباد ہو گیا ہے۔ مومن مسلمان حقیقی کو یہ مرتبہ مبارک ہو۔

اگر کوئی شخص خواب میں جہنمی کفار یا جوگیوں سنیاسیوں۔تارک نماز یا شرابیوں کی مجلس دیکھے۔یا جھوٹوں ۔منافقوں جاہلوں کی مجلس دیکھے تو معلوم ہوا کہ ایسا خواب دیکھنے والا اِلّاَ اللّٰہ کی معرفت اور حضور حضوری مجلس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا ہے۔اسے لعنتی شیطان ہر رات (اس قسم کی شیطانی مجالس) دکھا کر فریب دیتا ہے تاکہ اس کا دل راہ باطن سے سرد ہو جائے اس (فریب کاری) کا علاج یہ ہے کہ رات دن اسم اللہ ذات و (اسم) محمد سرور کائنات اور کامل شیخ کی صورت کو اس طرح اپنے تصور میں لائے کہ ہر ایک تصور طالب اللہ (کو اس قسم) کے شیطانی خطرات اور ناشائستہ مجالس سے خلاصی بخش کر حضوری مجلس میں پہنچا دے تاکہ اسے باطل ہر گز یاد نہ رہے پس بہت سے لوگ باطل (تجلّیات و ناری مجالس) کو ہی حضوری حق سمجھ لیتے ہیں۔اور اہل حق کو باطل کہتے ہیں۔(حالانکہ وہ خود باطل پرست ہیں) وہ درویش فقیر کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ وہ اہل دوکان۔نفس کے غلام اور قید شیطان میں ہوتے ہیں۔وہ ریا کار خواہشات (کے بندے) باطن میں معرفت خدا سے محروم اور حیوانوں سے بد تر ہوتے ہیں یہ گائے بیل کے مراتب ہیں۔ ان میں سے بعض کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے لیکن وہ باطن میں بد کردار اہل

تقلید صرف لوگوں کی نظر میں فقیر اہل توحید ہوتے ہیں (بارگاہ الٰہ میں ان کا کوئی مقام نہیں ہوتا)۔

گدا بھی دو قسم کے ہیں

۱۔ایک گدا وہ ہے جس نے اپنی شہوت و خواہشات کو مار دیا ہے وہ مقرب رحمان ہے ان کے مراتب کی شرح بیان کرنا مشکل ہے۔کیونکہ وہ عظیم الشان ہیں۔ یہ فقیر فقر محمد۔فخر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم صحبت اور ہم بر قدم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔نہ وہ کسی سے کوئی التجاء کرتے ہیں نہ ہی کسی سے درم و دام کی کوئی امید رکھتے ہیں۔انہوں نے نورانی فقراور گرانی فقر(کے بوجھ کو اٹھا رکھا ہے)

الحدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ؀ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔اس قسم کا فقر مشکل کشاء اور با خدا بنادیتا ہے۔

۲۔گدا کا دوسرا مرتبہ مطلق مردود کا(مرتبہ) ہے ایسے بے حیاء جو سر داڑھی منڈوا کر (ابرو بھی چٹ کروا لیتے ہیں)۔وہ خدا تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہتے ہیں۔اسے "فقر مکب" منہ کے بل گرنے والا فقیر بھی کہتے ہیں ۔کیونکہ وہ شرع محمدی ﷺ اور قدم محمدی ﷺ کے طلبگار نہیں ہوتے۔

الحدیث۔۔اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ؀

میں منہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

فقر مکب دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا

(اول وہ) جو حکایت دنیا میں (ہمہ وقت مصروف رہتا ہے) اگرچہ اسے تمام دنیا کی دولت بھی حاصل ہو جائے تو بھی وہ بخیل اور اپنے مسلمان بھائیوں کا دشمن ہوتا ہے

(دوم) فقر مکب یہ ہے کہ وہ باتیں تو فقر کی کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی شکایت (گلہ) بھی کرتا رہتا ہے۔ جو فقر مکب سے گذر جاتا ہے وہ فقر محب میں داخل ہو جاتا ہے۔

فقر محب کس کو کہتے ہیں؟

اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ۔ وَالشَّفْقَتَہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ وَ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ؁

جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کرنے والا۔ مخلوق خدا سے شفقت کرنے والا اور اخلاق باللہ کا (نمونہ) ہوتا ہے۔

شرح دعوت

دعوت میں کامل وہ ہے جو جلالی اور جمالی ہر قسم کے حیوانات کا (گوشت) بھی کھاتا رہے اور اس کی دعوت بھی جاری رہے۔ وہ اس (دعوت) سے اپنے دشمن موذی نفس اور (دنیاوی) دشمن کو اک دم سے قتل کر دے۔ ایسی دعوت پڑھنے کا کونسا طریقہ ہے؟ یہ تصور اسم اللہ ذات کی توفیق کا طریقہ ہے۔ جس میں (صاحب دعوت) حضوری میں کامل اور روحانی (اہل) قبور کا عامل ہونا چاہئے جو شخص کہ ظاہر میں کامل اور باطن میں عامل ہے اور ہر دو علوم کا عامل ہے۔ اس کو صاحب جذب جہاد الاکبر کہتے ہیں۔

شرح دعوت دم

چونکہ کل مخلوقات کی اصل دم سے ہے اس لئے جو کوئی دم کی توفیق (کی راہ جانتا) ہے۔ اور اس کے احوال سے واقف اور علم دعوت کے ہر طریقہ سے (آگاہ) ہے۔ وہ تحقیق (کے طریق) سے دعوت پڑھتا ہے۔ وہ علم دعوت کونسا

ہے جس سے جملہ علم علوم ایک ہی علم دعوت میں معلوم ہو جاتے ہیں۔؟(یہی دعوت دم با تحقیق کا طریقہ ہے)عقل مند بن اور لا سوی اللہ جو خطرات بھی تیرے دل میں ہیں ان کو دھو ڈال۔

یہ دعوت چار قسم کی ہے

☆ دعوت دم ستارہ خاکی

☆ دعوت دم ستارہ بادی

☆ دعوت دم ستارہ آبی

☆ دعوت دم ستارہ آتشی

اس قسم کی دعوت (ستاروں) کی موافقت سے بیعت یا بیعت محبت و دشمنی جدائی و یکتائی۔ قتل ممات اور زندگی حیات کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اس قسم کی دعوت پڑھنا بے توفیق کام ہے۔ کامل وہ ہے جو دعوت پڑھ کر توجہ سے نحس کو سعد بنا دے۔ اگر وہ کسی پر غضب سے (متوجہ ہو) تو نحس۔ سعد' اسعد سب کو ایک جیسا بنا دے۔ اس کو اعداد ابجد نحس سعد(اوقات) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ صاحب اختیار ہے زبان اس کی سیف اللہ ذوالفقار ہے۔ وہ کبھی جلالیت اور کبھی جمالیت میں ہوتا ہے۔ کامل صاحب دعوت فقیر نہ فلک و بروج سے تعلق رکھتا ہے۔ اور نہ ہی طبقات عروج سے تعلق رکھتا ہے وہ فرشتہ عرش کرسی(جو)ہوا کے مراتب ہیں سے بھی کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ فقیر جس وقت بھی چاہتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر جواب با صواب سے مشرف ہو جاتا ہے۔ فقیر کو حضوری (حق) میں جو قرب حاصل ہوتا ہے۔ فرشتہ اس قرب سے دور اور حضوری حق میں نامنظور ہے۔ کامل مرشد

پر عین فرض ہے اور ضروری ہے کہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز معرفت وصال اور قرب لازوال کے ان مراتب پر پہنچا دے۔اور ذکر فکر میں مشغول نہ کر دے کیونکہ وہ سب وھم و خیال اور (اللہ تعالیٰ) سے دوری ہے۔

قولہ تعالیٰ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (پ۱۵ ع ۱۶)

اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر (استغراق و وصال) میں کرو۔

یہ مراتب ذکر خفی کے ہیں۔جس سے وجود میں بارہ نوری لطائف کھل جاتے ہیں۔اور (طالب) ان کے انوار میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔کامل فقیر کے یہی مراتب ہیں۔جب ذکر کامل اور فقیر کامل ایک وجود (میں) جمع ہو جاتے ہیں تو اسے "مجموع الذکر" کہتے ہیں ایسے شخص کو قدرت ربانی سے "وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"[1] اور اس میں ہم نے اپنی روح پھونک دی کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا دم زندہ۔ وہ حضور (حق) کو دیکھنے والا اور ذکر مذکور سے حضوری (جواب باصواب) سننے والا ہو جاتا ہے۔اسی کو زندہ "دم" کہتے ہیں

ایک "دم" یہ بھی ہے کہ وہ اٹھارہ ہزارہ عالم کو اپنے ایک دم (میں پکڑ لیتا ہے) اور ہر علم کو (جان لیتا) اور منطق معانی کا عالم ہو جاتا ہے۔پھر اسے کسی شخص سے (جملہ علوم پڑھنے) کی حاجت نہیں رہتی۔

ناقص مرشد کے طالب اور ذاکر (اس دم) سے واقف نہیں ہوتے وہ اندھے اور دیدار سے محروم ہوتے ہیں۔انہوں نے دنیا کی محبت اور سیم و زر کی محبت کو دل میں اس طرح بسا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یکسر بھلا رکھا ہے۔

---

[1] پ ۱۴ ع ۳

ابیات

دم ازل دم ابد دم ہی ہے دنیا تمام
اور اس ایک دم سے ہو حاصل جنت تمام
روح دم دل سر جب ہو ٔ یک وجود
صاحب اسرار ہو جائے جلد (زود)
دم ہواہے روح رحمت حق نما
چھوڑ جائے نفس و شیطان اور ہوا
دم با ذکر ہو تو ذاکر ہو جائے حضور
ساتوں اعضاء اس کے ہو جائیں نور

انسانی دم دوسرا ہے۔کہ جب اس دم کو حضرت آدم علیہ السلام کے (دم) سے پکڑتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہو جاتی ہے۔جو کوئی "دم" سے دیدار(الٰہی) سے مشرف ہوتا ہے اگر وہ اپنا"دم"حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے (پیوستہ) کرلے تو وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔دونوں جہانوں میں زندہ ہو جاتا ہے ۔کبھی نہیں مرتا اور اگر دم کو جملہ انبیاء و مرسل اصفیاء ہر ایک نبی اللہ سے ملا لے تو اسے تصور اور تصرف کی توفیق سے ہر ایک پیغمبر(علیہ السلام) سے پیغام اعلام آورد برد سے نصیب ہو جاتا ہے۔اس قسم کے مراتب والے اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔دعوت صرف سوال کے جواب کے لئے ہی نہیں پڑھی جاتی۔کیونکہ سوال جواب تو اللہ تعالیٰ کی حضوری سے حاصل کرنا ہی کافی ہے ۔

جو شخص دعوت میں تلاوت قرآن یا ذکر رحمٰن کرتا ہے ۔دعوت کے شروع میں ہی بعض کو موکل آواز دینے لگتے ہیں۔یا وہ روحانی سے ملاقات کرتا ہے۔یا شہید سے مجلس کرتا ہے۔یا اسے جنات کی طرف سے گندی بو آنے لگتی ہے۔اسماء کا اشارہ اور خدا تعالیٰ کی جانب سے الہام ہونے لگتا ہے جس دعوت پڑھنے والے کو (دعوت) کے شروع میں محمد ﷺ سے اجازت اور مندرجہ احوال ظاہر نہ ہوں تو (معلوم) ہوا کہ وہ نفسانی خواہشات سے دعوت پڑھ رہا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہو کر تمام عمر رجعت میں گرفتار رہے گا۔اس قسم کے(دعوت خواں) احمق ہوتے ہیں۔بعض کا "دم" حیوانی یا شیطانی ہوتا ہے یا طیور یا جنات یا ملائکہ سے دم مل جاتا ہے ایسے لوگ معرفت اللّٰہ توحید سے دور ہو جاتے ہیں۔

بیت

فرشتے کو حاصل ہے اگرچہ قرب آلہ
مگر حاصل نہیں ہے مقام لِی مَعَ اللّٰہ

اہل قرب ایک دم سے اس قسم کی دعوت پڑھتے ہیں جو ایک گھڑی ہی میں عمل میں آ جاتی ہے ۔ اور اس کے علم دعوت میں قیامت تک رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی ۔خواہ وہ فناء کے لئے(دعوت پڑھے) یا بقاء کے لئے ۔کسی کی بربادی کے لئے پڑھے یا آبادی کیلئے۔خواہ بست کے لئے پڑھے خواہ کشادگی کے لئے ایسی دعوت والے کو کل ا لکلید کہتے ہیں۔وہ ہر مشکل کو حل کرنے والا قفل توحید کو کھولنے والا۔ تقلید سے فارغ۔ تجرید ۔ تفرید۔ ترک۔ توکل کے یہ

مراتب عارفوں کو حاصل ہوتے ہیں۔حسبی اللّٰہ و کفٰی با للہ و تبارک اللّٰہان کا وظیفہ ہوتا ہے اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔اگر تو نہ آئے تو حق تعالیٰ بے نیاز ہے۔قدرت خدا سےان کی زبان سیف اللّٰہہوتی ہے۔کیونکہ ان کی زبان کن کی سیاہی سے زندہ ہو جاتی ہے۔چنانچہ جو کچھ بھی اس کی زبان سے نکلتا ہے بلکہ اس کی ہر بات اور آواز خدا تعالیٰ کے امر میں سے ایک امر ہو جاتی ہے۔(جو ٹل نہیں سکتی)

قولہ تعالیٰ۔۔وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (پ۱۲ ع۱۳)

اللّٰہتعالیٰ اپنے (ہر) امر پر غالب ہے۔

مثنوی

دشمن سیّد کو جانو اہل زشت
دوست سیّد ہی ہے اہل بہشت
دشمن سیّد کو جانو اہل خبیث
دوست دار سیداں مثل حدیث
خارجی و رافضی دشمن نبی
ایسا جو بھی ہے دشمن ہے اہل شقی
سیدوں کو عزت و شرف از خدا
دشمن سیّد تو ہے اہل ہوا

فقیر کو ذکر فکر ورد وظائف سلک سلوک راہ طریقت اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔کیونکہ (کامل) فقیر پہلے ہی روز طالب کو اسم اللّٰہذات کے

تصرف سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

بیت

کہہ رہا ہوں جو بھی ہر گز نہیں (حرص و)ہوا
ہے حضوری معرفت قرب خدا کا یہ کلام

ابیات

عین العیانی دیکھتا ہوں بے مثل کو ہردوام
غرق ہوں توحید میں ہے یہی فقرش تمام
نہ یہاں پر قلب و روح ہے نہ یہاں نفس و ہوا
نہ یہاں پر جسم و جان ہے نور سے دیکھوں خدا
نہ یہاں آواز و صوت نہ عقل نہ علم و قال
یہ مراتب حاصل ہیں از قرب اللہ لا زوال
جو بھی پہنچے لامکاں وہ جان لے گا حال من
وحدت سے بے قرب مرشد طالبوں کا راہزن
باھُو ھُو میں گم ہوا گمنام کو جانے گا کون
ہم صحبت مصطفیٰ ﷺ ہوں نور اللہ میں گم پہچانے گا کون

ابیات

اسم اللہ بس گراں ہے لازوال
جانتا ہے وہ جسے حاصل وصال
اسم اللہ لے گیا باللہ حضور

مرا وجود گم ہوا در وحدت ذات نور

جو بھی پڑھنا ہے وہ اسم اللہ سے پڑھ

اسم اللہ ساتھ دے گا سر بسر

ہر علم ہو اسم اللہ سے عطا

اسم اللہ کو وظیفہ لے بنا

اسم اعظم کی بھی طے دراسم ذات

نظر سے مردہ قبر میں ہو حیات

باھُو ہے توکرلے حاصل ذکر ھُو

ہر کبوتر فاختہ سن لے یاھُو

تو بھی کبوتر فاختہ سے کم نہ ہو

جو بھی دل میں غیر ھُو ہے اس کو دھو

قبر باھُو سے ھُو ہی نکلے حق بنام

ذاکروں کی انتہا ھُو ہے تمام

جاننا چاہیئے کہ جس کسی کے وجود میں اسم اللہ ذات تاثیر کرتا ہے وہی بینا اور روشن ضمیر ہو کر کونین کا تماشہ بہشت و دوزخ میں وعدہ (کے مطابق ثواب وعذاب) کو عیاں طور پر دیکھ لیتا ہے۔اس قسم کا مرتبہ (رکھنے والا) ھی خلاف نفس (عامل) ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَا ایمان خوف اور رجا کی درمیانی (حالت) کو کہتے ہیں ایسا شخص ہوا (خواہشات نفسانی) کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت

کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔

ابیات

(دنیائے) مردار پر مائل خر و سگ ہے
کینہ پرور بے خبر بد رگ ہے
طالب دنیا تو کتے سے بھی کم تر ہے
ظاہر اگرچہ وہ صاحب جاہ و فر ہے
باطن میں غرور سے رہتا ہے پُر
ظاہری خلق میں کتے سے کم تر
بندۂ غضب و شہوت اور حرص و ہوا
سیرت سے (منافق) بظاہر آدم نماء
سیم و زر ہے اس کا کعبہ اور آرام
مثل حیواں کھانا پینا اس کا کام
رہے رات دن مبتلائے غفلت دوام
بیوی بچوں سے سدا دل اس کا رام
نزع اور موت کے غم کو اس نے بھلا رکھا ہے
غافل ہے راہ نجات کو اس نے بھلا رکھا ہے
وہ "میں" "تو" کی صفت عام کو اپنا لیتا ہے
رنگ "دوئی" "دوبینی" کا چڑھا لیتا ہے
صاف دلی کو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے وہ (خر)

دل کی سیاہی اس کے چہرے سے ہے ظاہر
تیری عمر کا(مدار) تو ہے ایک دم
اور تو ہر دم میں مانگتا ہے کل عالم
تیرے ہر دم میں کینہ کبر و ریا
ہر دم میں تمام حرص و ہوا
تیرے ہر دم میں غصہ و بد خوئی ہے
تیرے ہر دم میں بے روئی ہے
ہر دم کے ساتھ یہ شر و فساد
ہفت ہزاری (مرتبہ) کا اجتہاد
حیف اس تیری عقلمندی آئین پر
حق بین آنکھ تیری اندھی ہے اے (بے بصر)

جواب باھُو

دنیا بہر خدا مزرعہ بہشت ہے
دنیا بہر ہوا و اہل زشت ہے
کیا تو نہیں جانتا کیا ہے دنیا
ناقصوں کی زیست کا قبلہ ہے دنیا
آدمی کو پوجتا ہے آدمی
ناشائستہ کام مانع دین

باھُو بہر خدا دینا کو ترک کر دے (فقیر)
تا کہ ہو عارف خدا اور روشن ضمیر

اے خام سن لے کہ کتابوں کا تمام علم علوم اور حی و قیوم کی تمام حکمت ایک حرف یا ایک سخن یا ایک سطر یا ایک صفحہ یا ایک ورق ہی سے کل و جُز معلوم ہو جاتا ہے۔ہزار کتاب تو اس سخن میں سما جاتی ہے۔لیکن ہزار کتاب میں (حرف) کُن کی شرح نہیں سماتی سخن کُن ایک رمز (مخفی بات) اور اشارہ ہے ۔اس معما کو فقیر صاحب عارف اولیاء اہل لقاء ہی حاصل کر کے کھولتے اور دکھا دیتے ہیں۔

بیت

ہر جواب ہم نے پایا از قرب و حضور
وہی جانتا ہے جو ہے(غرق) فی اللّٰہ ذات نور

یہ قاتل نفس(فقراء کا کام) ہے نہ کہ ہوا و ہوس کے بندوں کا(مقام)

مثنوی

تجھے ہمیشہ کافر نفس سے کار ہے
اپنے جال میں لے آ کہ طرفہ شکار ہے
اگر کالا سانپ تیری آستین میں ہے
تو اس سے بہتر ہے کہ نفس تیرا ہمنشین ہے

ابیات مصنف رحمۃ اللہ علیہ

نفس پرور کو نہیں ہے کوئی سود
کیونکہ اس کے وجود میں ہے کبر و یہود

قتل کر دے نفس کو با تیغ ذات
نفس کو کر قتل حاصل کر نجات
گر نفس و قلب و روح ہو جائے حضور
قرب و وحدت حضوری سے ہو جائے نور

یہ مراتب مبتدی فقیر کے ہیں۔ فقیر کسے کہتے ہیں؟ فقر اسم اللہ ذات کا بھاری بوجھ ہے جو زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے گراں تر ہے۔ فقر کا بوجھ وہی اٹھا سکتا ہے جو ہمیشہ بمد نظر اللہ منظور اور مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہو۔ جس نے ناشائستہ (اعمال) کے جملہ دفاتر اور لا سویٰ اللہ کو دل سے کھرچ ڈالا ہو۔

ابیات

فقر کو حاصل کیا از نظر نبی ﷺ
جو بھی میرا چہرہ دیکھے ہو جائے ولی
نور دیکھوں نور بولوں نور حق
ہے وہاں پر جسم اسم نہ خلق
نہ کہوں جس کو کہیں نہ مصطفیٰ ﷺ
ہو گیا نوری وجود از قدرت خدا
باھُو ھُو میں گم ہوا نہ باھُو رہے
نُور باھُو روز و شب یاھو کہے

جس کو نور (ذات کا) وصال حاصل ہو گیا۔ اس نے وصل کی قوت سے

واصل ہو کر نور کی اصل کو دیکھ لیا۔(مشرف دیدار ہو گیا) ۔
الحدیث۔۔خَلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِیْ وَ خُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صَلَبِیْ وَ خُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُورِ اللّٰهِ تَعَالٰی
حضور پاک ﷺ نے فرمایا علماء کو میرے سینہ (کے نور) سے پیدا کیا گیا ہے۔سادات کو میرے صلبی (نور) سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور فقراء کو اللّٰہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔

بیت

ابتداء بھی نور آخر نور ہے
نور جس کو حاصل وہ اہل حضور ہے

جان لو!کہ اہل نور کا نفس بھی خدا کے (وصال) سے نور ہو جاتا ہے۔اور شہوت و ہوا کو ترک کر دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔۔مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی[1]۔۔نہ تو آپ کی نظر(بوقت دیدار) بہکی اور نہ ہی بھٹکی
لوگوں کی نظر میں غنایت کا مرتبہ اپنی اولاد۔بھائیوں (بلکہ)اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔اور جس فقیر کو غنایت حاصل نہیں وہ لوگوں کی نظر میں بے دانش اور بے تمیز ہے۔

بیت

ہر تصرف در تصرف ابتدا
بے تصرف دور از (قرب) خدا

جان لو!کہ ناظر کا مرتبہ(تمام قسم کے تصرف) سے بلند تر ہے۔ہر قسم کا

---
[1] پ۲۷ ع ۵

تصرف ناظر کی نظر میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ نفس پر قادر ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى (پ۳۰ ع ۴)

اور جس نے اپنے رب تعالیٰ کے مقام سے خوف کھایا اور اپنے نفس کو (ناجائز) خواہشات سے روک لیا اسی کے لئے جنت الماویٰ ہے۔ ایسے لوگوں کا قلب قرب اللہ سے نور ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (پ۱۹ ع ۹) (حساب کے) روز مال اور اولاد کوئی فائدہ نہ دے گی۔ سوائے اس کے کہ جو (دنیا سے) قلب سلیم لایا ہو گا۔ (وہی اسے نفع دے گا) ان کی روح نور اور امر خدا (کا نمونہ بن جاتی ہے) قولہ تعالیٰ۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا پ۱۵ ع ۱۰ یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ روح کیا ہے)؟ فرما دیجئے کہ روح امر ربی ہے اور تمہیں اس کے متعلق بہت کم علم دیا گیا ہے۔ ان کا سِرّ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جب یہ چاروں نور کسی وجود میں ظاہر ہو جاتے ہیں تو اس کے ظاہری باطنی حواس اور تمام اعضاء نور ہو جاتے ہیں۔ یہ باطن معمور مغفور وجود کے مراتب ہیں۔

فقر توحید معرفت کی راہ میں وہی شخص قدم دھرتا ہے۔ جو پہلے اپنے ہر چہار نفس کو نابود کر کے ان آیات کے مطابق چار مراتب حاصل کر لیتا ہے۔

(اول مرتبہ) غنایت

قوله تعالیٰ - وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ [1] - اللّٰہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب (اس کی بارگاہ) میں فقیر (سائل ہو)۔

(دوم مرتبہ -) ہدایت - قوله تعالیٰ - وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی [2] اور اس پر سلام ہے جس نے ہدایت کی اتباع کی

سیوم مرتبہ) ولایت - اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ - اللّٰہ [3] پ ۳ ع ۲ اللّٰہ تعالیٰ ایمان والوں میں سے جسے اپنا ولی بناتے ہیں - اسے ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں -

(چہارم مرتبہ) فیض فضل عنایت - قوله تعالیٰ - فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ - اللّٰہ تعالیٰ کی طرف بھاگو - جو کوئی خدا تعالیٰ کی راہ چلتا ہے - اللّٰہ تعالیٰ کا فضل و عنایت اسے جذب کر لیتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کشش پیدا ہو جاتی ہے - ایسے شخص کا ہر دو جہان کے ترازو میں وزن کیا جاتا ہے - اگر طالب اللّٰہ ہر دو جہان کو چھوڑ دیتا ہے تو فقر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے - قوله تعالیٰ - - مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی [3] نہ ہی (حضور پاک ﷺ کی بوقت دیدار الٰہی) آنکھ بھٹکی نہ نظر بہکی -

جان لو! کہ ناظر کا مرتبہ بلند تر ہے - جس کو یہ تصرف حاصل ہوتا ہے - ایسا صاحب نظر اہل ممات اور اہل حیات اور روئے زمین پر جو کوئی عالم کیمیاء گر عامل اور کامل عارف فقیر کل و جز روحانیات جن و انس فرشتے اٹھارہ ہزار عالم کی جمیع مخلوقات حاضرات اسم اللّٰہ ذات کی توجہ سے حاضر کر لیتا ہے یہ تصور قرب اللّٰہ حضور میں ناظر کے مراتب ہیں - جس کے تصرف میں دعوت

---

[1] پ ۲۶ ع ۸ [2] پ ۱۶ ع ۱۱ [3] پ ۲۷ ع ۵

قبور کا علم بھی ہوتا ہے۔عارف فقیر جو ان دونوں مراتب سے آگاہ نہیں اور اس طریقہ سے پڑھتا نہیں وہ احمق بے شعور ہے ۔

ابیات

نظر فقر بخشے خزانے زیر قدمش گنج و(زر)
فقر لا یحتاج ہے صاحب نظر
فقر طے کرتا ہے ہر مقام خاص و عام
شرط شرح فقر کی ہو تب تمام
عین سے عین ہو کر عین کو عین سے پا لے
عین کو عین سے عارف اسے اپنا بنا لے

اللہ بس ما سوی اللہ ہوس

قولہ تعالیٰ ۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ[1] ۔اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے اس (آیت) کے مطالعہ اور (دعوت) سے خوش قسمتی ظاہر ہوجاتی ہے ۔ اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔

جان لو! کہ مراتب پانچ قسم کے ہیں۔

(اول) ازل کے تمام مراتب

(دوم) ابد کے تمام مراتب

(سیوم) دنیا کے تمام مراتب ملک سلیمانی ہر ملک قاف تا قاف اپنے تصرف میں لانا

(چہارم) عقبیٰ کے تمام مراتب۔۔(جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا)

---

[1] پ ۱۲ ع ۱۳

(پنجم) معرفت اللہ توحید کے تمام مراتب

جو کوئی ان پانچ خزانوں کو پانچ روز۔پانچ ساعت یا پانچ دم میں حاضرات اسم اللّٰہذات اور کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کی برکت سے (طالب اللہ) پر کھول دے وہی مرشد کامل ہے۔

اور جو کوئی دونوں جہان کا تماشہ ہاتھ کی ہتھیلی پریا ناخن کی پشت پر دکھا دے اسے کامل مرشد مکمل کہتے ہیں۔

جان لو! کہ دونوں جہان اسم اللّٰہذات کی طے میں ہیں۔اور اسم اللّٰہذات قلب انسان کی طے میں ہے۔کامل مرشد وہی ہے جو اسم اللّٰہذات کی طے اور صفات قلب کی طے اسم اللّٰہذات کی حاضرات اور کلمہ طیب لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی کلید سے قلب کا قفل کھول دے۔عین باعین دکھا دے۔تاکہ وجود میں نہ تو غلط (کام) رہ جائے اور نہ ہی کسی قسم کی غلاظت باقی رہے۔غضب کا غین دور ہو جائے۔فنائے نفس صفائے قلب بقائے روح دائمی مشاہدہ حاصل ہو جائے۔مشرف لقاء اور ہمیشہ حضوری مجلس حضرت محمد رسول اللّٰہ ﷺ کے جملہ مراتب دکھانے والا مرشد جامع ہے۔

جامع مرشد اور نور الھدیٰ مرشد وہ ہے جو کنہ اسم اللّٰہذات کی چند حاضرات جانتا ہو۔وہ نہ تو کوئی زبانی چیز جانتا ہے اور نہ پڑھتا ہے جیسا کہ عام لوگ پڑھا کرتے ہیں۔

حاضرات اسم اللّٰہذات کے شروع میں اول اس کے گرداگرد جنات کے لشکر ہاتھ باندھے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔اور کہتے ہیں اے ولی اللّٰہ

ہمارے ساتھ ہم سخن ہو کر (کچھ طلب کر) لیکن طالب حق (ان کو جواب دیتا ہے) حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ۔ اللّٰہ تعالیٰ میرا مدد گار ہے۔ اور میرے لئے اللّٰہ ہی کافی ہے۔ اللّٰہ بس ماسویٰ اللّٰہ ہوس)

اسی طرح جملہ فرشتے۔ موکلات اور روحانی التماس و عرض کرتے ہیں اور نظر (عنایت) کے طلب گار ہوتے ہیں۔ وہ کیمیاء اکسیر کا علم و عمل (سکھانے) سنگ پارس (دکھانے) اور علمِ دعوت تکسیر عطا کرنے کی (پیشکش کرتے) ہیں۔ لیکن کامل نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ بعد ازاں حضرت محمد رسول اللّٰہ ﷺ جملہ انبیاء اصفیاء جملہ صحابہ کرام امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور حضرت شاہ محی الدین قدس سِرّہٗ کے ہمراہ تشریف لا کر ظاہر و باطن میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھاتے اور علم معرفت کی تلقین کرتے ہیں۔ جس سے وہ ہدایت کے منصب سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ دونوں جہان کا حصول حاضرات اسم اللّٰہ ذات میں ہے۔ جو راہ راستی کا سلک سلوک اور طریقت ہے۔ معرفت توحید اللّٰہ فقر جو کہ فیض بخش ہے۔ (اسی) علم (حاضرات) سے ہی کھلتے عمل اور مطالعہ میں آتے ہیں۔

بعض فقیر (اس) علم کے عامل صاحب تحصیل ہوتے ہیں بعض (خود نما) فقیر جاہ پسند حاسد بخیل ہوتے ہیں بعض (کامل) فقیر جو (اس) علم میں عالم ہوتے ہیں وہ غرقِ (فی اللّٰہ) ہو کر فنا فی اللّٰہ فی التوحید کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ہم جلیس رب (جلیل) ہو جاتے ہیں۔

مطلب یہ کہ علم اور عالم بہت سے ہیں۔ (جیسا کہ) عالم زاہد مجاہد متقی

فقیہہ بیشمار ہیں۔دنیا میں گمنام چھپا ہوا کامل (فقیر) ہزاروں میں سے کوئی ایک ہو گا۔جو صاحب باطن صاحب نظارہ ہو گا۔کامل ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہوتا ہے یا یہ کہ کامل نور فی اللّٰہ ذات میں غرق ہوتا ہے۔یا یہ کہ کامل بمد نظر اللّٰہ منظور ہوتا ہے۔یا یہ کہ کامل مقام (لاھُوت) میں سکونت پذیر ہوتا ہے۔وہ خاموش رہتا ہے ویرانہ اس کا خلوت خانہ ہوتا ہے۔۔جس میں وہ اپنے بھائیوں بیٹوں۔ آشناؤں ہر ایک سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔وہ روحانیت قبور کا (عامل ہوتا) ہے۔جس کسی کو حضوری اور نوری راہ حاصل ہو اور بمد نظر اللّٰہ منظور (عامل) قبور ہو اور طالبوں کو نظر اور توجہ سے نور حضور قبور کے مراتب بخش کر بمد نظر اللّٰہ منظور کروا دے۔اسے بھی کامل کہتے ہیں۔جاہل مرشد بھی بہت سے ہیں۔نفس و شیطان کے قیدی اور دنیا میں شامل (ناقص مرشد) بھی بیشمار ہیں۔ہزاروں افراد میں سے کوئی ایک ہی دیدار پروردگار کے لائق عامل (کامل) عین نما عین کشاء ہو گا۔

(حجابات) مطلب یہ کہ علم بھی حجاب' ذکر بھی حجاب' فکر بھی حجاب' ورد و وظائف بھی حجاب لوح محفوظ کا مطالعہ حجاب' نیک و بد کا مطالعہ حجاب' عرش پر نماز پڑھنا حجاب' کرسی حجاب۔شب و روز ہر دو جہان مد نظر رکھنا حجاب۔ جو کوئی اپنے آپ کو غوث و قطب جانتا' ہے۔کشف و کرامات (پر فخر کرتا) ہے۔یہ سب حجاب ۔سب مقامات درجات حجاب۔ خلق حجاب۔ نفس دنیا حجاب۔شیطان حجاب۔ازل حجاب ابد حجاب۔حور و قصور حجاب۔ عقبیٰ حجاب ۔اگرچہ یہ ثواب ہے لیکن خدا تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے۔اور (جو چیز خدا تعالیٰ سے دور کر دے)

وہی حجاب ہے۔ "ثواب کے حجاب" میں نفس انا میں آکر مطلق خراب ہو جاتا ہے۔

پس بے حجاب عمل کونسا ہے؟ بے حجاب راہ کونسی ہے؟ معرفت فقر ہدایت لانہایت بے حجاب کیا ہے؟ مذکور حضور بے حجاب قرب اللہ نور کس کو کہتے ہیں؟

اسم اللہ ذات کے اس دائرے (کی طے میں) کل و جز تمام بے حجاب ہو جاتے ہیں۔ جس کسی نے اسم اللہ ذات کے اس دائرہ سے بے حجاب حضوری راہ حاصل نہ کی وہ اندھا ہے۔ کیونکہ معرفت اللہ سے آگاہی نہیں رکھتا۔ جو نہ تو (اس راہ سے) آگاہ ہے نہ ہی صاحب نگاہ ہے۔ ایسے شخص سے تلقین لینا کبیرہ گناہ ہے۔ جو کوئی ناقص مرشد سے تلقین لیتا ہے وہ قرب اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ فقیر (باھُوؒ) جو کچھ بھی کہتا ہے۔ یہی حقیقت ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ پ۱ ع ۵

تم میرے ساتھ کیا گیا عہد پورا کرو۔ میں تمہارے ساتھ کیا گیا عہد پورا کروں گا۔

یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ پ۲۶ ع ۹

(جو روز الست کا عہد پورا کرتے ہیں) ان کے ہاتھ کے اوپر میرا ہاتھ ہو جاتا ہے۔

مثنوی

تو ناقص ہے شیطان صفت ہے مرشد نہ بن

ناقص مرشد معرفت میں طالبوں کا راہزن

کامل مرشد تو ہے راہبر خدا

توجہ سے ہی کردے حاضر (در حضور) مصطفیٰ ﷺ

ناقص مرشد دونوں جہانوں میں روسیاہ ہوتا ہے۔

الحدیث۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْن

(ایسا) فقر دونوں جہانوں میں روسیاہی کا باعث ہے۔ اور کامل مرشد سے طالبوں اور مریدوں کو فقر بافخر حاصل ہوتا ہے۔

الحدیث۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ فقر مجھ سے ہے اور فقر میرا فخر ہے۔

مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو کر بد نظر محمد ﷺ منظور ہونا باطن میں (نور) محمد ﷺ سے معمور ہونا۔ شوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (دل) کا مسرور ہونا۔ ذکر مذکور (اسم) محمد ﷺ سے (جواب باصواب حاصل کرنا) اور حکم امور محمد ﷺ سے نفس پر غالب ہونا اور دل (کے آئینہ) میں دیدار محمد ﷺ سے (مشرف ہونا) اور انتقال (تصور) اسم محمد ﷺ سے وصال (فنا فی اسم محمد ﷺ حاصل کرنا) قال احوال محمد ﷺ کی (اتباع) کرنا۔ محمد ﷺ کی (طریقت سے) معرفت لازوال حاصل کرنا۔ محمد ﷺ کے (اسم پاک کے تصور) سے ہمیشہ کیلئے جمعیت حاصل کرنا۔ محمد ﷺ کا تمام فقر حاصل کرنا محمد ﷺ سے الہام پیغام حاصل کرنا۔ (اسم) محمد ﷺ سے روشن ضمیر کونین پر امیر ہو جانا (کیسے ہو سکتا) ہے؟۔

مطلب یہ کہ جو کوئی توجہ۔تصور۔تصرف تفکر سے باتوفیق ہو کر دائرہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں (اپنے وجود کو طے کرلیتا ہے)اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔تو اس پر اسم محمد ﷺ سے مجلس محمدی ﷺ کھل جاتی ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہو جاتا ہے۔حضوری کی ایسی حالت میں اگر کوئی شخص عقل کلی میں باشعور رہ کر تفکر سے حضرت محمد رسول اللہﷺ کے داہنے قدم مبارک کے نیچے کی خاک جو عنبر کی خوشبو(سے بڑھ کر خوشبودار ہے)اٹھالے۔تو جس کسی کو بھی وہ خاک دے گا۔۔اس خاک عنبر کے کھانے سے اس کی چشم(باطن) کھل جائے گی۔ وہ صاحب عیانی عارف ربانی ہو جائے گا۔رات دن شریعت کی(پابندی)میں لگا رہے گا۔جسم پر شریعت کا لباس پہن لے گا۔(کبھی خلاف شرع کوئی کام نہیں کرے گا)

اور اگر اس خاک پاک قدم مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی ملک میں بکھیر دیا جائے تو وہ ملک ولایت قیامت تک ہر قسم کی آفات و بلیات سے سلامت رہے گی۔

اور اگر کوئی (حضوری فقیر) حضور پاک ﷺ کے بائیں پاؤں کی خاک عنبر کو لے کر کسی کو کھلا دے گا تو وہ کھانے والا دیوانہ مجذوب ہو جائے گا۔یا ذکرو فکر میں جلالیت کے غلبہ سے تارک الصلوات اور پریشان حال ہو جائے گا۔اور اگر حضور پاک ﷺ کے بائیں پاؤں کی اس خاک پاک کو کسی ملک میں بکھیر دیا جائے گا تو وہ ملک قیامت تک ویران رہے گا۔یا قحط و گرانی و مفلسی میں مبتلاء ہو جائے گا۔یا مرگ مفاجات (کا شکار ہو جائے گا)۔یا حوادث اور ہر قسم کی

الله
جمعیت کل
نصیبِ اشرف الانسان
فیض فضل عطاء
کلیدِ کل از مہمات قفل کشائے علم من آلہ فی معرفت

بیت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم چون بینی بیابی خدا — خدارا مکن از محمد صلی اللہ علیہ وسلم جدا

بلاؤں سے اس کا حال خراب ہو جائے گا۔اور زوال میں پڑ جائے گا۔۔ اس کا علاج یہ ہے کہ (وہ حضوری فقیر) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرے تا کہ نبی ﷺ لطف سے متوجہ ہو کر اس ملک پر نظر رحمت ڈالیں۔تب اس ملک کو نعم البدل میں فرحت و جمعیت نصیب ہو جائے گی۔اور جو فقیر مجذوب یا دیوانہ ہو گیا ہو۔محمد ﷺ کی نگاہ رحمت سے دوبارہ ہوش میں آکر دیدار محمدی ﷺ کے لائق ہو جائے گا۔۔جو کوئی دیدار محمدی ﷺ سے مشرف ہو گیا اسے دنیا و آخرت میں معراج نصیب ہو گیا۔وہ لا یحتاج ہو گیا۔

جو کوئی اسم اللہذات کی کُنہ سے واقف اور باتوفیق تصور جانتا ہے (تو یہ تصور) اسے ایک دم میں اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔اور انوار توحید میں غرق کر کے ہمیشہ کے لئے مشرف دیدار کر دیتا ہے۔ جو کوئی اس کا منکر اور بے اعتبار ہے وہ (دونوں جہان میں) روسیاہ ہے

اللہ

جس کسی کے وجود میں اسم اللہذات کا تصور تاثیر کرتا ہے۔اسے لاھُوت لا مکان میں لے جاتا ہے۔تصور تو ہر کوئی کرتا ہے مگر کامل تصور سے دکھا دیتا ہے۔اور کونین اس کے تصور میں آ جاتا ہے۔

جو کوئی اسم محمد ﷺ کی کُنہ سے واقف اور تصور توفیق جانتا ہے (تو یہ تصور) یکدم اسے مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دیتا ہے۔

محمد ﷺ

اس علم کی تعلیم مجھ کو کی نبی ﷺ

مجھ سے تو بھی طلب کرتا کہ ہو جائے ولی

بیت

محمد ﷺ کو دیکھا خدا مل گیا
خدا کو محمد ﷺ سے مت کر جدا

جو کوئی ناظرات حاضرات کی اس راہ سے آگاہ اور نگاہ رکھتا ہے وہ قوت توفیق سے مشرق تا مغرب کل و جز مخلوقات کو اپنے عمل و (قبضہ) میں لا کر تحقیق کر لیتا ہے ۔وہ صاحب اختیار فقیر ہوتا ہے۔خواہ گدا کو بادشاہ بنا دے۔خواہ بادشاہ کو معزول کر دے جو کوئی اسم اللہذات کی کُنہ کو جانتا اور مشق وجودیہ رقم رقوم کو پڑھتا ہے ۔اس کے ساتوں اعضاء سر تا قدم پاک ہو جاتے ہیں۔اسے مرتبہ محمود حاصل ہو جاتا ہے۔اس کا نفس مردود کشتہ ہو جاتا ہے۔جو کوئی اسم اللہذات کو جسم پر (مشق وجودیہ) سے اس طرح چسپاں کر لیتا ہے جیسا کہ کاغذ پر (تحریر) کی سیاہی یکتا ہو جاتی ہے۔تو یہ ولی اللہ کی ابتداء اور انتہا کے مراتب ہیں۔(ایسے شخص)کو تمام عمر ریاضت چلہ۔خلوت اور مجاہدہ کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ یہ کامل کی راہ ہے جو عین نما اور باطن صفاء ہے۔

بیت

محمد ﷺ میرا پیشوا و رہبر
محمد ﷺ سے ہی پائی رحمت کی یہ نظر

یہ ناظر اوردوام حاضر کے مراتب ہیں۔

بیت

ناظر ہوں میں با خدا حاضر ہوں میں با نبی ﷺ
شریعت میں بھی کامل ہوں دین محمد ﷺ پر قوی

جان لو! کہ جو کوئی قرب اللہ حضوری کے سلک سلوک سے حاضرات جانتا ہے۔اسے (ورد وظیفہ) میں لب ہلانے کی کیا ضرورت ہے ۔اب ایسا شخص خام ناتمام احمق ہی ہو گا جو (حضوری) راہ چھوڑ کر علم دعوت پڑھتا ہے۔دانا بن اور آگاہ ہو جا کہ جو کچھ بھی لا سوئ اللہ جملہ خطرات و وسواس و واہمات کے دفاتر غیر ہیں۔ان کو دل سے کھرچ ڈال۔اے حماقت شعار معرفت دیدار پروردگار کے مشاہدہ سے انکار نہ کر۔شرک و کفر کی زنار کو توڑ ڈال۔اور اس سے ہزار بار استغفار کر۔ناظروں پر خدا تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہوتی ہے۔اور ان کا خطاب ناظردوام مشرف دیدار حاضر بخش ہوجاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ رب تعالیٰ اور بندے کے درمیان پہاڑ یا پتھر کی دیوار جیسا حجاب نہیں ہے(کہ عبور نہ ہو سکے)بلکہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے جملہ حجابات کے درمیان سے جب قلب بیدار ہو جاتا ہے تو وہ مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔اور بالیقین چشم عیاں سے دیکھ لیتا ہے ۔اسے اعتبار آ جاتا ہے ۔کیا تو جانتا ہے ؟ کہ رب تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب سالہا سال اور میل ہا میل کی راہ نہیں ہے۔(کہ طے نہ ہو سکے)۔جو کوئی اپنی خودی (یعنی) خود (اپنے

نفس سے) گزر گیا۔اور اس نے گناہ (ترک کر دیئے) وہ یکدم دیدار اللہ سے مشرف ہو گیا۔یہ عطاو بخشش کامل قادری مرشد سے حاصل ہوتی ہے۔

وہ کون سی راہ ہے کہ طرح طرح قسم قسم کے کھانے کھائے شکم پری کرے۔لیکن آنکھ جھپکنے اور ایک دم کے لئے بھی دیدار خدا اور قرب حضوری سے جدا نہ ہو)؟

یہ بھی تصور نور ہے جس میں با تصور حضوری حاصل کرتے ہیں۔ باتصور اہل قبور سے (ہمکلام) ہوتے ہیں۔جس میں توجہ سے باطن معمور اور تصور سے وجود مغفور ہو جاتا ہے۔

صاحب تصور اسم اللہ ذات دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو تصور اسم اللہذات صاحب تصور کو/اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ یا یہ کہ تصور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ صاحب تصور پر مہربان ہو جاتا ہے۔

تصور چار قسم کے ہیں۔

پہلا تصور ہوا کا ہے جس سے صاحب تصور ہوا میں اڑنے لگتا ہے۔

دوسرا تصور آگ کا ہے۔جو کوئی آگ کا تصور کرتا ہے اس کا وجود آگ میں لوہے کی مانند سرخ ہو جاتا ہے۔

تیسرا تصور ر پانی کا ہے۔جس میں صاحب تصور اپنے آپ کو دریا کے پانی میں گم کر دیتا ہے۔ یا اس کا جُثہ اس پانی پر مثل حباب تیرنے لگتا ہے۔

چوتھا تصور خاک کا ہے خاک کے تصور سے اس کا وجود مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ بادی۔ آتشی۔ آبی اور خاکی چار قسم کے تصورات ہیں۔ان تصورات پر اہل تصور کو مغرور نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قرب اللہ حضوری کے لئے فنا و بقاء کا تصور ان(چار) تصورات سے بہت آگے ہے۔ طالب کو پہلے چار تصورات سے چار مقامات کو طے کرنا چاہیئے۔ چنانچہ مقام ازل(مقام)ابد(مقام) دنیا اور مقام عقبیٰ ------ بعد ازاں طالب تلقین کے لائق ہو جاتا ہے۔

بیت

جو خدائے یکتا سے یکتا ہوا
نفس شیطان اور ہوا رخصت ہوا

اہل دل صاحب تصور تصرف کے یہی مراتب ہیں طالب اللہ پہلے پندرہ قسم کے علم۔ پندرہ قسم کے حلم۔ پندہ قسم کی حکمت۔ پندرہ قسم کی کیمیا۔ اور پندرہ قسم کے بے ریاضت بے رنج خزانے ایک ہفتہ یا پانچ روز میں حاضرات (اسم اللہذات و کلمہ طیبات) سے حاصل کر کے غنایت لاشکایت کے(مراتب) کو پہنچ جاتا ہے۔ اور فیض و فضل غنایت الہٰی سے ہر ملک پر ولایت پر غالب آ جاتا ہے۔ جو کوئی سب سے پہلے ان مراتب کو حاصل نہیں کرتا۔اگرچہ وہ عمر بھر ریاضت میں ذکر و فکر کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ وہ ہر گز عارف واصل کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔

پہلے وہ یہ خزانے حاصل کرتا ہے پھر فقر ہدایت میں قدم رکھتا ہے۔یہ عطاء بخشش اور تمامیت نور الہدیٰ مرشد سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ(راہ

مولیٰ) کا وسیلہ ۔ حق کا رفیق ۔ باتوفیق۔پیشوئی قرب اللّٰہ کا محقق ۔خدا تعالیٰ کی جانب راہبر اور مخلوق خدا کا رہنما ہوتا ہے۔

وہ پندرہ علم۔ پندرہ کیمیاء پندرہ حکمت اور پندرہ قسم کے خزانے حسب ذیل ہیں۔جو با اعتبار حق الیقین رکھنے والے طالب صادق کو نصیب ہوتے ہیں۔

اول گنج کیمیاء حکمت جو ہر ایک علم معلوم کرنے کے لئے "ام العلوم" ہے۔ جس میں قرب اللّٰہ حی و قیوم سے عین العلم حاصل ہو جاتا ہے۔

دوم گنج کیمیاء توحید

سیوم گنج کیمیاء معرفت الا اللّٰہ

چہارم گنج کیمیاء فنافی اللّٰہ

پنجم گنج کیمیاء بقاء باللّٰہ

ششم گنج کیمیاء لاھُوت لامکان

ہفتم گنج کیمیاء قرآن مجید اور احادیث کی تفسیر باتاثیر

ہشتم گنج کیمیاء روشن ضمیر بر کونین امیر

نہم گنج کیمیاء علم دعوت تکسیر ہے ۔ جس سے مشرق تا مغرب تمام عالم کو اپنے قبضہ تصرف میں لے آتے ہیں

دہم گنج کیمیاء سنگ پارس کو حاصل کرنا ہے۔ جو عالمگیر کے مراتب ہیں۔

گیارھواں گنج کیمیاء ہنر کیمیاء اکسیر ہے۔ جو کامل مرشد سے حاصل کیا جاتا ہے۔

بارھواں گنج کیمیاء ولایت باغنایت لا شکایت کا ہے۔ جس سے عالم باللّٰہ ولی اللہ عارف صاحب نظر بن جاتے ہیں۔

تیرھواں گنج کیمیاء دیو خبیث نفس امارہ کو قتل کرنا ہے۔جو جان کے اندر ایمان کا دشمن اور شیطان سے متعلق ہو کر نقصان پہنچانے والا ہے۔

چودھواں گنج کیمیاء ترک توکل ہے۔جس میں علم کے ساتھ کل و جز پر غالب ہو جاتے ہیں۔ اور جاہلوں کی دستگیری کرنے لگتے ہیں۔

پندرھواں گنج کیمیاء یہ ہے کہ کامل فقیر سے ان جملہ مجمل گنج (کیمیاء)اور خزائین علم و حکمت کو حاصل کیا جائے۔

فقیر کس کو کہتے ہیں؟

فقیر فضل الٰہی سے فیض بخش کو کہتے ہیں۔ فقیر وہ ہے جو توجہ سے طالب اللّٰہ کو عین العین بنا دے۔ یا اسم اعظم کے ورد سے اس کی زبان کو (سیف) کر دے۔

جب طالب تمام ہدایت اور کیمیاء و غنایت اپنے تصرف میں لا کر اس سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ تو اس کے وجود میں کوئی غم اور افسوس باقی نہیں رہتا۔وہ تصور تصرف کے تمام ظاہری اور باطنی علوم سے بھی(کماحقہٗ) واقف ہوجاتا ہے۔ یہ راہ فرمائش سے نہیں بلکہ نمائش سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ راہ امتحان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ اپنی آنکھوں سے باعیان مشاہدہ ہے۔ جس میں طالب باعیاں دیکھ کر باطنی زبان سے بیان کرتا ہے۔ اس قسم کے کامل مرشد دنیا میں کمیاب ہیں۔میری یہ قال میرے حال کے موافق ہے۔ میرا علم میرے حال کا

کافی (گواہ) ہے۔ یہ انتہائی معرفت وصال کے مراتب ہیں۔ ایسا طالب جس وقت بھی چاہتا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس علم کی کون سی راہ ہے؟ یہ تصور اسم اللہ ذات کے حاضرات کی انتہائی (راہ) ہے۔ جو (کامل مرشد) ابتداء میں طالب کو بخش دیتا ہے۔ یہ وہ علم ہے جس میں ہر ایک علم داخل ہے۔ اور جملہ گنج کیمیاء حکمت اسی علم سے کھل جاتے ہیں۔ اس کو "کلی علم" کہتے ہیں۔ جو صاحبان عقل کل 'عارفان باخدا اور طالب صادق جان فدا کو نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس علم میں چراغ سے چراغ ۔ آفتاب سے آفتاب 'ماہتاب سے ماہتاب کو روشنی پہنچتی ہے۔ نبی سے ہم کلامی اور ولی سے (ولایت) حاصل ہوتی ہے۔ اس علم میں کسب رسم و رسوم کو کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ علم اللہ حی و قیوم (کے تصور کی حاضرات سے) سینہ بسینہ حاصل ہوتا ہے جبکہ اہل کینہ کے سینہ سے کینہ ہی نکلتا ہے۔ یہ علم توجہ با توجہ۔ تصور با تصور یہ علم تفکر با تفکر و تصرف با تصرف ' ترک با ترک اور یہ علم توکل با توکل ہے۔ الحدیث۔۔

كُلَّ مَكْتُوْبٍ حَبَّةُ اِسْمِهٖ وَكُلُّهَا عِلْمٌ

جو کچھ بھی تحریر کیا گیا ہے اس کی ایک اساس اسم (اللہ ذات) ہے۔ جس میں تمام علوم موجود ہیں۔ وہ علم قرب با قرب و حضور با حضور اور وہ علم نور با نور اور علم غفور با غفور ہے۔ وہ علم توفیق با توفیق اور وہ علم تحقیق با تحقیق ہے۔ وہ علم تصدیق با تصدیق ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صدق و صفاء 'حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عدل (اور محاسبہ نفسی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیاء اور (سخاء)

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے علم (حلم اور شجاعت حیدری) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فقر و خلق اور اسم اللّٰہذات کی تاثیر سے طالب کے وجود میں علم غیب الغیب سے روشن ضمیری ہدایت لاریب نصیب ہو جاتی ہے۔ اسے نعم البدل کے (علم سے) لامتناہی فیض و فضل عطائے الٰہی سے حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ واصل فقیر کا ابتدائی مرتبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بخشش سے فقیر کے پاس دو عظیم لشکر ہوتے ہیں۔

ایک خُلق کا لشکر

دوسرے (ظاہری لاؤ لشکر) یعنی تمامیت ملک کو اپنے تصرف میں لے آنا۔ یہ بھی علم لدنی سے حاصل ہوتا ہے۔

بیت

ہر علم کا بیان قرب از حضور
عالم باللہ ہی جانے با شعور

اے، صاحب دانش تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ علم و تقویٰ سے بہشت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جاہل تو کنرے نجس نجاست مردار دنیا کی پلیدی کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مرتبہ اور علماء فضلاء فقہاء و درویش فقراء سے قاضی کا مرتبہ بلند تر ہوتا ہے۔ وہ قاضی جو نہ تو ریا کار ہوتا ہے اور نہ ہی رشوت کے سیم و زر پر نظر ڈالتا ہے۔ وہ ایسا قاضی ہے جس پر خدا اور رسول راضی ہے۔

قاضی بھی دو قسم کے ہیں۔

ایک قاضی تو ظاہر (کے معاملات) کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

دوسرے قاضی (اپنے) باطن میں (حق و باطل) کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ آدمی کے وجود میں روح و نفس کے معاملات ایسے ہیں جیسے (روح) مدعی اور (نفس) مدعا علیہ ہو۔ اور ان دونوں کے درمیان حق شناس منصف صفات القلب ہے جو توفیق الٰہی سے انصاف کا تقاضا کرتا ہے۔ فیصلہ کرنے والا (جج) حکم دیتا ہے کہ باطن میں موذی نفس کو قتل کر دیا جائے اور روح کو اس کا حق دلایا جائے۔ تاکہ وہ وجود کی ولایت میں (حکمران) ہو جائے۔ اور سب اعضاء دار "الامن بن جائیں۔اور کراما" کاتبین حیات و ممات میں اس کے نیک و بد گناہ وثواب کے دفاتر کے گواہ اس آیت کریمہ کے موافق ٹھرائے۔قوہ تعالیٰ۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَ تُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَ تَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْ یَکْسِبُوْنَ (پ23ع3)

وہ ایسا دن ہو گا جب ان کے منہ پر مہر لگا دی جائیگی۔ (کہ وہ کلام نہ کر سکیں) اور ان کے ہاتھ بولیں گے۔ اور ان کے پاؤں (ان کے کرتوتوں) کی شہادت دیں گے۔جو وہ (دنیا میں) کرتے تھے۔ پس حیات و ممات اور طلسمات وجود انسان کا مرتبہ اور کامل کے لئے اسم و مسمّٰی کا گنج نعم البدل کے علم سے حاصل ہوتا ہے۔ جو کوئی مرشد نعم البدل کا علم نہیں پڑھتا "او تو العلم درجات" علم میں درجات رکھے گئے ہیں۔نعم البدل کے (علم) کو نہیں جانتا وہ شخص احمق بے دانش ہے۔ ہمیشہ نفس امارہ کی قید میں رہتا ہے۔ وہ ظاہری اور باطنی علم سے بھی محروم رہتا ہے۔

شرح علم نعم البدل یہ اعتبار و یقین کا مرتبہ ہے۔(علم نعم البدل سے مراد بہتر متبادل ہے) چنانچہ علم قال کا نعم البدل (افعال پر عمل پیرا ہونا) ہے۔ ذکر و فکر ورد و وظائف کا نعم البدل حال حاصل کرنا ہے۔۔ سکر سہو قبض بسط خطرات خام خیال کا نعم البدل (جمعیت حاصل کرنا ہے) الہام اور عیاں طور پر لاھوت لامکان دیکھنے کا نعم البدل قرب وصال ہے۔ ظاہر باطن کا نعم البدل اعمال افعال اور (نور) جمال کا مشاہدہ ہے۔ اور ان سب کا نعم البدل مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونا ہے۔ ماضی حال اور مستقبل کے حقائق معلوم کرنے کا نعم البدل فیض فضلی کا مرتبہ ہے۔ جو عارفوں کو روز ازل سے نصیب ہے۔ خط و خال (کا عشق) حسن پرستی نفس کی مستی گانے بجانے (کی لذت) اور ہوائے نفسانی کے مراتب مبتدی کو قرب خدا سے روک دیتے ہیں۔ یہ سب وسوسہ اور شیطانی حیلہ (فریب) ہے۔ جس جگہ راز ہے وہاں نہ صورت ہے نہ آواز کیونکہ مشاہدہ بین عالم (عشق) مجازی سے بے نیاز ہوتا ہے۔اس کی باطنی آنکھ بینا ہوتی ہے۔ (جو حق و باطل کی پہچان کرلیتی ہے)

مثنوی

آنکھ باطن کھول کر دیدار کر نفس تو ہے سر ہوا
دل جو دائم باخدا ہے روح اس کی با مصطفیٰ ﷺ
جب وہ چاروں چلے گئے پھر عاقبت کا کیا نام
باھُو باھُو میں گم ہوا بدنام کو پہنچے سلام

پس نعم البدل کے یہ مراتب جس کو حاصل ہیں وہ وہم فہم سے ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اس کو ہر مقام کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ وہ معرفت و فقر میں تمام ہو جاتا ہے۔ نعم البدل کے درجات قرآن مجید کی آیات کے ورد سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس چاہئے کہ اسے قرب اللہ میں (یہ آیات) پڑھنے سے حضوری مشاہدہ کھل جائے اور اسے گناہ یاد رہے نہ اس کی راہ یاد رہے بلکہ وہ بے حجاب ہو جائے۔ جو کوئی بے حجاب کے مرتبہ کو پہنچ گیا اس نے تمام ثواب بے حجاب دیکھ لیا۔

بیت

جز خدا ہر گز نہ دیکھوں کوئی کس
حاضر حضوری میں رہوں اور اللہ بس

الحدیث۔۔اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جب فقر تمام ہو جاتا ہے۔ تو (وجود میں) اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔ تمامیت فقر نہ تو ریاضت مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔(فقر تو) نظر محمدی ﷺ سے (باطنی) نگاہ حاصل ہونے اور (راز سے) آگاہ ہونے کا نام ہے۔ کامل مرشد توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر منصب مراتب با توجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے دلوا دیتا ہے۔

مطلب یہ کہ اگر عاقل ہوشیار ہو تو سنو! اگر (عالم) فاضل ہو تو کان سے سن کر (ذہن نشین کر لو) کہ دیدار سے مشرف ہونے کا مرتبہ (یعنی) انوار تجلیات توحید اللہ معرفت پروردگار حاصل کرنا آسان کام ہے۔ لیکن مجلس محمدی ﷺ حاصل کرنا خاصا مشکل اور دشوار ہے۔ اور مجلس محمدی ﷺ حاصل کرنا

آسان کام ہے۔ لیکن حلم رضائے محمدی ﷺ حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اور حلم رضائے محمدی ﷺ حاصل کرنا آسان کام ہے لیکن مرتبہ فناہ و بقاء و مرتبہ توفیق و تحقیق و مرتبہ تصور تصرف و مرتبہ تفکر و توجہ و مرتبہ تحقِ رفیق و علم دقیق و مرتبہ قرب حضور روحانیت دعوت قبور حاصل کرنا بہت مشکل اور دشوار کام ہے۔ کیونکہ ان جملہ مراتب کو مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہتے ہیں۔جب طالب لا الٰہ (نفی کی کُنہٖ) سے کہتا ہے تو وہ روحانیت کے مرتبہ مُوْتُوْا پر پہنچ جاتا ہے۔اور مشاہدہ کے وقت میں فوت شدہ روحانیوں کے احوال سے واقف ہو کر دیکھتا ہے کہ بعض روحانی علیّینؔ میں گلشن بہار بہشت انوار میں و فرحاں) ہیں۔ اور بعض روحانی مقام سجّین میں دوزخ کی آگ کے اندر (عذاب میں مبتلا) ہیں۔

جب طالب (اثبات کی کُنہٖ) سے اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے۔ اور مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے (یعنی اس پر معنوی موت طاری ہو جاتی) ہے تو وہ مقام ممات میں زندگی کا مشاہدہ کرتا ہے۔وہ دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور لوگ مقام عرفات میں حساب دینے کے لئے حاضر کھڑے ہیں۔ بعض لوگ اعمال نامہ (کے حساب سے خلاصی پا کر پل صراط سے گزر کر اپنے معبود کی بارگاہ میں (ایک رکوع اور ایک سجدہ کرتے ہیں) اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے شرابا" طہورا کا ایک جام پی کر دیدہ با دیدہ دیدار رب العالمین سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

جو کوئی خواب میں۔ مراقبہ میں بعیان نظر محمدی ﷺ کی توجہ سے ان

مراتب کو حاصل کر لیتا ہے۔ وہ کل و جز کی حقیقت کو جان لیتا اور اولین و آخرین (کے احوال کو) ظاہر و باطن میں تحقیق کر لیتا ہے۔

تب اسے کلمہ طیب پر اعتبار اور یقین آ جاتا ہے۔

جو کوئی لَآ اِلٰہ کو نفی کی (کُنہ سے) جان لیتا ہے۔ تو دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی مخفی ہے اس سے کچھ مخفی نہیں رہتا۔

اِلَّا اللّٰہُ اثبات کا مرتبہ ہے۔ جو کل درجات بخش دیتا ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ اثبات کے مرتبہ کو انسان ہی پہچان سکتا ہے نہ کہ حیوان۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے محرم ہونے کی کونسی راہ ہے؟ چاہیے کہ (اسم محمد رسول اللہ ﷺ کا تصور کرتے ہوئے) توجہ باطنی سے حرم روضہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت محمد رسول اللہ نبی الکریم ﷺ کی حضوری میں آپ ﷺ سے ہم سخن ہو جائے۔

پس معلوم ہوا کہ لَآ اِلٰہَ قاتل نفس ہے اور

اِلَّا اللّٰہُ قلب کو زندہ کرنے والا ہے۔

اور محمد رسول اللہ ﷺ روح کو فرحت بخشنے والا ہے۔

کلمہ آفتاب کی مانند ہے۔ جس کسی کے وجود میں تاثیر کرتا ہے۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور (کلمہ طیّب کا نور) اسکے اندر چمکنے لگتا ہے۔ عوام کا رسم و رسوم سے کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے۔ جبکہ خاص حضوری حیّ و قیوّم میں کلمہ طیب پڑھنے کا طریقہ اور ہے۔ جس سے اسم اللّٰہ ذات رقم رقوم کے مطالعہ سے ممات و حیات کی حقیقت معلوم کی جاتی ہے۔

الحدیث۔ قَائِلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَثِیْرًا وَّالْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ ۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے تو بہت ہیں۔ اور مخلصون(خالص کلمہ طیب پڑھنے والے)بہت کم ہیں۔

الحدیث۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ۔ جس نے (زبانی اقرار اور قلبی تصدیق سے) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا وہ بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہو گا۔

جان لو !کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں۔ اور ہر ایک حرف سے ہزاروں ہزار علوم مکشوف ہو جاتے ہیں۔گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کلمہ طیب کی (حقیقت) کو سیاہ دل کیسے جان سکتا ہے؟ جو ولی اللہ فقیر کلمہ طیب کی کنہ سے تمامیت کو پہنچ جاتا ہے اسے ہمیشہ کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کی موت اور زندگی ایک ہو جاتی ہے ۔ وہ کبھی خوف میں ہوتا ہے۔ کبھی رجاء میں۔ وہ کبھی اپنے گھر کے مراتب میں ہوتا ہے۔ کبھی قبر کے مراتب میں۔ گاہے وہ مطالعہ (کتاب) و ورق میں مصروف ہوتا ہے۔ گاہے حضوری میں غرق دنیا اور اہل دنیا سے فرق و ترک (کے مراتب میں ہوتا) ہے۔ اولیاء اللہ کبھی نہیں مرتے وہ (مقام) ممات میں حیات کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور موت کے بعد دوبارہ زندگی میں آ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اولیاء اللہ علماء باللہ قبر سے نکل کر اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اور طالبوں کو دین کی تلقین کرتے (دیکھے گئے) ہیں۔

الحدیث ۔۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ۔ ط

جان لو کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال کر جاتے ہیں۔

جس طرح (دنیا دار) دنیا میں اپنے نفس پر مغررو ہوتے ہیں۔ اسی طرح (اولیاء اللہ) کی روح قبر میں فرحت سے مشاہدہ حضور ی میں مسرور ہوتی ہے۔

بیت

کور چشم کو کبھی حق کا دیدار نہیں
ہم کو دیدار کے بغیر اور کچھ درکار نہیں

سنو! بعض (ذاکروں) کو ذکر دم حبس سے حضوری مشاہدہ کھل جاتا ہے۔ بعض (ذاکروں) کو حبس سے حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ اور (ان کا ذکر) لوگوں کو پھنسانے کے لئے جال بن جاتا ہے۔

جان لینا چاہیئے! کہ کامل مرشد سے طالب صادق کو ظاہر و باطن کا تماشہ برابر نظر آنے لگتا ہے۔ مکمل (مرشد) سے طالب صادق کو ابتداء اور انتہاء برابر ہو جاتی ہے۔ اکمل (مرشد) سے طالب صادق دنیا کو جو حیض کے خون سے آلودہ زن فاحشہ کی مثل ہے اور نجس نجاست سے پُر ہے کو تین طلاق دے دیتا ہے۔

جامع مرشد سے طالب صادق چار پرندوں کو ذبح کر دیتا ہے۔ چنانچہ یہ چہار

نفس ہیں۔ نفس امارہ و لوامہ ۔و ملہمہ و مطمئنہ ۔یا یہ کہ اربعہ عناصر(کو نور میں گم کر دیتا ہے۔) خاک ۔باد۔ آب آتش یا یہ کہ شریعت طریقت حقیقت معرفت کو طے کر لیتا ہے۔

بیت

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوا
دوئی سے گذرا تو پھر یکتا ہوا

چار قسم کے پرندے یہ ہیں۔ہوا کا کبوتر۔ شہوت کا مرغ۔ حرص کا کوا۔ زینت کا مور

نور الھدیٰ مرشد سے طالب ہمیشہ باعیاں مشرف لقاء ہو جاتا ہے۔ اس کے تصرف میں اللہ کے بے شمار خزانے ہوتے ہیں۔ وہ فیض بخش ہوتا ہے۔ وہ اہل گنج ہوتا ہے۔ جس کے آثار بھی (اس کے چہرہ سے) ظاہر ہوتے ہیں۔

بیت

اکمل کامل جامع نور الھدیٰ ہوں
مالک الملکی فقیر فی اللہ با خدا ہوں

مالک الملکی فقیر صاحب جذب ہوتا ہے اگر بادشاہ(ظل اللہ)تمام عمر سرگرداں و پریشان رہے کہ کسی ولی اللہیا فقیر کو پا لے۔(یا اپنے پاس بلا لے)وہ ہر گز ایسا نہیں کر سکتا۔لیکن اگر فقیر ولی اللہبادشاہ کو توجہ سے (جذب کرے) تو بادشاہ ننگے پاؤں دوڑتا ہوا حاضر ہو جائے گا۔اور یکدم حلقہ بگوش

غلام بن جائے گا۔ پس ظل اللہ (بادشاہ بھی) ولی اللہ کے تابع ہے۔ ہر ملک ہر ولایت از مشرق تا مغرب اور سلطنت و بادشاہی فقیر کے تصرف میں ہوتی ہے بادشاہ کی کوئی مہم سر انجام نہیں ہوتی جب تک کہ فقیر ولی اللہ ظاہر و باطن میں توجہ نہ کرے۔ اگرچہ (بادشاہ کے پاس) ہزاراں ہزار لشکر موجود ہوں۔ اور علم و دعوت پڑھنے والے شب و روز بہت سی دعوت پڑھیں۔ اور (اس کام کے لئے) سیم و زر کے خزانے خرچ کرنے سے فقیر کی ایک توجہ بہتر ہے۔ ایسی توجہ جو قرب اللہ اور ایسی توجہ جو حضرت محمد ﷺ کی حضوری سے کی جائے وہ توجہ روز بروز ترقی پذیر اور جاری رہ کر تا قیامت باز نہیں رہتی بلکہ کامل کی توجہ سے قیامت سے پہلے ہی سلامتی ایمان کے ساتھ بہشت میں داخل کر دیتی ہے۔ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔

فقیر باطن آباد ولی اللہ مادر زاد کے یہی مراتب ہیں جو ہمیشہ نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے

بیت

کچھ کسی سے نہیں لیا اس تصنیف کے لئے
ہر سخن اس تصنیف کا ہے خدا کی طرف سے

علم میرے کی (اساس) ہے قرآن و حدیث
اس کا منکر جو کوئی ہے وہ خبیث

ہر حرف ہر سطر سرد و گرم
شب و روز پڑھنے والے کو کوئی نہ غم
اس کو پڑھنے والا فقر لا یحتاج ہو
اسے بامطالعہ معرفت معراج ہو
باھُوؒ کا طالب ہو مرشد صفت
ہو غرق فی التوحید فی اللّٰہ معرفت

پس آدمی کا دل دریائے عمیق کی مانند ہے اور اس کا جُثہ مثل حباب تحقیق شدہ ہے۔(جو دریائے توحید میں گم ہوا وہی اہل توحید ہے۔)

بیت

اہل محبت کو میں کیا دوں خطاب
جب حباب خود سے بن گیا آب

پس اولیاء اللّٰہ نہ خدا نہ خدا سے جدا ہوتے ہیں۔

بیت

کہہ رہا ہوں تجھ سے اے جان عزیز
قرآن سے باہر نہیں ہے کوئی چیز

یہ کتاب قرآن مجید کی آیات کی تفسیر با تاثیر ہے۔

بیت

کوئی علم بہتر از تفسیر نہیں
کوئی تفسیر بہتر از تاثیر نہیں

اس تفسیر (با تاثیر) کے مطالعہ سے طالب نفس پر غالب امیر فنا فی اللہ فقیر روشن ضمیر ہو جاتا ہے جیساکہ روز الست تھا۔

الحدیث۔ الآن کما کان۔ ایسا ہی ہے جیساکہ پہلے تھا۔ قرآنی آیات کلماتِ ربانی سے اس علم الحق میں بعض کو قال ربانی بعض کو احوال روحانی۔ بعض کو علم عیانی بعض کو مراتب لاھوت لا مکانی حاصل ہوجاتے ہیں۔ یہ جملہ (مراتب) قرآن مجید میں ہیں۔

قولہ تعالیٰ ۔عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَط ؕ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۝

(پ ۷ ع ۱۳)

غیب کے (خزانوں) کی چابیاں اسی کے پاس ہیں۔وہی بحروبر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور جو پتہ بھی گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور اندھیروں میں اگر کوئی بیج ہے تو وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی رطب و یابس ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ نص و حدیث کا تمام علم۔تورات۔انجیل۔زبور کا علم عرش کرسی کا علم لوح محفوظ کا علم اور کونین میں جو بھی کل و جز ہے سب کا علم لوح ضمیر میں ایک نقطہ (کے برابر) ہے۔جب لوح ضمیر میں علم الف سے سودا سویدا روشن اور ظاہر ہو جاتا ہے تو اس کیلئے علم الف میں (علم کے تین حرف) "عین" "لام" "میم" ہی کافی ہوجاتے ہیں۔اس کے علاوہ (جو علم محض) سیم و زر روزگار کے لئے حاصل کیا جاتا

وہ نفس اور ہواء ہوس کے لئے ہوتا ہے۔جبکہ کامل عامل کو یہ عطا مُرشِد سے ہوتی ہے ۔جیسا کہ کسی کا قول ہے ۔عند المرشد کالمیت بین یدی الغاسل طالب مرشد کے ہاتھوں میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں۔

ابیات

طالبا دم نہ مار گر تو ہے مردہ صفت
مردہ کومیں غسل دوں با معرفت
طالب و مطلوب ہوں مرشد تمام
ہر کسی کا جانتا ہوں میں مقام
طلب طالب میں گذارے سالہائے سالہا
کوئی طالب نہ ملا لائق لقاء

تو طالب دیدار ہے یا سیم و زر کیمیا(ہنر) کا طلبگار ہے۔تجھے کس کیمیاء پر اعتبار ہے۔پس معلوم ہوا کہ کیمیاء کے دو راہ ہیں۔ایک کیمیاء سیم و زر دنیا مردار کی طلب ہے۔ اور دوسری کیمیاء سے مشرف دیدار ہوتا ہے۔

علم دیدار کی کونسی راہ ہے۔اور کونسا علم دیدار کا گواہ ہے۔کونسا علم دیدار کی دلیل آگاہ ہے؟ اور کونسا علم دیدار کی نظر نگاہ ہے؟

اے عالم جاہل!اے جاہل عالم۔اے عارف اللہ واصل باللہ سن لو!کہ اس آیت کریمہ سے اثبات دیدار کا حکم ملتا ہےقولہ تعالیٰ۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا پ۱۶ ع۳ جو دیدار پروردگار کا طلب گار ہے۔اسے چاہیئے کہ (نیک اعمال سے آگے بڑھ کر) اعمال صالح اختیار کرے۔

عمل صالح فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ[1]۔ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف دوڑ کر جانے کو کہتے ہیں۔عمل طالح فقر من اللہ ۔کفر و شرک اللّٰہ تعالیٰ سے دور ہو جانے کو کہتے ہیں۔تجھے کونسا عمل پسند ہے؟

جان لو!کہ (بعض لوگ) اپنے آپ کو ظاہری علم فضیلت سے آراستہ تو کر لیتے ہیں (اور زبانی ورد و وظائف بھی کرتے ہیں) لیکن وہ باطن میں تصدیق قلبی علم عیاں سے بے خبر ہوتے ہیں جس کسی کو علم (عیان) حاصل نہیں ہوتا وہ مطلق حیوان شیطان کی قید میں ہے۔ وہ باطن سے (بے خبر) ہے۔ اس کے اندر نفس خبیث جاہل دیو منافق ابلیس کا (قبضہ) ہے۔کیا تو جانتا ہے کہ ایسا شخص باطن میں یہودی۔کافر۔منافق۔مشرک جھوٹا یا نفس امارہ کا غلام ہوتا ہے۔مسلمان انبیاء اولیاء اللّٰہ عالم علم تصدیق۔عالم علم تحقیق۔عالم علم توفیق کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔وہ تصور(اسم ذات نور)سے مشرف دیدار ہوتے ہیں۔ان کا قلب بیدار معرفت کا مشاہدہ بین حق الیقین پر فائز ہوتا ہے۔

الحدیث۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ

[1] الذّٰریٰت ۲۷-۵۰

بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ جس نے اپنے نفس کو فنا کر لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پا لیا۔

رب تعالیٰ کی شناخت چار تصورات سے کی جاتی ہے۔

اول تصور موت

دوم تصور محبت با مشاہدہ

سیوم تصور معرفت با معراج مشرف دیدار پرودگار

چہارم تصور ملازم مجلس محمد رسول اللہ ﷺ

جو مرشد پہلے ہی روز طالب دیدار کو ان چاروں تصورات کی تعلیم و تلقین نہیں کرتا ہے وہ مرشد خام ناتمام ہے جو ارشاد کرنے اور مرشد ہونے کے لائق نہیں۔

اے جان عزیز! فقہ کے مسائل کا علم اور (دین کی) ہر کتاب کے مطالعہ سے حق و باطل معلوم ہو جاتا ہے۔(بلکہ) عالم باللہ مرشد حضوری سے مشرف کر کے دیدار کی معرفت میں با توفیق (اور) قرب اللہ سے بالتحقیق دکھا دیتا ہے۔(اسی لئے) اہل علم اور اہل معرفت مشاہدہ حضوری کی مجلس راس نہیں آتی۔

جاننا چاہیئے کہ حب مولیٰ فرض ہے۔ ترک دنیا سنت ہے اور ترک نفس مستحب اور ترک شیطان واجب ہے۔ لحدیث طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ۔ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور او تو العلم علم کے درجات سے یہی مراد ہے

اہل دیدار کو کیمیائے سیم و زر۔سنگ پارس اور کونین کو تصرف میں لانا کس لئے درکار ہے۔ تاکہ جمعیت نفس . مل ہو اور (مرشد) پر اعتبار آجائے۔

ناقص مرشد خلوت میں بٹھا کر ریاضت چلہ کشی میں (مبتلا) کر دیتا ہے جبکہ کامل مرشد حاضرات اسم اللہ ذات سے طالب اللہ کے وجود کے ساتوں اعضاء سر تا قدم اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ اسے تمام عمر مجاہدہ و ریاضت کی حاجت باقی نہیں رہتی۔اور وہ حضوری مشاہدہ دیدار میں اس طرح غرق ہوتا ہے۔کہ ہر دو جہان سے ہاتھ اٹھالیتا ہے ۔کامل مرشد وہی ہے جو ایک ہی توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔جو مرشد ایسی صفت سے موصوف نہ ہو وہ احمق حماقت شعار معرفت دیدار سے بے خبر ہے ۔نام کے نان فروش مرشد تو بہت ہیں۔اور روئی کے (خواہاں) زبانی طالب بھی بہت ہیں۔اور ہمیں اس بات کا بھی یقین ہے کہ اہل تقلید مرشد ظاہری و باطنی اعمال کی مشقت اور وظائف میں (طالب) کو (مبتلا) کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ دعوت میں رجعت کھاکر حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔اور فکر حبس (دم) میں خراب ہو جاتے ہیں۔

کامل مرشد نظر سے طالب اللہ کو ناظر کر دیتا ہے۔یا باطنی توجہ سے مشاہدہ دیدار سے مشرف کر کے حاضر کر دیتا ہے۔

سنو! اگر تم عقلمند اور ہوشیار ہو۔ اگر طرف لائق دیدار ہو۔اگر طالب دنیا مردار ہو۔ سنو اگر تم عالم فضیلت آثار ہو۔ اگر تم جاہل بد کردار ہو۔یا ان سب کا مجموعہ ہو (قرآن مجید کا حکم سن لو)۔

قولہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (پ ۲۴، ع ۲۰)

جس نے عمل صالح اختیار کیا اپنے ہی نفس (کی بہتری کے لئے) کیا اور جس نے بدعملی اختیار کی (اس نے اپنی ہی ذات) کا (نقصان) کیا۔

یہ رحمت کی راہ ہے۔(یعنی) بیماری۔ لعنت۔ کفر فکر زحمت دنیا سے باہر نکلنا جو معرفت اللہ وصال سے روک دیتی ہے۔

اول طالب کو چاہیئے کہ تمام دنیا (کو حاصل کرلے) کیونکہ جب تک اس کا دل (حصول) دنیا سے سرد نہ ہوجائے۔ اور وہ ساری دنیا اپنے تصرف میں جمع نہ کرلے۔ اگر وہ معرفت میں قدم رکھے گا تو وہ احمق کہلائے گا۔(کہ دل تو دنیا میں اٹکا ہوا ہے اور فقیر بنا بیٹھا ہے)۔

طالب پر فرض عین ہے کہ اول تمام دنیا ملک سلیمانی اپنے تصرف اختیار حکم میں لے آئے طالب پر یہ بھی فرض ہے کہ سب کچھ اپنے تصرف میں لا کر دنیا کے (جملہ) تصرفات کو چھوڑ دے۔ اپنا چہرہ باتصور ہو کر دیدار کی طرف موڑ لے۔ اور دیدار کا مرتبہ حاصل کرلے (دیدار کی یہ راہ) قیل و قال گفت و شنید۔ علم قال کے مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتی یہ عین جمال کا مشاہدہ ہے۔ مطلب یہ کہ فقیر کس کو کہتے ہیں؟ فقیر کے کونسے مراتب کو تو سمجھ چکا ہے۔ کہ فقر کا دعویٰ کر رہا ہے؟ اے احمق تو نے فقر کے کونسے مراتب کو دیکھ لیا ہے (کہ فقر کا دعوے دار ہے) جبکہ تو ابھی کور چشم اور نادیدہ ہے۔ اور فقر کی خوشبو بھی ابھی تک تیرے دماغ تک نہیں پہنچی رہائی دینے والے کم آزار

فقیر کی حقیقت کو تو کیا جانتا ہے ؟ کہ تیرا نفس تو لوگوں کو تکلیف دینے میں(لذت) محسوس کرتا ہے تو بھی کم آزاری کی طرف لوٹ آ۔پس فقیر کا ابتدائی مرتبہ مکان سے عین عیان(مشاہدہ دیدار) کا مرتبہ ہے۔

غوث قطب۔۔درویش۔واصل۔عارف ولی اللہ عالم باللہ کا کیا نشان ہے؟

مراتب دو ہیں۔

۱۔ایک انسان (کا مرتبہ)

۲۔دوسرے انسان صورت اور حیوان خصلت کا مرتبہ۔جو ہمیشہ بے جمیعت پریشان رہتا ہے۔

پس انسان حیوان اور انسان شرف الانسان کو کس مرتبہ سے شناخت کر سکتے ہیں؟جو کوئی ہمیشہ مشرف دیدار ہے اسی کو انسان کا خطاب ہے۔دنیا مردار کا طالب ہمیشہ پریشان اور بے جمیعت رہتا ہے۔اور جمیعت مشاہدہ دیدار میں ہے۔ وصل کی اس راہ کی اصل قرب اللہ غنایت کی نظر نگاہ میں ہے۔کیونکہ غنایت دیدار نما کو کہتے ہیں۔

بیت

دیکھنے والا تجھ کو بھی سکتا ہے دکھا
یہ توفیق مُرشد کو ہے حاصل از خدا

غنایت پانچ قسم کی ہے۔غنی مطلق اسی کو کہتے ہیں۔جو غنایت کے پانچ خزانوں کو اپنے عمل میں لا کر اپنے تصرف میں لے آئے ۔ اور اس سے نعمت و

دولت حاصل کرے۔جو کوئی دونوں جہان میں زندہ ہے۔وہ ہر گز نہیں مرتا۔کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔قولہ تعالیٰ۔
وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (پ۲۴ ع ۱۰)
ترجمہ۔ میں نے اپنے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے۔جو اپنے بندوں کے (حال) کی خبر رکھتا ہے۔

اے گنج غنایت با جمعیت ہدایت سے بے خبر...........(ناقص مرشد)

غنایت کا اول مرتبہ یہ ہے کہ صاحب تصور (اسم اللّٰہ ذات) جب خاک پر نظر کرتا ہے۔تو اسے سیم و زر بنا دیتا ہے۔جو ایسا صاحب نظر ہے اس کی نگاہ میں خاک اور سونا چاندی برابر ہے۔ہدایت کا مرتبہ توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔

غنایت کا دوسرا مرتبہ دعوت قبور کے عامل کامل کو حاصل ہوتا ہے۔جو حاضرات اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے کل مخلوقات کو حاصل کر لیتا ہے۔جو کچھ بھی وہ جانتا ہے خلق اللّٰہ سے پوشیدہ رکھتا ہے۔غنایت کے یہ مراتب ہدایت و تحقیق سے حاصل ہوتے ہیں۔

غنایت کا تیسرا مرتبہ وہ ہے جس میں تصور اسم اللّٰہ ذات سے (باطنی) آنکھ کھل جاتی ہے۔وہ پہاڑوں میں سنگ پارس حاصل کر لیتا ہے۔اور جس قدر چاہتا ہے اپنے تصرف میں لے آتا ہے۔اسے کسی شخص سے کوئی حاجت نہیں رہتی۔یہ طریق ہدایت غنایت کے مراتب ہیں۔

غنایت کا چوتھا مرتبہ علم کیمیاء اکسیر ہے۔جو علم تکسیر (دعوت القبور) کی قوت سے اپنے تصرف میں لایا جاتا ہے۔غنایت کے یہ مراتب ہدایت پر

تصدیق سے حاصل ہوتے ہیں۔

غنایت کا پانچواں مرتبہ وہ ہے جس میں باطنی آنکھ کھل جاتی ہے اور زمین کے اندر جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے موجود ہیں وہ ان کو جان لیتا ہے۔اور اس سے کوئی چیز بھی مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔غنایت کے یہ مراتب ہدایت تصدیق سے حاصل ہوتے ہیں۔

جو مرشد یہ پانچ خزانے پہلے ہی روز طالب اللہ کو نصیب نہ کر دے وہ شخص احمق ہے کہ مرشدی میں دم مارتا ہے۔

ابیات

طالب احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے گر احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) صفت
نصیب اس کو روز اول معرفت
طالب عیسیٰ (علیہ السلام) جو ہو عیسیٰ (علیہ السلام) صفت
مردہ کو زندہ کرے با معرفت
قُم اس کا قول ہے باذن اللہ راز
ذکر و فکر و غرق فی اللہ بے نیاز

راہ فقر۔راہ معرفت۔راہ دیدار۔راہ ولایت راہ ہدایت اور راہ جمعیت۔یہ سب راہیں مرتبہ غنایت سے کھلتی ہیں۔اور (دنیا سے دل) سیر ہوئے بغیر فقراور اختیاری غنایت (حاصل کرنا امر محال ہے)۔بھوک میں "فقر مکب" منہ کے بل گرنے والے فقر کی روسیاہی ملتی ہے کہ وہ ہمیشہ فقر کے گلہ میں رہتا ہے۔جو کوئی فقر کا گلہ کرتا ہے وہ (درحقیقت) خدا تعالیٰ کا گلہ گو ہے۔ایسے

شخص سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بیزار ہو جاتے ہیں وہ مردود اور مرتد ہو جاتا ہے۔

الحدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ۔

فقر(مکب)دونوں جہان میں روسیاہی کا باعث ہے۔

شرح معرفت عارف

جان لو!کہ عارف کے چند اقسام ہیں۔عارف کے چند جسم ہیں۔عارف کے چند اسم ہیں(مثلا) عارف اسم اللہ عارف بامسمّٰی۔عارف حکم در حکمت معما۔عارف نفس۔عارف قلب ۔عارف روح اور عارف رب۔الحدیث۔۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے نفس کو (اس کی خرابیوں سے پہچان کر اس کا علاج کرلیا)اس نے اپنے رب کا عرفان (قلب کی صفائی اور روشنائی) میں حاصل کر لیا۔نفس کا عارف اپنے نفس کو اس کی لذات۔خواہشات ۔شہوت۔ ریاکاری۔کفرو شرک(افعال بد) کو تقویٰ (پرہیزگاری)کی طاقت سے روک لیتا ہے۔اور نفس کی خواہشات ۔لذات۔ شہوات کو بہشت حور و قصور سے اس کی نعمتوں کے ذائقہ کی امید میں (مؤخر) کر دیتا ہے لیکن پھر بھی نفس خواہشات (ہوا) سے زندہ ہو جاتا ہے۔اور (ہرگز) نہیں مرتا۔اور ہرگز معرفت مولیٰ(کے حصول) کی طرف رخ نہیں کرتا مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا(یعنی) جس کسی نے بھی اپنے رب تعالٰی کی شناخت کی۔اسم اللہ ذات کے تصور سے مقام توحید میں فنا فی اللہ ہو کر کی وہ حضوری دیدار سے مشرف ہوا۔کہ اسے نفس دنیا

شیطان۔ بہشت (ماسویٰ اللہ) کچھ بھی یاد نہ رہا۔

الحدیث۔۔۔مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ

جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچان لیا۔ تحقیق اس نے اپنے رب کو بقاء میں پا لیا۔ یہ عارف باللہ ولی اللہ دوام صاحب لقاء کے مراتب ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ۔ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ[1] وہ پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ پہچانتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ۔۔اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (پ۱ ع۵)

تم اپنا عہد پورا کرو میں اپنا عہد پورا کروں گا۔

قولہ تعالیٰ۔۔اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (پ۳ ع۲)

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا ولی اللہ بناتے ہیں۔ اسے ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔ ولی اللہ ہمیشہ مشاہدہ دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔

عالم باللہ حضوری عارف کے لئے ضروری بلکہ فرض عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز ان مراتب پر پہنچا دے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عارف ہیں۔ عارف عام۔۔عارف نام (رجعت خوردہ) گرا ہوا عارف (ناتمام) اسی طرح علم مطالعہ کتاب خوانی کے عارف حافظ تلاوت قرآنی کے عارف۔ ذکر سلطانی کے عارف۔ ذکر قربانی کے عارف۔ عیانی عارف۔ نفسانی عارف۔ روحانی عارف (چربہ کھانے والے) نانی عارف۔ حیوانی عارف بادشاہ امراء مخلوق خدا (جنات موکلات) کو مسخر کرنے والے نقش دائرہ کھینچنے والے پریشان بے جمیعت عارف علم دعوت کے عارف فرشتوں کو حیرت میں ڈالنے

---

[1] پ۲ ع۱

والا عارف۔جناتی شیطان عارف۔ ہزار میں سے کوئی ایک فقیر ہی ہو گا جو کونین پر امیر فنا فی اللّٰہ فقیر عارف ربانی واقف اسرار قدرت سبحانی۔عارف فناء۔ عارف بقا۔ عارف محبوب۔ عارف مجذوب۔عارف مرغوب۔عارف مطلوب۔عارف کشف الارواح کشف القلوب ہو گا۔

بیت

عارف ہوں حاضر ہوں طالب نبی ﷺ ہوں
قدم بر قدم دین محمد ﷺ پر قوی ہوں

جو عارف ہمیشہ دیدار سے مشرف ہے۔اسے (پس پردہ) الہام۔پیغام آواز سننے کے علم کا مطالعہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

بیت

باھُو مجھے بہر خدا وحدت دکھا
طالبا سر کو کٹا بے سر ہو کر سامنے آ

جو تقلیدی طالب ہے وہ ہمیشہ خطرات(دل) دنیا کی امراض میں مبتلا رہتا ہے۔صرف دیدار سے مشرف فنافی اللّٰہ میں غرق بقا(باللّٰہ) میں باقی اور صاحب لقاء(طالب ہی ان امراض سے بچ سکتا ہے) قولہ تعالیٰ۔

فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (پ ۱ ع ۲)

ان کے دلوں میں (نفاق) کی بیماری ہے۔(اور ان کی بد اعمالیوں اور ہٹ دھرمی) کے باعث اللّٰہ تعالیٰ ان کے مرض کو زیادہ کر رہا ہے۔

طالب اللّٰہ کا اول مرتبہ تصور اسم اللّٰہ ذات ہے۔جس سے غیبی لاریبی

علم واردات فتوحات(ہر قسم) جملہ مراتب و درجات اس پر عیاں ہو جاتے ہیں۔ جن کو وہ شب و روز اپنی تصنیف میں بیان کرتا رہتا ہے۔

اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ طالب اللّٰہ کو جذب کی قوت سے نواز دیتا ہے۔ جس سے وہ لاھُوت لامکان میں داخل ہو کر یکتا اور غرق (نور) ہو کر متوجہ بخدا ہو جاتا ہے۔ ایسا طالب طمع نفس دنیا شیطان اپنے مریدوں اور مخلوقات میں سے ہر ایک کو طلاق دے دیتا ہے۔ اور علم تحصیل معرفت سے فارغ ہو کر خلاصی پا لیتا ہے اس کا ہر ایک مرید بے اعتقاد ہو کر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ مگر وہ طالب مرید جس کا خلوص یقین اتحاد اور اعتقاد درست ہے وہی اپنے حال پر باقی رہتا ہے۔

مرشد کی حقیقت احوال وصال سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ مرشد ابتداء و انتہاء کے احوال سے واقف ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ سورہ کہف میں بیان ہوا ہے۔ (طالب کو چاہیئے کہ) اپنے احوال ۔ افعال ۔ اعمال ۔ اور قال کا سخن با سخن مقابلہ اپنے مرشد سے کرتا رہے۔ غیب دانی ۔ اور سر عیانی کی یہی راہ ہے۔ جو اہل تحقیق با توفیق بحق رفیق کو حاصل ہوتی ہے۔ ان مراتب کو اہل زندیق ان مراتب سے محروم (طالب) کیسے جان سکتا ہے۔؟

قطعہ

عارف ہونا چاہیئے لائق لقاء
غرق فی التوحید دیکھے رو خدا

اس کو کیا حاجت کہ بند کرے اپنی چشم
باعیاں دیکھے گا عارف از فضل و کرم

ہر ایک منصب و مرتبہ قرب حضوری ۔ معرفت و توفیق اور ذکر و فکر مراقبہ تحقیق و مکاشفہ صدیق و محاسبہ تصدیق۔ولایت ۔غنایت لا شکایت۔ غنایت لا نہایت۔ غوث۔ قطب فقیر درویش کے مراتب میں اثبات ہرگز نہیں ہوتا۔جب تک کہ عین حاضرات اسم اللّٰہذات (کامقام حاصل نہ کر لے)جس میں اسم اللّٰہذات کے تصور تصرف سے اس کے حروف کے درمیان سے انوار توحید پیدا ہو جائیں۔اور ان انوار میں غرق فنا فی اللّٰہ ہو کردیدار سے مشرف ہو جائے۔اس قسم کا دیدار رویت خدا جائز ہے۔کیونکہ یہ جذب و لطف فیض و فضل خدا کا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بخشش اور محمود کا مرتبہ ہے۔جو کوئی خدا تعالیٰ کی بخشش کا منکر ہے اور مرتبہ محمود سے پھر جاتا ہے خواہ وہ عالم جاہل ہو خواہ جاہل ہو اس کی عاقبت مردود ہو جاتی ہے۔

بیت

عارفوں کی معرفت میں تحقیق کر لوں (سر بسر)
حق و باطل کی بھی کروں پہچان با یک نظر

جو شخص مردہ دل افسردہ تن ظالم طالب دنیا ہے۔وہ مسلمانوں کا راہزن بخیل سیاہ دل گمراہ ہے۔قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ پ ۱۲ ع ۱۰

اور ظالموں کو رہائی نہ ہو گی پس ان کو آگ میں ڈالا جائے گا۔

جو کوئی وحدانیت کا علم (اسم) اللّٰہذات کی کنہ سے پڑھتا ہے۔وہ نور (توحید) میں اس طرح گم ہو جاتا ہے کہ اسے نہ تو ثواب یاد رہتا ہے نہ عذاب گاہ مست گاہ ہشیار گاہ در خواب گاہ بیدار۔ ہر وقت ہر حال میں فنا فی اللّٰہ مشرف دیدار رہتا ہے۔عارف عفو کے یہی مراتب ہیں۔لَا تَحْزَنْ وَلَا تَخَفْ نہ حزن نہ غم۔یہ فضل و عطا عام علماء اور کامل فقراء کے بارے میں ہے۔اے احمق بے حیاء سیاہ دل ظالم شخص (ہر حال میں) اللّٰہ تعالیٰ کی طلب کرتا رہ۔

اگر کوئی شخص تمام عمر خود پر متصرف ہو کر علم کیمیاء اکسیر کی آرزو رکھتا ہو۔یا علم تکسیر کی آرزو رکھتا ہو یا جملہ ممالک ولایت مشرق تا مغرب قاف سے قاف تک تمام عالم کی بادشاہی کی خواہش رکھتا ہو یا فنا فی اللّٰہ مشرف دیدار پرودگار معرفت (الٰہی) دیدار کی خواہش رکھتا ہو یا بادشاہی۔عالم گیر کونین پر امیر لا یحتاج فقیر ہونے کا آرزو مند ہو۔یا اس کی یہ آرزو ہو کہ جملہ ارواح انبیاء اولیاء سے دست مصافحہ کرے اور ان کی ملاقات سے ہم مجلس ہو یا اس کی یہ خواہش ہو کہ قرآن مجید سے اسم اعظم پا لے اور ہمیشہ کے لئے مہتر خضر علیہ السلام کو دیکھا کرے۔چنانچہ دنیا و آخرت کے جو کچھ بھی خزانے ہیں۔طالب اللّٰہ کو ان خزانوں کا کل و جز اس کتاب کے علوم سے اس کے مطالعہ کے شروع میں ہی حاصل نہ ہو جائے تو ایسا شخص کم بخت بے نصیب یا کم طالع ہی ہو گا۔یہ کتاب پیر مرید اور تمام عالم کے لئے کسوٹی ہے۔

ابیات

طالبا (محبت) زن کو سہ طلاق قطع سَر

جو طالب زن ہے اس کی زن پر نظر

جو طالب زن ہے وہ ہے زن مرید

زن معرفت سے روکے رکھے باز رکھے از توحید

ہتھیلی پر سر کو دھر آجا بے سر

تا کہ تجھ کو حاضر کروں با یک نظر

کوئی طالب ہے کہاں لائق طلب

خود بین طالب ہوتے ہیں اہل از کلب

یک پدر یک پیر یک مرشد مگر

کیسا طالب ہے کہ گرداں در بدر

قطعہ

ذاکروں کا ذکر ہے دیدار بس

ذاکروں کی نظر بر دیدار بس

ذکر سے ذاکر کو دیدار خدا

بے حضوری ذکر و فکر کب روا

جان لو! کہ ذکر خفی اور جہر کے آٹھ طریقے ہیں۔چنانچہ ذکر خفی اسم اللہ ذات کے تصور سے مشاہدہ اور دیدار کرنے کو کہتے ہیں۔جس میں با توفیق ہو کر عمل تحقیق سے کل و جز کو اپنے تصرف میں لے آتے ہیں۔خفیہ ذاکر دوام ناظر با قرب اللہ سے (حضوری حق) میں حاضر ہوتا ہے۔ایسا ذاکر عین العیان

مشاہدہ بین ہوتا ہے۔

۱۔ اول ذکر چشم

۲۔ دوم ذکر گوش

۳۔ سوم ذکر زبان

۴۔ چہارم ذکر دست

۵۔ پنجم ذکر پاء

۶۔ ششم ذکر قلب

۷۔ ہفتم ذکر روح

۸۔ ہشتم ذکر سر

یہ سب اہل تقلید کے مراتب ہیں جو معرفت توحید سے دور تر ہیں۔ ذکر چشم عین نما ہے جس سے عین با عین مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔اس میں قرب اللہ سے مشرف دیدار ہو کر مطلق غرق فی التوحید ہوجاتے ہیں۔

بیت

آنکھ ہے دیدار پر روح سپرد خدا
غرق فی التوحید ہوں اس کو کہیں وحدت لقاء

جان لو! کہ دیدار اور اہل دیدار کے درمیان پتھر کے پہاڑوں کی دیوار نہیں ہے۔ مگر دیو نفس اس پتھر کی دیوار سے بھی سخت تر ہے۔(جو درمیان حائل ہے)۔اس کو قتل کرنا بہت مشکل ہے۔کامل مرشد اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے اول دیو خبیث نفس ابلیس کے مصاحب کو قتل کر کے عبد اور رب کے درمیان حائل (دیوار کو گرا دیتا) ہے۔دیو نفس مردہ ہو جاتا ہے۔(طالب کو) بے حجاب دیدار ہونے لگتا ہے اور وہ ہر دوام دیدار پرودگار سے مشرف ہوجاتا ہے۔کامل مرشد جو صاحب نظارہ ہے نظر کی توجہ سے حجاب کے سراپردہ کو اٹھا کر پہلے ہی روز مشرف لقاء کر دیتا ہے۔جو مرشد طالب اللہ کو پہلے ہی

روز لقاء سے مشرف نہیں کرتا وہ مرشد لقاء کے لائق نہیں ہے وہ احمق بے ادب بے حیاء ہے۔(کہ خود کو مرشد کہلواتا) ہے ۔

لقائے الٰہی دیدار قرب اللّٰہ حضوری کا وسیلہ کیا ہے ؟ دیدارو لقاء سے مشرف کرنے والا اسم اللّٰہذات کا تصور اور حاضرات کلمہ طیبات لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہیں حاضرات کشف و کرامات سے بڑھ کر ہیں ۔ جو کوئی لقاء و دیدار کا منکر بے اعتقاد بے یقین بے اعتبار ہے وہ منافق ہے۔جس سے خدا اور رسول خدا ﷺ بیزار ہے۔فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج[1] اسے جہنم کی آگ کے سب سے نچلے درجے میں ڈالا جائے گا۔

کامل مرشد اور طالب اللّٰہ کے ساتوں اعضاء کو تصور اسم اللّٰہذات کی حاضرات سے نور کر دیتا ہے۔۔توجہ سے قرب اللّٰہ حضوری میں لے جاکر دائمی طور پر مشرف دیدار کر دیتا ہے۔جس سے وہ بمد نظر اللّٰہ منظور ہو جاتا ہے۔

مرشد کے لئے عین فرض او رضروری ہے کہ وہ پہلے ہی روز طالب اللّٰہ کو ان مراتب پر پہنچا دے۔کامل مرشد نظر کی توجہ سے اول طالب اللّٰہ کو معرفت اللّٰہ اور مجلس محمدی ﷺ میں داخل کر دیتا ہے اور اس کے بعد طالب کو تلقین کرتا ہے۔جو مرشد ہمیشہ دیدار سے مشرف ہے اس کے لئے طالبوں کو حضوری سے مشرف کر دینا کونسا مشکل اور دور ہے۔ کامل مرشد جس (طالب) کو اسم اللّٰہذات کے تصور کی تلقین سے نواز تا ہے ۔تو وہ نعم البدل کے (طریقہ) میں فنا فی الشیخ سے طالب کے وجود کو اپنے وجود اور مرتبہ کے برابر بنا لیتا ہے(طالب کو فنا فی الشیخ میں اسم اللّٰہذات کا تصور کرنے کی تلقین کی جاتی ہے)۔

---

[1] النسآء ۵۔ ۱۴۵

بعض احمق بے دانش بے عقل بے شعور طالب اللہ(ایسے بھی ہوتے ہیں جواللہ تعالیٰ) سے دور (ناقص پیروں کو) معرفت حضوری (میں کامل) جانتے ہیں۔اور وہ نجس گندی اور مردار دنیا کے طلب گاروں کو اہل دیدار کہتے ہیں۔

ابیات

سن لو مجھ کو تلقین ہے از حضرت نبی ﷺ
قدم دم در یکدم دین پر قوی
بے حضوری مرشد ہے مردود تر
کب پہنچائے طالبوں کو بانظر
حاضر بھی ہوں ناظر بھی ہو رہبر خدا
طالب کوئی ملتا نہیں لائق لقاء
گر ملے طالب کہ ہو توفیق تر
مرتبہ بخشوں اسے خضرؑ سے بہتر
گر ملے طالب مجھے صادق صدیق
ہر دم سے راہبر بنوں باحق توفیق

دیدار کا مرتبہ پروردگار کے اختیار میں ہے۔ جسے چاہتا ہے دنیا اور آخرت میں دیدار کے لئے فضل فیض عطا بخشش کردیتا ہے اور جسے عطا نہیں کرنا چاہتا اسے نہیں کرتا۔

قولہ تعالیٰ - مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ط
جو اس (جہان میں اندھا ہے) وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔(سورہ بنی اسرائیل) پ ۱۵ ع ۸

بیت

(باطنی) اگر آنکھ ہے دیدار کر
ظاہری (دید) سے معرفت ہے دور تر

ہر قسم کے اعمال ہر طرح کی اطاعت۔ ہر علم کا مطالعہ ہر (نوع) کا ثواب اور ہر قسم کی بندگی دیدار الٰہی کے لئے ہی کی جاتی ہے ۔ اہل دیدار کو دیدار کے سوا کسی دوسری طرف رجوع کرے کی کیا ضرورت ہے ؟

بیت

جو بھی کوئی منکر دیدار ہے
اُمت نبی ہر گز نہیں وہ خوار ہے

دیدار پروردگار کے یہ منصب و مراتب (دیدار) کی تحقیق توفیق اور برداشت قادری طریقہ کے طالب مرید کو ہی ہوتی ہے۔ اگر کسی دوسرے طریقہ والا اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ لاف زن خلاف (حق) جھوٹا اور اہل حجاب ہے۔

جو کوئی معرفت باطن ۔ توحید فقر میں قدم رکھنا چاہتا ہے (اسے چاہئے) کہ اول وہ اپنے جسم کو علم سے پختہ علم سے آراستہ اور اپنے جثہ کے ساتوں اعضاء کو علم سے پاک کر لے۔ کیونکہ بے علم خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں

کرسکتا۔

پس علم کی دو اقسام ہیں۔

اول علمؒ ظاہر جو رسم و رسوم اور زبانی اقرار صحیح (پر مبنی) ہے۔

دوم علم (باطن) حیئ و قیوم ہے جس میں بغیر تحریر اور رقم رقوم تصور (اسم ذات اللہ) سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جس سے تصدیق القلب روح کو راحت فرحت (حاصل ہوتی) ہے۔ یہ فیض (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مرشد) کی عطا ہے اس فیض فضل سے لقائے الٰہی نصیب ہوجاتا ہے۔ اس فیض فضل سے بقاء ((باللہ) ہوجاتا ہے۔

جب تصور اسم اللہذات سے باطنی علم کھلتا ہے تو علم ظاہر کی توفیق سے علم باطن کا مطالعہ زبان کے بغیر عین العلم سے عیاں طور پر کیا جاتا ہے۔ جس سے قلب زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر اس مدرسہ میں جملہ انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ قرب ربانی سے روحانی سبق پڑھتے اور اس علم (باطن) کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس جگہ نہ تو نفس ہے۔ نہ ہی شیطان ۔ نہ ہی دنیا پریشان اس جگہ نہ تو قلب ہے نہ روح نہ جسم اور نہ ہی جُثہ۔ اس علم (تصور) اسم اللہذات) کے مطالعہ سے انوار کے مشاہدہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور یہی دیدار کا مرتبہ ہے۔ (تصورات) کا یہ علم بالیقین اور علم باعتبار ہے۔ اور اس کا عالم ولی اللہ کم آزار ہو جاتا ہے ۔ علم تصور کے مطالعہ سے (صاحب تصور) کا جسم اس کے ساتوں اعضاء مع اللہ ہو جاتے ہیں۔ اور اسے حضوری حق حاصل ہو جاتی ہے۔ اس راہ پر (عمل کرنے والے کو) اویسی مادر زاد ولی سروری

قادری اور قادری سروری کہتے ہیں۔

لاھُوت لامکان کے مدرسہ میں سیر ربانی کرنے والے عالم اور فنا فی اللہ فانی عالم قادری طریقہ والے طالب مرید ہی ہوتے ہیں۔ اگر کسی دوسرے طریقے والا ایسا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا اور لاف زن ہے۔ کیونکہ قادری پہلے ہی روز جو سبق پڑھتا اور جانتا ہے وہ اس سبق کا مطالعہ لاھُوت لامکان کے مدرسہ میں کرتا ہے اور عالم راز (ظاہری) ریاضت سے بے نیاز ہوتا ہے۔

ابیات

علم ایک ادب ہے جاننا اس کا حیاء
اس علم سے حاصل ہو رویئت خدا
علم ایک نور ہے اور اس کا عالم حضور
جس کو نہیں معلوم یہ وہی ہے بے شعور
علم ایک سر ہے بس یک سخن
اس سخن کو پا لو تم از کنُہ کُن
علم ایک راز ہے جو بے آواز ہے
جو بھی محرم راز ہے وہ بے نیاز ہے
علم ہے توحید یا پھر معرفت
عالم و عارف ہی ہو عیسیٰؑ صفت
مردہ کو زندہ کرے از سخن قُم
غرق فی التوحید کر دے از (کہنہ کُن)

حضوری علم معرفت وصال حیٌّ و قیّوم کے مطالعہ سے عالم فقیر غرق (فی اللّٰہ) ہوتے ہیں۔ اور جو سینہ صفاء حضوری عارف ہیں ان کو قال اور رسم و رسوم سے کوئی سرو کار نہیں ہوتا۔وہ (حضوری) علم کے مطالعہ سے روشن ضمیر کونین پر امیر ہو جاتے ہیں۔

جان لو! کہ حق تعالیٰ کے قرب کا اعلیٰ مرتبہ اہل دیدار بحق رفیق باتوفیق کا (مرتبہ) ہے۔جسے مالک الملکی فقیر کہتے ہیں۔اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پ۱ ع۲

ایسے عارف ولی اللہ عالم باللّٰہ محقق روشن ضمیر کونین پر امیر (فقیر) کی کل و جز مخلوقات قیدی و اسیر ہوتی ہے۔اس کے مطالعہ میں لوح محفوظ تفسیر (کا علم ہوتا) ہے وہ دائمی طور پر ناظر (الٰہ) اور مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے جس کی تاثیر سے وہ روحانی قبور کا حاکم ہو جاتا ہے اور قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ کہہ کر عیاں طور پر ان کو دیکھ لیتا ہے اور (ان سے ہمکلام ہو جاتا) ہے۔

مالک الملکی حاکم امیر فقیر اس کو کہتے ہیں جو چودہ (قسم کے) علوم، چودہ (قسم کی) حکمت۔چودہ (قسم کی) توجہ۔ چودہ (قسم کے) تصور۔چودہ (قسم کے) تصرف۔چودہ (قسم کے) تفکر۔چودہ (قسم کی) توفیق۔چودہ (قسم کے) طریق۔چودہ (قسم کی) تصدیق۔ چودہ (قسم کی) معرفت۔چودہ (قسم کی) توحید۔چودہ (قسم کی) تجرید۔چودہ (قسم کی) تفرید۔چودہ (قسم کا) ترک۔چودہ (قسم کا) توکل۔چودہ (قسم کا) مذکور۔چودہ (قسم کا) قرب حضور۔چودہ (قسم کی) فناء۔چودہ (قسم کی) بقاء۔چودہ (قسم کا) باطن صفاء۔چودہ (قسم کا) سر۔چودہ (قسم کا)

اسرار۔چودہ (قسم کا) دم۔ ان تمام کے مجموعہ کو اپنے عمل میں لا کر عامل مکمل اکمل جامع (فقیر) بن جاتا ہے۔ بعد ازاں جوہر جمعیت کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے ۔اور اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ (اِلَّا اِلَی اللّٰہِ) کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔۔ اب وہ نہ تو کسی سے کوئی التجا کرتا ہے اور نہ ہی کسی سے کوئی احتیاج رکھتا ہے ۔مالک الملکی اولی الامر فقیر کے یہی مراتب ہیں۔ذات صفات کے (جملہ) درجات اس کے اختیار میں ہوتے ہیں ۔ اور وہ مختار ہوتا ہے۔(کہ جس کو چاہے عطا کر دے) قولہ تعالیٰ۔ پ۱۲ ع۱۰
فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ۔پس جو "امر" تجھے عطا کیا گیا ہے اس پر قائم رہ۔ایسے (فقیر) کے لئے موت اور زندگی ایک' قبر اور قرب ایک' نور اور حضور ایک۔دیدار اور انوار ایک۔فرد اور توحید ایک ۔قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ قُمْ بِاِذْنِیْ ایک۔ عیان اور سر کی آنکھوں سے دیکھنا ایک۔خواب اور بیداری ایک۔نیکی اور بدی کا مطالعہ ایک۔لوح محفوظ اور لوح ضمیر ایک۔ بھوک اور پیٹ بھر کر کھانا ایک ۔ سکوت اور کلام ایک۔ مستی اور ہوشیاری ایک ۔ وصل اور فراق ایک۔ابتداء اور انتہاء ایک۔ غنایت اور ہدایت ایک۔ناسُوت اور لاھُوت ایک۔ اس راہ کی اصل بنیاد "حضور الحق" حاصل کرنا ہے ۔ (جس سے متذکرہ بالا کیفیات نصیب ہو جاتی ہیں۔)

چودہ قسم کی توفیق با تحقیق یہ ہے

اول یہ کہ طالب صادق (سلوک فقر) کے شروع میں ہی صحیح زبان سے (کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کا اقرار کرتا ہے اور اخلاص

سے (کلمہ طیبّب) کی خاص تسبیح (اِلاَّ اللّٰہ) کے اثبات سے تصدیق قلبی حاصل کرتا ہے۔ اور اس طرح اعتقاد سے دریائے (توحید نور ذات) میں غوطہ خوری کرتا رہتا ہے۔ جس سے اس کے وجود کے ساتوں اعضاء پاک ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حق تعالیٰ کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ اور جس کسی کا عقیدہ پاک ہو جاتا ہے۔ تو اس کے وجود میں چوں و چراں۔ حرص و ہوا باقی نہیں رہتی۔ سر تا قدم اس کا باطن بطن مصفا ہو جاتا ہے طالب باادب باحیا دیدار خدا کے (لائق ہو جاتا ہے)۔

دوم یہ کہ طالب صادق فقر میں اس طرح ثابت قدم رہتا ہے کہ موت کے وقت (جانکنی نزع کے سخت عالم میں) بھی فقر کو نہیں چھوڑتا۔ بندگی کی توفیق اور قدم تحقیق سے (جو اسے دنیا میں حاصل ہوتا) ہے۔ قبر تک (اسی حالت پر ہی قائم رہتا ہے) قولہ تعالیٰ۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَأْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ تم (حق) الیقین تک پہنچ جاؤ۔ (اور اسی حالت) فی اللّٰہ میں (تمہیں موت آجائے۔) پ۱۴ ع۶

سیوم یہ کہ طالب صادق طلب (محبوب) میں اپنے سر کو اپنے ہاتھوں محبت کی چھری سے کاٹ کر بے سر ہو جاتا ہے۔ اور زبان کے بغیر ہی (اپنے حال سے) کلام کرنے لگتا ہے۔ بعد ازاں جو وجود بے سر ہو جاتا ہے۔ ایسا طالب حضوری مشاہدہ اور لقائے رب العالمین کے لائق ہو جاتا ہے۔

حضوری تصور کو توفیق اور مشاہدہ دیدار کے تصرف کو تحقیق کہتے ہیں۔ اور یہ اس طالب کے مراتب ہیں۔ جو صدق و یقین کے ساتھ تلقین کے لائق ہو

جاتا ہے۔ چودہ (قسم کی توفیق تحقیق) کی تفصیل وار شرح یہ ہے کہ عاشقوں
۔عارفوں ۔واصلوں کو یقین اعتبار۔جمعیت قرار حاصل ہو کر وہ (حضوری)
مجلس سے مشرف اور اس کا ملازم ہو جاتا ہے اسے دیدار الٰہی نصیب ہو جاتا
ہے۔(جبکہ) اہل عیان بے سر (ہو کر) کھلی آنکھوں سے (یہ سب کچھ) دیکھتا
ہے (ایسا) صاحب نظر ہمیشہ (ناظر آلہ) اور (ہمیشہ حضوری مجلس) میں حاضر رہتا
ہے ۔(اس لئے اسے حاضر ناظر بھی کہتے ہں۔)

ابیات

جان لو!مراقبہ مذکور ذکر با فکر
یہ سب جال ہیں یاکہ ہُنر
با نظر دیدار والا صاحب نظر
بے لقاء دیدار جھوٹا سر بسر
طالبا!مرشد سے طلب دیدار کر
دل جب بیدار ہو دیدار کر
تا کہ ہو عارف خدا صاحب عیاں
حاصل ہو لاھُوت وحدت لا مکاں

جاننا چاہیئے کہ وہ توجہ۔ وہ تصور۔ وہ تفکر اور وہ دم کونسا ہے کہ جس میں
ایک توجہ،ایک تصور ایک تصرف ایک تفکر اور ایک دم سے اربع
عناصر جامہ صفات سے باہر نکل کر فنا فی اللّٰہ ذات میں غرق ہو کر دیدار پروردگار
سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

اور وہ توجہ ۔ وہ تصور۔۔ وہ تصرف۔ وہ تفکر اور وہ دم کونسا ہے جس میں
ایک توجہ۔ ایک تصور۔ایک تصرف ایک تفکر اور ایک ہی دم سے ایک دم
میں جملہ انبیاء علیہ السلام ۔اولیاء اللّٰہ اصفیاء اور نبی مرسل کی مجلس میں
داخل ہو جائے جس کا خاصہ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللّٰہ ﷺ کی
حضوری مجلس سے مشرف اور اس کا ملازم بن جائے۔ اصحاب کبار رضوان
اللّٰہ علیہ کی (نظر و توجہ سے سرفراز ہو جائے) ۔پنجتن پاک اور جمیع امامین کا
(منظور نظر ہو جائے)اور مجتہدین سے (روبرو ہو کر تکرار علم فقر کرے) حضرت
شاہ محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کی ملازمت اختیار کرے(حتیٰ کہ غوث پاکؓ)
کے حضور اور حکم سے اولی الامر حاکم منظور ہو جائے۔

دیگر یہ کہ (ہر قسم) کی دینی و دنیاوی مہمات کو حل کرنے۔ معرفت توحید
جمعیت حاصل کرنے۔کل و جز کی حقیقت معلوم کرنے ۔بے نیاز و لا یحتاج
ہونے جملہ مخلوقات کو اپنی قید و تصرف میں لانے کے لئے چاہئے کہ ایک توجہ
ایک تصور ایک تصرف ایک تفکر اور ایک دم ۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کے
دم سے متصل کرے ۔جس میں قرب اللّٰہ سے الہام پیغام سوال کا جواب علم
دال کی دلیل سے دل میں (آگاہی) ہونے لگتی ہے۔ قرآنی آیات و حدیث سے
ربانی سر اسرار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اس قسم کی جمعیت الہام اور پیغام قرب
اللّٰہ سے حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب کا نفس فانی ہو کر اس پر علم غیب دانی کھل
جاتا ہے ۔ علم عیانی سے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔دیگر یہ کہ ایک توجہ۔ ایک
تصور ایک تصرف ایک تفکر ایک دم ایک جذب ایک حاضرات سے اپنے دم کو

میکائیل علیہ السلام کے دم سے متصل کر لے۔تو اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت باران رحمت نازل ہونے لگے گی۔ اور جس قدر چاہے گا اسی قدر بارش ہو گی ۔ اسی طرح حاضرات اسم اللّٰہ ذات کی برکت اور اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہمیشہ ایسی توجہ اور حکم کے قید و قبضہ میں رہتے ہیں۔

دیگر یہ کہ (جب وہ) ایک توجہ ۔ ایک تصور۔ ایک تصرف۔ایک تفکر۔ایک جذب اور ایک حاضرات اسم اللّٰہ ذات سے اپنے دم کواسرافیل علیہ السلام کے دم سے متصل کرلیتا ہے اور جلالیت سے صور اسرافیل کی مانند اس دم کو اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے کسی ملک یا ولایت پر پھونکتاہے تو (وہ ملک و ولایت) ایک گھڑی میں قیامت تک کے لئے ویران ہو جاتا ہے۔اور ہرگز آباد نہیں ہوتا۔

دیگر یہ کہ ایک توجہ۔ایک تصور۔ایک تصرف ایک جذب اسم اللّٰہ ذات کی ایک حاضرات سے اپنے دم کو عزرائیل علیہ السلام کے دم سے متفق کرکے دشمن کی جان کو سر تا قدم اپنے تصور و تصرف میں لاکر جان سے بے جان کر دیتے ہیں۔ اور ایک دم میں اس طرح سختی سے پکڑ لیتے ہیں اور اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب تک کہ وہ دشمن موذی مر نہ جائے۔ وہ دشمن موذی نفس ہے۔ یا کافر یا بے دین بدعتی جو مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ اور جس نے دین محمدی ﷺ سے منہ موڑ رکھا ہے ۔ (ذاتی دشمن سے بدلہ لینے کے لئے ایسا عمل کرنا گناہ کبیرہ اور اپنی جان کو نقصان پہنچا سکتا) ہے۔

دعوت پڑھنے۔ ریاضت کرنے ،خلوت میں ہزاروں ہزار چلے کاٹنے ،حد سے زیادہ ذکر فکر میں مصروف رہنے اور لشکر(منظم کرنے میں) بے شما دولت خرچ کرنے سے بہتر..........

کامل فقیر کی ایک توجہ اور تصور

مکمل فقیر کا تصرف

اکمل فقیر کا تفکر

اور جامع فقیر کا جذب ہوتا ہے

وہ فقیر جو (غرق) فی اللہ میں قرب اللہ سے توجہ کرنا جانتا ہے اس کی توجہ قیامت تک روز بروز ترقی پذیر ہوتی ہے۔ اور کبھی ٹھہرتی نہیں اللہ تعالیٰ جس کو یہ مرتبہ عطا کرتا ہے۔ اسے اپنی (راہ) کا درویش بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے مراتب بے سر۔ صاحب اسرار عارف پرودگار کے ہوتے ہیں۔

ابیات

کیسے میں چھپاؤں کہ وہ ہے لا یزال
جلوۂ انوار بخشے با وصال
کیسے چھپاؤں کہ اسے دائم بقاء
جلوہ دیدار بخشے با لقاء
کیسے کہوں گمنام اس کے نام بیشمار
اسی کے نام سے ہے زندگی کا اعتبار

پس اس کو دیکھنا دیدار کرنا ہے روا
روز اول فقر کو دیدار خدا

یہ (متذکرہ) مراتب بھی صاحب تصور اسم اللہ ذات کے ہیں۔ تصور ایک تلوار ہے اگر صاحب تصور کسی کی گردن پر تصور کی تلوار سے وار کرے تو بیشک اس کی گردن کٹ جائے گی۔

تصور ایک نیزہ ہے۔ اگر صاحب تصور اس نیزہ سے کسی کے وجود پر زخم لگائے تو وہ اسی (زخم) سے مر جائے گا (خواہ وہ زخم ظاہری طور پر نظر نہ بھی آئے)۔

تصور اسم اللہ ذات مطلق تحقیق توفیق الٰہی ہے اور صاحب تصور با التحقیق ہر ملک ہر بادشاہی پر غالب ہے۔ (جس کو چاہے بادشاہی بخش دے، جس بادشاہ کو چاہے معزول کر دے)۔

تصور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی مثل (معجزات پیدا کرنے والا) ہے۔

تصور (اسم اللہ ذات) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل آگ میں گلشن بہار کے پھول پیدا کرنے پر (قادر ہے)

تصور اسم اللہ ذات) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معراج کی مثل (صاحب تصور کو لقائے الٰہی اور جواب باصواب ... مشرف کر دیتا ہے)

تصور جام جہاں نما ہے۔ (جس میں کل و جز ہر شے کا مشاہدہ کر سکتے ہیں)

تصور آئینہ سکندری ہے (جس میں کونین کو پشت ناخن پر دیکھ سکتے ہیں)

تصور سے حضرت آدم علیہ السلام کا علم۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ پ ا ع ۴
(البقرہ ا۔ ۱۳) اور ہم نے آدم علیہ السلام کو علم اسمائے کل (حروف تہجی کا علم سکھا دیا) حاصل ہو جاتا ہے

تصور ایک خزانہ ہے جس میں صاحب تصور لا یحتاج بے رنج ہو جاتا ہے۔

تصور کیمیاء ہے کل و جز کیمیاء اہل تصور کے عمل میں ہوتی ہے۔

تصور سے عامل صاحب تصرف مقرب ربّ بن جاتا ہے کامل طالب خاص تصور سے سب پر غالب آ جاتا ہے۔ اگر وہ غیب الغیب میں خدا تعالیٰ کا تصور کرے تو خدا تعالیٰ اس پر مہربان ہو جاتا ہے اور الہام سے (صاحب تصور) کے ساتھ ہم سخن ہو جاتا ہے۔ غیب الغیب کا تصور اللّٰہ تعالیٰ کی حضوری میں لے جاتا ہے۔

تصور کے یہ مراتب تصور توحیدات کو جاننے اور علم تصور کے حروف پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

تصور مرشد کی عطا ہے۔ جو وہ قربِ لقاء سے بخش دیتا ہے۔ علاوہ ازیں تصور کے (دوسرے مراتب) یہ ہیں۔

تصور طیور، تصور حضور، تصور سرور، تصور مغفور، تصور ذکر مذکور، تصور مشہور، تصور قبور، تصور باطن معمور اور تصور امور

تصور کس عمل سے جاری ہوتا ہے؟ تصور کس عمل سے تاثیر کرتا ہے؟ تصور کس عمل سے فائدہ پہنچاتا ہے؟ کس تصور سے جمعیت حاصل ہوتی ہے؟ اور وہ کون سا عمل ہے جس میں تصور سے مشرق تا مغرب ایک دم میں

دشمن کو مار ڈالیں ؟

ابیات

دم مثل دریا ہے دم کو دم سے پہچان
اہل دم کو دم سے لیتے ہیں پہچان
عالم ایک دم میں طے ہوتا ہے تمام
دم جاری ہو تو پیغمبرؑ سے ہوتا ہے پیغام
دم دل و روح مل کر ہوں خاص نور
کل مخلوقات کا دم سے ظہور
دم (کی حقیقت یہ) کہ وہ مثل ہوا
دم جو فی اللّٰہ ذات ہے دیکھے خدا

اس قسم کا اہل دم علم میں عالم ربانی اور عالم روحانی ہوتا ہے ۔ نفسانی عالم۔ زبانی عالم ۔ مطالعہ خوانی کا عالم ۔ رشوت خور ریا کار عالم۔ منصوبہ ساز شیطانی عالم(یہ سب) غیب دانی کے علم سے محروم اور عالم لاھُوت لامکاں کے علم سے بے خبر ہیں۔ان مراتب کو مردہ دل حیوانی عالم کیسے جان سکتا ہے ۔جو ہمیشہ حرص و طمع کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔

بیت

دل دلالت کرتا ہے ہمدم ارواح سے
دم سے روح داخل جسم میں حکم خدا سے

قولہ تعالیٰ۔ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر۱۴-۲۹) ہم نے بنی

آدم کے جسد عنصری میں دم کے ذریعے اپنی (مخلوق) روح پھونک دی۔ پ ۱۴ ع ۱۴

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں دو دم ہیں۔ جب وہ شخص سانس کو (اپنے وجود کے اندر) لے جاتا ہے۔تو جو فرشتہ اس دم پر موکل ہے۔ اللّٰہ تعالٰی کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے یا الٰہی اس دم کو اندر ہی روک لوں (کہ اس کی موت واقع ہو جائے) یا باہر آنے دوں۔(پس جب اللّٰہ تعالٰی کے حکم و اجازت سے) دم باہر نکلتا ہے تو جو فرشتہ اس باہر نکلنے والے دم پر موکل ہے (وہ بھی اسی طرح اللّٰہ تعالٰی کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ خداوندا اگر حکم ہو تو اس دم کو باہر ہی روک لوں) پس وہ دونوں فرشتے جو دم پر موکل ہیں ہر دم کے ساتھ بارگاہ رب العالمین میں اسی طرح عرض کرتے رہتے ہیں۔

اور جو دم اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے کسی شخص کے وجود سے باہر نکلتا ہے وہ دم وجود سے باہر نکلتے ہی خاص نور کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہ دم اللّٰہ تعالٰی کی بارگاہ میں مثل گوہر (پیش کیا) جاتا ہے ۔ اگر کونین پر ہر دو جہاں (کی ہر شے کو) ایک جگہ جمع کریں ۔ متاع دنیا ۔ (مال و دولت) اور (نعمائے) جنت کو اکٹھا کر لیں تو بھی انکی قیمت دم کے اس گوہر سے کم ہی ہوگی۔اس گوہر بے بہا کا کوئی بدل ہی نہیں۔(کیونکہ مال و دولت فنا ہونے والی ہے اور دم زندہ لا زوال ہے) ایسے فقیر کو گنج گوہر خزائن اللّٰہ کا خزانچی کہتے ہیں ۔

عارف فقیر ولی اللّٰہ ہی اس (گوہر بے بہا) کے (صحیح) قدر دان ہوتے ہیں۔ (ظاہری دنیا) عالم عیاں بھی ایک دم ہے۔جو اس دم کی (نگہبانی کرتا ہے) وہ

بے غم ہو جاتا ہے جس کسی کا دم جوہر نور (نور اسم اللہ ذات) سے آتا جاتا ہے اس کا دل بمد نظر اللہ (منظور ہو جاتا ہے) اسے اختیار دے دیا جاتا ہے کہ خواہ مخلوق کے درمیان گم نام زندگی بسر کرے خواہ مشہور ہو جائے۔

الحدیث۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔

بیشک اللہ تعالٰی تمہاری ظاہری صورتوں اور تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے قلوب اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

صاحب تصور دم نور کے دل میں قرب اللہ سے محبت۔ مشاہدہ دیدار نور انوار پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ مردہ دل (کا دم) شیطان (کے دم سے متصل ہو جاتا ہے) جس سے خطرات وسوسہ واہمات خناس خرطوم (دل پر مسلط ہو جاتے ہیں) اور ایسے دل میں حرص طمع کفر شرک تکبر خواہشات (نفسانی) پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کے ناشائستہ افعال (صغیرہ کبیرہ گناہ) اس سے سرزد ہونے لگتے ہیں۔ کدورت اور زنگار کی (کثرت سے) اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ خود خوار سے خوار تر ہو جاتا ہے۔

ابیات

ہر دم میں دو، دم ہیں ایک دم راہبر لقاء
ایک دم تو نور ہو جائے دوسرے پر قہر آلہ
(تصور ذات) والے دم کو اسرار حاصل از خدا
شیطان سے (متصل) دم سے حاصل کفرو ہوا

جس دم سے ہو دیدار حاصل اچھا اس کا نام
ایسا دم جس سے فنا ہو جاتا ہے عالم تمام
جس دم کے ساتھ روح نکلے اس (دم کو) بقاء
ایسے دم سے زندہ ہو عالم خدا
دم دل کے دائرہ میں روح ہے مگر
دم اور دل سے دیدہ دیدار کر

جان لو! کہ جو بھی غیر لا سوائی اللہ ہے اس کو دل سے دھو ڈال۔ یہ رحمت خدا، باطن صفاء، معرفت قرب لقاء، فقر ہدایت جمعیت، کی باطنی راہ ہے۔ جس کی تلقین و ارشاد سینہ بسینہ، نظر بنظر، توجہ باتوجہ، دلیل بادلیل، تصور باتصور، تصرف با تصرف، تفکر با تفکر، قلب با قلب، روح با روح، سر با سر، مشاہدہ با مشاہدہ، عین بعین، فنا با فنا، بقا با بقاء، دیدار با دیدار، اعتبار با اعتبار، یقین با یقین، توحید با توحید کی جاتی ہے۔ یہ راہ نہ تو تقلید با تقلید نہ برسم رسوم۔ نہ زبان بزبان۔ نہ گوش بگوش نہ دست بدست۔ نہ پاء بپاء۔ نہ چشم بچشم۔ نہ خشم بخشم۔ نہ قال بقال۔ نہ مسائل بمسائل۔ نہ حال بہ حال ہے۔ معرفت مطلق کی انتہا عین جمال سے مشاہدہ میں جمعیت حاصل کرنا ہے جو ہر حال میں لا زوال ہوتی ہے۔

اگر کوئی بدعتی سائل فقیر (بن کر) تم سے شراب اور نجس نجاست طلب کرے تو اس کو دے دو۔ کیونکہ تمہارے وجود میں یا تمہاری اولاد کے وجود میں یا تمہاری آل کے وجود میں یا تمہارے بیٹوں کے وجود میں یا تمہارے

طالبوں اور مریدوں کے وجود میں جو نجاست و پلیدی موجود ہو گی نعم البدل (کے قانون) سے وہ اپنے ذمہ لے لے گا۔ اس طرح (تمہارے سب متعلقین) پاک ہو جائیں گے۔

پاکیزگی اور آراستگی شریعت (پر عمل کرنے میں) ہے۔ جس سے شرم و حیا اور معرفت میں خدا تعالیٰ کی حفظ حفاظت میں سلامتی کی سعادت حاصل ہو کر تا قیامت امان اللہ (اس کی پناہ میں) آ جاتا ہے۔ اور جس راہ کو شریعت رد کر دے وہی کفر کی راہ ہے۔

شریعت کسے کہتے ہیں؟ اور کافر کسے کہتے ہیں؟

شریعت وہ راستہ ہے جس پر حضرت محمد ﷺ چلتے رہے ہیں۔ (چاہئے کہ) شب و روز حضرت محمد ﷺ کے قدم بقدم (شریعت کی راہ) پر چل کر اپنے آپ کو حضرت محمد ﷺ کی حضوری مجلس میں پہنچا دے اور نص و حدیث کا ہر علم حیات النبی ﷺ کی حضوری مجلس میں پڑھ لے۔ ایسی شریعت (کی راہ) توفیق الٰہی سے تحقیق شدہ ہے۔ جو کوئی مجلس محمدی ﷺ کا منکر اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حق کو چھپاتا ہے (کہ اس پر ایمان نہیں رکھتا) وہی شخص کافر و زندیق ہے۔

شریعت کی بنیاد فقر فقہ توحید معرفت وصال پر ہے۔ جبکہ کفر کی بنیاد دنیا (کی محبت) تکبر و غرور اور ہر قسم کے ناشائستہ امور ہیں۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّ الْکُفْرُ بَاطِلٌ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔ جان لو! کہ لمحہ بھر کے لئے ایک دم کے ذوق و شوق کی لذت با جمعیت نور حضور کا مشاہدہ اور قرب الٰہی

سے دیدار پروردگار حاصل کرنا ملک سلیمانی جیسی ہزار بادشاہی سے بہتر (اور بڑھ کر ہے) کیا تو جانتا ہے کہ قیامت کے دن جب روحانی اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے، تو دنیا داروں کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہوگا۔ بلکہ وہ سب قبلہ کی طرف پشت کئے کھڑے ہوں گے۔ ایسا اس لئے ہو گا کہ انہوں نے (دنیا میں) اللہ کے فقیروں پر کچھ خرچ کرنے کی بجائے بخل اختیار کر کے ان سے روگردانی کی ہو گی۔ اور فقیر کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھے ہوں گے۔ کوئی شخص ہرگز فقر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ (راہ خدا) میں اپنا سر کٹوا کر بے سر نہ ہو جائے۔

ابیات

اس جگہ نہ سر نہ پاء نہ جسم و تن
ہم جلیس رب اسی سے انجمن
میں نے پاء کو سر کیا اور سر کو پاء
غرق فی التوحید ہونے کی یہ راہ
بے سروں کا علم دیگر اور کلام
بے زبان ہی ہم سخن ہو ہر دوام
سر بریدہ ہو جا (سن لے) طالبا
گر تجھے شوق ہے رویت خدا
سر میں ہی وہ سر ہے جو روشن ضمیر
ہے یہی اسرار فی اللہ بافقیر

بے سروں کو سِرّ وحدت پیشوا
بے سروں کو حاصل دیدار خدا
سَر بریدہ بے سروں کا تاج ہے
بے سروں کو دائمی معراج ہے
ہر سِر میں ایک سِر ہے اسرار تمام
سِر ہی بے سر کو دکھا دے ہر مقام
بے سروں کو علم حاصل کس جگہ؟
مجھ کو ہے تعلیم علم از مصطفیٰ ﷺ
بے سروں کو زندگانی لا زوال
واردات علم از قرب و وصال
بے سروں کی سیر گاہ ہے ذات نور
بے سروں کا ورد زبان یا غفور
جذب میں زیر عتاب انکی اپنی جان
ہے جمعیت ان کی بس دار الامان
گر بے ذکر ہی ذکر ہو اور بے فکر ہی فکر
چشم باطن کھول کر دیدار کر
بے سر خدا کا دیکھنا جائز روا
سر کی ظاہر آنکھوں سے کہاں دیدار خدا
دیدہ دیدار تو نے جب دیا

دیکھنے سے غیر کے آئے حیاء

دیدہ دیدار سے رحمت دیکھو(سر بسر)

گر چشم بینا حاصل ہے اے صاحب نظر

باھُو ھُو کی دو آنکھوں سے دیکھے خدا

درمیان ھو میں (غرق ہوں) وحدت صفاء

قولہ تعالیٰ ۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جس طرف بھی رخ کرتے ہو اللہ کا چہرہ اسی طرف ہے ۔ پ۱ ع۱۴

بیت

قدرت خدا سے دیکھ انوار خدا

درمیان انوار کے کر دیدار خدا

اگر کوئی یہ کہے کہ (پر تاثیر) تصنیف شہد میں مکھن ملا کر (کھانے) والی شیریں لذت اور حلاوت کا نام ہے۔ تو ہمیں یقین ہے کہ شعراء کے کلام کی پختگی عقل سے اور ان کی بلاغت باشعور علم سے ہوتی ہے ۔ جبکہ فقراء کا علم حضوری سے ہوتا ہے۔ جس جگہ (مقام) حضور ہے شعراء کا شعور وہاں سے بہت دور ہے ۔

جاننا چاہئے کہ (فقیر باھُو) نے سالہا سال بڑی مدت تک ایسے طالبوں کی تلاش کی ہے جو توجہ کے لائق ہوتا (لیکن افسوس ایسا طالب نہیں ملا) ۔۔

توجہ کیا چیز ہے ؟ توجہ کسے کہتے ہیں ؟

توجہ ظاہر میں تو توفیق الٰہی کا نام ہے۔ اور باطن میں توجہ تحقیق یعنی (چشم

دید) گواہی کو کہتے ہیں۔

اگر صاحب توجہ کسی کافر کی طرف تصور جذب سے متوجہ ہو (اور اس کے دل کو توجہ سے ذکر کی تلقین کرے) تو کافر کا دل اس کے ہاتھ سے نکل کر بے ساختہ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے لگتا ہے۔اور اخلاص خاص کی وجہ سے اس کے (باطنی) حواس خمسہ کھل جاتے ہیں۔

اگر صاحب توجہ جذب سے اہل دنیا کے (دل کی طرف) متوجہ ہو تو اہل دنیا اسی وقت (ترک توکل اختیار کر کے) دنیا سے تارک اور (جنت سے) فارغ ہو جاتا ہے۔

اگر صاحب توجہ تصور جذب سے کسی جاہل کے (دماغ کی طرف) توجہ کرے تو جاہل کو عالم بنا دے ۔اور علم لدنی علم معرفت سے وہ عارف عیانی عارف ربانی ۔عارف لاھُوت لامکانی ہو جائے۔

اگر صاحب توجہ تصور جذب سے کسی عالم کے (دل و دماغ) کی طرف توجہ کرے تو وہ عالم اس طرح فنا فی اللّٰہ فانی ہو کر مستغرق ہو جائے کہ اس عالم کا دل تو (ذکر) اللّٰہ کرنے لگے ۔ لیکن وہ عالم ظاہر میں الف۔با کے حروف کو بھی جان پہچان نہ سکے۔اور جو کچھ رسم رسوم کل و جز کا علم اسے حاصل تھا وہ بھول جائے۔

اگر صاحب توجہ تصور جذب سے زمین پر سیر کی (نیت) سے متوجہ ہو تو آسمان و زمین میں کیمیاء اکسیر کے جتنے بھی خزانے ہیں اسے حاصل ہو جائیں۔اور جتنے بھی عامل کیمیاء گر (دنیا میں موجود ہیں) اور جملہ فقیران کامل

جن و انس فرشتے۔حیات و ممات(کے مقام میں) اولیاءاللہ سب کے سب اس کے پاس (اس کی خدمت کے لئے) حاضر ہو جاتے ہیں۔ ایسی توجہ کی ظاہری توفیق قرب الست سے اور باطنی تحقیق کا تصرف بحق رفیق ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔جس کے لئے یقین اور اعتقاد ہونا چاہئے۔

جب صاحب توجہ باطن کی طرف متوجہ ہوکر باتصرف غرق ہو جاتا اور اپنی جان فدا کردیتا ہے تو اسم اللہ کا تصوا سے وحدت کبریا میں لے جاتا ہے۔ اور وہ بارگاہ کبریاء کی نوری حضوری میں دیدار انوار سے مشرف لقاء ہو جاتا ہے۔

ابیات

نہ وہاں پر علم ہے نہ دانش نہ عقل واز
نہ وہاں پر ذکر و فکر ہے نہ آواز
نہ وہاں پر بینائی ہے نہ شنوائی نہ کچھ کہو
یہ سب تو غیر ہیں ان کو دل سے دھو
گر تو دیکھنا چاہتا ہے وحدت خدا
زندگی میں ایک بار ہو خود سے فناء
وہی عارف خدا عاشق خدا واصل خدا
حاصل تب دیدار ہو گا کر لے گا جب جان صفا

عامل فقیر اور کامل درویش کو قرآن مجید کی آیات کا تمام علم بعین العلم سے کھلتا اور بعین العلم سے نظر آتا ہے۔

بیت

ہر علم کھل جاتا ہے (باتصور) اسم ذات

جو بھی پڑھتا ہے ذات عارف کو حاصل نجات

جاننا چاہیئے کہ تصوف کا یہ علم توحید (میں استغراق) کا علم ہے۔جو اس کے یگانہ دوستوں کو نصیب ہوتا ہے۔اور وہ شخص احمق ہی ہو گا جو ایسے اہل یگانہ فقراء کو مجنون و دیوانہ کہے۔وہ ان کے مراتب حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ دنیا کے عقل منداہل ھُو(فناء فی ھُو فقراء) کو کیسے جان سکتے ہیں؟

بیت

وہ علم دیگر وہ عقل دیگر اور دیگر شعور

جس میں توجہ ذات سے ہو جائے جُثہ (نور) نور

وجود میں خوف و عبرت اور بے جمیتی کی حیرت فنائے نفس سے (دور ہوتی ہے)اور شوق کی زیادتی اور روز بروز(جذبات) محبت کاغلبہ ۔معرفت(الٰہی) مشاہدہ حضوری اور قرب(خدا) دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے ۔اور بقائے روح سے دیدار لقاء جمعیت نصیب ہوتی ہے۔

کامل (مرشد)وہ ہے جو ہر مرتبہ و (مقام)کو قرآن مجید کی آیات ربانی کے علم قال سے کھول دے۔اور معرفت وصال میں دکھادے۔حق کے یہ مراتب برحق ہیں جس سے (نور) حق از سر تا قدم(ظاہر ہوجاتا) ہے۔ اور باطل (کی سیاہی ظلمات نفس)وجود میں مردہ ہوکر(نابود ہو جاتی) ہے یہ باتصرف توجہ باطنی کی تحقیق کا خاص طریقہ ہے۔ جو کوئی ظاہر میں توجہ توفیق اور باطن میں

تو بہ تحقیق ہر دو توجہات جانتا ہے وہ اس قسم کی توجہات سے چھ سمتوں کو تصور (تصرف) سے طے کر کے کونین اپنے ہاتھ کی مٹھی میں بند کر لیتا ہے۔اور کونین کا تماشہ پشت ناخن پر کرنے لگتا ہے۔اس بات کو عجیب خیال نہ کر اور نہ ہی اس میں کوئی عیب نکال۔کیونکہ عیب (جوئی) غیبت (گوئی) شکایت (گلہ) معرفت اللہ اور ہدایت (کی راہ کو روک دیتا) ہے۔

الحدیث

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ ط جو باطن ظاہر کے مخالف ہو (اور جو ظاہر باطن کے مخالف ہو) وہ باطل ہے۔

ظاہر کس کو کہتے ہیں۔جو بے شرک اور بے ریا ہو۔

باطن کیا ہے۔غرق فنا فی اللہ باخدا ہونا۔

اگر تو سیّد ہے تو سند محمدی ﷺ حاصل کر۔

اگر تو قریشی ہے تو دل ریشی اختیار کر۔

اگر تو عالم ہے تو درویشی طلب کر نہ کہ دربدر کی پیشی۔

اگر تو جاہل ہے تو علم طلب کر وہ علم جو تجھے حق تک پہنچا دے اور حق کے سوا باطل یاد نہ رہے۔

کامل مرشد طالب اللہ کو یہ تمام مراتب توجہ سے نصیب کروا دیتا ہے۔

ابیات

بادشاہی گنج بخشی درویش ہے

بادشاہی ملک سب درویش دے

جو بھی چاہے بادشاہی ملک خدا
بادشاہی ہو عطا از حکم خدا
بردردرویش جا تو صبح و شام
تاکہ حاصل ہوں تجھے مطلب تمام
گر وہ سر مانگے تو وہ بھی پیش کر
بہر خدا درویش کی خدمت تو کر
درویش کی پہچان ہیں یہ دو صفت
اہل توحید حاصل تصرف معرفت
درویش کو ہے دائمی مجلس حضور
کیسے ہوں درویش یہ اہل غرور
وہ کہاں درویش جو دربدر پھرے
اور اپنی نسبت اہل دنیا سے کرے
درویش کی ہے صفت اہل فضل و کرم
کیسے ہیں درویش اہل صنم
غالب ہوں درویش ہوں عارف فقیر
والئے ولائیت بھی ہوں میں ملک گیر
طالب مجھ سے طلب کر مجھ سے خواہ
خود عطا کر دوں گا یا دلوادوں گااز آلہ
سن اے عالم باللہ! سن لے! اے عالم ولی اللہ (سن لے اے) غفلت شعار

نجس نجاست دنیا مردار میں غرق(دنیا دار) کہ بہت سے احمق حماقت میں گرفتار لوگ ان دو عملوں کے حاصل کرنے کے لئے (رات دن سرگرداں رہتے ہیں)حالانکہ ان کو اپنے عمل میں لانا بہت مشکل اور دشوار ہے۔

ایک عمل کیمیاء جو عامل(کامل) کے بغیر عمل میں نہیں آتا۔ دوسرا عمل معرفت قرب اللہ کا ہے جو فقیر کامل کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کہ ہر دو عملوں کو اپنے تصرف میں لا چکا ہوں۔کیونکہ یہ دونوں عمل طالب کامل کو ابتدا میں ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔

بیت

عامل بھی ہوں کامل بھی ہوں اور حق نما
رکھتا نہیں حاجت کسی کی جزُ خدا

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ جو کوئی شب و روز متوجہ بحق رہتا ہے تو کونین تمام اس کے ہاتھ میں آجاتی۔اس کی فرماں بردار بن جاتی ہے اور جن و انس تمام فرشتے مثل غلام حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں۔

اللہ بس ما سوئ اللہ ہوس

سن لے ! اے حیوان جو طالب نفس امارہ شہوات(کا بندہ ہے)۔

سن لے! اے غافل بے شعور بے خبر جو معرفت اللہ قرب حضوری سے محروم ہے۔

کہ آدمی کے(نامہ اعمال) لکھنے کے دو دفاتر ہیں ایک ظاہری اعمال(لکھنے کا دفتر)اور دوسرا باطنی اعمال(لکھنے کا دفتر)جو کچھ ہم اپنی زبان سے کلام کرتے

(یاظاہری عمل کرتے ہیں) کراماً کاتبین اس ظاہری کلام اور اعمال کو اپنے دفتر(نامہ اعمال) میں تحریر کر لیتے ہیں اور جو کچھ ہمارے دل میں نیت ہوتی ہے وہ اللہ حی و قیوم کے حضور دفتر میں ریکارڈ ہو جاتی ہے۔

پس طالب کو کیسے معلوم ہو کہ وہ ان ہر دو دفاتر کی (تحریر) سے کس طرح خلاصی حاصل کرے۔ایسا ولی اللّٰہ مرشد سے ہی ہو سکتا ہے کہ فنا فی اللّٰہ کے علم سے سبق حاصل کر کے انوار میں مستغرق ہو کر دیدار سے مشرف ہو جائے اور اس سبق کو اس طرح پڑھے کہ ظاہر میں تو زبانی اقرار ذکر کلمہ طیبؐ کرے اور باطن میں تصدیق قلبی حاصل کرلے کہ اسے گناہ و ثواب کچھ یاد نہ رہے۔اسی کو ہمہ اوست در مغز و پوست(وحدت المقصود) کہتے ہیں۔پس (زبانی)اقرار اور (قلبی)تصدیق معرفت اللّٰہ کی توفیق ہے جو طریق تحقیق سے حاصل ہوتی ہے۔جو کوئی شب و روز فنا فی اللّٰہ دیدار پروردگار سے مشرف ہے اسے اس حدیث پاک کے بموجب (محض) زبانی اقرار کی کیا ضرورت ہے۔

الحدیث:۔

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ؎ ابرار کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ کا درجہ رکھتی ہیں۔(فنا فی اللہ اہل دیدار کے لئے ذکر،فکر،مراقبہ بمنزلہ گناہ ہے۔)

مقرب کا وہ کونسا (عمل) حسنہ ہے جس میں جملہ حسنات داخل ہیں۔وہ فنا فی اللہ بقا باللہ کا عمل ہے(جس کی تصدیق)اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؎ ع ۱ ۔

شک اعمال حسنہ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔

اے طالب اللہ جان لے! اور چوں چراں کو چھوڑ کر دیدار تمام کا مرتبہ اختیار کر لے۔

طالب کے لئے عین فرض یہ ہے کہ اپنے دینی دنیاوی کام مرشد کے حکم و اجازت کے بغیر نہ کرے اور اپنے اختیار کو مرشد کے حوالہ کر کے خود بے اختیار ہو جائے۔

طالب پر یہ بھی عین فرض ہے کہ وہ مرشد سے قرب حضور دیدار انوار (کامشاہدہ) طلب کرے (ایسے) طالب کو ذکر فکر مراقبہ 'ریاضت (ذکر) مذکور کی کیا ضرورت اور (طلب) ہو سکتی ہے؟ طالب پر یہ بھی عین فرض ہے کہ اول کامل مرشد اور ناقص مرشد کی (باطنی قوت) کا تجربہ اور آزمائش کرے۔ جس طرح ایک بیوی اپنے شوہر کا تجربہ کرتی ہے وہ (مرد ہے) یا نامرد۔ (جب ایک عورت نامرد خاوند سے طلاق لے لیتی ہے تو طالب کو بھی چاہئے کہ ناقص مرشد سے علیحدگی اختیار کر لے۔)

پس کامل مرشد طالب صادق کو (فنا فی الشیخ کے تصور) سے (یا نگاہ سے) اپنا مرتبہ عطا کر دیتا ہے۔ جس سے کامل مرشد اور طالب صادق یک وجود اور متفق ہو جاتے ہیں۔ طالب صادق پہلے ہی روز زن سیرت ناقص مرشد کو تین طلاقیں دے کر اس سے جدائی اختیار کر لیتا ہے اور کامل مرشد کی تلاش کرتا ہے خواہ اس کے لئے قاف تا قاف کی راہ طے کرنا پڑے۔

جان لو! کہ باطن کی راہ میں بہت سے حجابات 'آفات اور بے شمار رنج و بلا

موجود ہیں۔

بعض نورانی حجاب سکر، سہو، قبض بسط کے ہیں۔

بعض نفسانی حجاب (نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ کے ہیں۔

بعض دنیاوی حجاب رجعت و پریشانی کے ہیں۔

بعض حجاب فرشتوں کے (مقام) و مکان کے ہیں۔

بعض حجاب مخلوقات (تسخیر جنات و موکلات) نادانی کے ہیں۔

اسی طرح حجاب شریعت، حجاب طریقت، حجاب حقیقت اور حجاب معرفت بھی (اپنے اپنے مقامات پر موجود ہیں)۔ اگر ان تمام حجابات کے مجموعہ کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد ستر کروڑ تیس لاکھ بہتر ہوتی ہے (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے)۔

اس قسم کے کل وجز حجابات (خواہ وہ) ذاتی ہوں (یا) صفاتی علمی ہوں حکماتی ہوں (یا) درجاتی، کامل مرشد (ایک ہی) توجہ ایک نظر، ایک تصور، ایک تصرف، ایک تفکر اور ایک توفیق حاضرات کُنہ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے مردہ (قلب) کو (دائمی) حیات بخش دیتا ہے اور طالب اللہ کو ایک ہی ساعت میں سب حجابات سے سلامتی سے گزار دیتا ہے اور حضوری مجلس میں پہنچا کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہدایت با ولایت کی تلقین دلوا دیتا ہے۔ اس قسم کا مرشد ہی تلقین کے لائق ہوتا ہے۔ جو ظاہر میں تو با توفیق اور باطن میں قرب اللہ سے با توفیق ہوتا ہے۔ اس کا دل (معرفت کا) دریائے عمیق اور اس کا طریقہ سچائی سے تصدیق شدہ بحق رفیق

ہوتا ہے۔

بیت

باھُوؒ مرشد ایسا ہی ہونا چاہئے رہبر خدا
طالبوں کو کردے جو حاضر حضوری مصطفیٰ ﷺ

طالب پر پہلا فرض عین یہی ہے کہ وہ (سلوک فقر) کا ضروری علم حاصل کرے۔بعد ازاں مرشد سے علم حضوری طلب کرے۔جب ایک ہفتہ مین وہ علم ضروری اور علم حضوری میں عالم باللہ ہوجائے تو اس کے بعد مرشد سے علم انوار اور علم معرفت مولٰی دیدار پرود گار طلب کرے۔

بیت

علم عین سے ہے جس علم سے روشن ضمیر
کل و جز علم عین سے ہو عالم فی اللہ فقیر

دنیاوی منصب و درجات کے (حصول) کے لئے علم کا مطالعہ معرفت اللہ سے روک دیتا ہے۔اگرچہ تمام عمر اس (دنیوی) علم کا مطالعہ کرتا رہے پھر بھی اس کا دل معرفت اللہ سے محروم سیاہ ہی رہتا ہے۔

ابیات

علم کے درجات ہیں بس ذرہ انوار ذات
علم ذات حاصل از ذات مردہ کو بخشے حیات
علم سے تو جان لے اور عین سے ہو راز بین

علم باطن راز وحدت علم ظاہر بہر دین
غرق فی التوحید فی اللہ نہ علم نہ پردہ راز
نہ وہاں پر ذکر فکر نہ وظائف نہ آواز
جان سے جان باہر نکلے وہ جان ہے نور دگر
موسیٰؑ کو قدرت نہیں نہ پہنچے اس جگہ خضرؑ
نہ فرشتہ نہ طبق نہ آواز نہ کُن الست
نہ وہاں مخلوق ہے غرق فی اللہ با پیوست

الحدیث۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسْعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ط حضور پاک ﷺ نے فرمایا میرا مع اللّٰہ کا ایک وقت ایسا بھی ہے جس میں نہ تو مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل داخل ہو سکتا ہے۔ غرق فی اللّٰہ دوام حضور کے یہی مراتب ہیں۔

کامل مرشد پر فرض عین ہے کہ طالب اللہ کو نظر کی توجہ سے ہی۔ (اس کے مقصود تک پہنچا دے) کامل مرشد ذکر، فکر ورد وظائف اور خلوت (گوشہ نشینی) میں مشغول نہیں کرتا بلکہ نظر کی توجہ سے طالب کے نفس کو قتل کر دیتا ہے اور اسے انوار (ذات) میں غرق کر کے مشرف دیدار کر دیتا ہے۔ مردود مردار نجس (دنیا) بخشنے والے مرشد تو بہت سے ہیں اور کتوں کی مانند جلاد گندگی کے طلب گار طالب بھی بہت سے ہیں۔

ابیات

مرشد کامل کو حاصل کامل نظر

طالب کامل بھی ہیں اہل از خضرؑ
مرشد اکمل بھی ہے عارف نظر
گنج بخشے طالبوں کو سیم و زر
مرشد ناقص سکھلا دے گدا
طالب اس کا سائل اور بے حیاء
مرشد غنی ہو اور ہو توفیق تر
ایسے طالب کے حکم میں بحروبر
مالک الملکی ہی ہے عارف فقیر
ہر ملک اس کے حکم میں اور وہ حاکم امیر
باھُوؒ مجھ کو غم نہیں کہ ہوں طالب مصطفیؐ
جو کوئی طالب مصطفیؐ پالے لقاء

جو کوئی یہ کہتا ہے کہ علم کے بغیر خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں کی جا سکتی (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ علم قال کے مطالعہ سے (صرف) راز کا علم ہی حاصل ہوتا ہے۔(ایسا شخص) معرفت قرب اللہ وصال کے علم باطن سے بے خبر رہتا ہے۔خدا تعالیٰ کی شناخت کے لئے ظاہری علم (بس) دلائل سکھاتا ہے۔جبکہ باطنی علم سے مردہ ذلیل زندگی سے باہر نکل کر غیب لاریب کو حاصل کر لیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ۔ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ ۱۔۲) (قرآن مجید کی صداقت) میں کوئی

شک نہیں یہ ہدایت دیتا ہے متقی لوگوں کو۔یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔(اس آیت میں خدا تعالیٰ، ملائکہ) اور دوسرے علم غیب پر ایمان لانے کا (حکم) ہے۔جو کوئی علم غیب میں عیب جوئی کرتا ہے بے شک وہ کافر ہوجاتا ہے۔جس سے علمی طور پر خدا تعالیٰ کی شناخت کی جاتی ہے(کہ وہ موجود ہے)اسی کو بے علم خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرسکتے کہتے ہیں۔

(ایمان بالغیب اسی کو کہتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات غیب میں موجود ہے یہ علم الیقین کا درجہ ہے۔)

علم لدنی (جو براہ راست منجانب اللہ لوح محفوظ سے لوح ضمیر پر القاء کیا جاتا ہے۔

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا پ۱ ع۴ (یہ حروف تہجی کا علم ہے یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو کل علوم کے اسماء کی کلیدات عطا کردیں۔علم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (العلق پ۳۰ ع۱)اپنے رب تعالیٰ کے نام سے پڑھئے جس نے(کل مخلوقات) کو تخلیق کیا اور انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔اپنے رب کریم کے نام سے پڑھئے جس نے قلم کے ذریعے (لکھنا پڑھنا) سکھایا اور انسان کو وہ علم عطا کیا جسے وہ جانتا(تک)نہ تھا۔

اورعلم وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ پ۱۵ ع۷ اور وہ علم (پڑھئے) جس نے آدم کو (جملہ مخلوقات) میں مکرم بنا دیا۔اور علم نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ

اَلْوَرِیْدِ (سورہ ق ۱۶-۲۶) اور وہ علم جس سے ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں (کی بارگاہ سے جواب صواب ملنے لگتا ہے۔)

(اس طرح باطن میں) علم معرفت توحید سے خدا تعالیٰ کی شناخت کی جاتی ہے جو کہ رسم و رسوم تقلیدی علوم سے کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

بیت

جب دیدہ دل روح و سر ایک ہوا
طالب کو پھر باعیاں دیدار خدا ہوا

اس قسم کا مرتبہ خدا تعالیٰ کا فیض و فضل عطا و بخشش ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے عطا کر دیتا ہے۔ یہ عربی حسب نسب (کے لئے مخصوص نہیں) اس کے لئے درد دل رکھنے والا حق پرست درویش ہونا چاہیے نہ کہ اپنے سیّد اور قریشی ہونے پر (فخر کرنے والا پیر)

مثنوی

بہشت کو ہرگز نہ دیکھوں یک نظر
دیدار اللہ کرتا ہوں میں بانظر
اول و آخر مجھے دیدار ہے
اسم اللہ ذات سے دل میرا بیدار ہے
میں نے اس طرح دیدار کیا بانظر
میری قوت میری قسمت دیدار ہی ہے سربسر
نور دیدار کو میں نے پایا دم بادم

اور منکر دیدار ہے اہل صنم

توحید اک دریا ہے اور میں ہوں آب جو

آب جو دریا میں گم ہے اب اسے پانی کہو

اہل دیدار (مردہ نہیں ہیں) زیر خاک

لامکان میں لے گئے وہ اپنا جسد روح پاک

اسم اللّٰہ لے گیا باللّٰہ حضور

مشرف لقاء سے ہو گیا پھر بجثہ نور

خود دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے (لقاء)

اس طرح توفیق سے حاصل کر دیدار خدا

طالب دیدار نفس وتن سے گذر

تاکہ باطنی آنکھ کھلے ہوجائے صاحب نظر

اگر کوئی شخص اپنی تمام عمر فقر و فاقہ، ریاضت مجاہدہ، ذکر فکر عبادت اور بندگی میں گزار دے تو اس تمام (مشقت) سے بہتر ہے کہ آنکھ جھپکنے یا ایک گھڑی کے لئے حضوری مشاہدہ میں مشغول ہوجائے۔ کیونکہ علم مسائل عبادت بندگی ثواب ہشیاری بھی قرب اللہ کی معرفت دیدار پروردگار سے مشرف ہونے کے لئے ہے۔ اسم اللّٰہ ذات کے (تصور) سے مشاہدات انوار کا علم کھلتا ہے۔ اسی علم سے دیدار کھلتا ہے اور دوبارہ اسی علم (مشاہدات انوار) میں واپس آجاتے ہیں۔

الحدیث اَلنِّهَایَتُ الرُّجُوْعِ اِلَی الْبِدَایَتِ ط انتہاء ابتدا کی طرف رجوع

کرنے کو کہتے ہیں۔

شرح دعوت

(اس دعوت) میں (حسب استعداد طالب) بارہ سال ایک ماہ ایک ہفتہ ایک رات دن یا ایک ساعت میں (صاحب دعوت کا) مطلب پورا ہو جاتا ہے۔ (اس دعوت سے) اگر کسی پہاڑ پر لوہے کا قلعہ بھی ہو گا مثل موم پگھل جائے گا اور اہل قلعہ لوگوں کے دل ان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے اور وہ بے واسطہ (صاحب دعوت کی خدمت میں حاضر ہو کر غلامی اختیار کر لیں گے۔) کافر (کلمہ طیّب کا اقرار کر کے) مسلمان ہو جائیں گے۔ اگر کوئی رافضی و خارجی ہو گا تو جڑ سے اکھڑ کر وطن سے بے وطن ہو جائے گا۔ ایسا صاحب دعوت اگر چاہے تو ہفت اقلیم کے بادشاہ کو معزول کر دے۔ اگر کسی کو نوازنا چاہے تو گداگر کو بادشاہی تخت پر بٹھا دے۔ اگر کوئی شخص (دنیا میں) مشرق یا مغرب کسی جگہ بھی موجود ہو گا تو وہ بے شک ایک ہی دم سے (ایک ہی دم میں) اس کی جان قبض کر لے گا۔ جس سے وہ بے جان ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص مشرق یا مغرب کسی جگہ بھی موجود ہو گا اور (صاحب دعوت چاہے) تو اسے راہ ہدایت کی تلقین کر کے اس کی قسمت اس کا نصیبہ اس کو بخش کر اسے حبیب خدا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی حضوری مجلس میں مشرف کر دیتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو طالب کو صاحب نظر کر دے۔ جس سے کونین کی ہر چیز زیروزبر اس کے حکم میں آجائے۔ (ایسی دعوت) سے (طالب) کا دم عیسیٰؑ صفت ہو جاتا ہے۔ جس سے اہل معرفت مردہ (قلب) کو زندہ کر دیتا

ہے۔ تصور کی یہ راہ دم کی توفیق (اور) باطن میں تصرف تحقیق (استغراق) سے ان دو اسماء سے جاری ہوتی ہے۔ وہ اسماء یہ ہیں۔
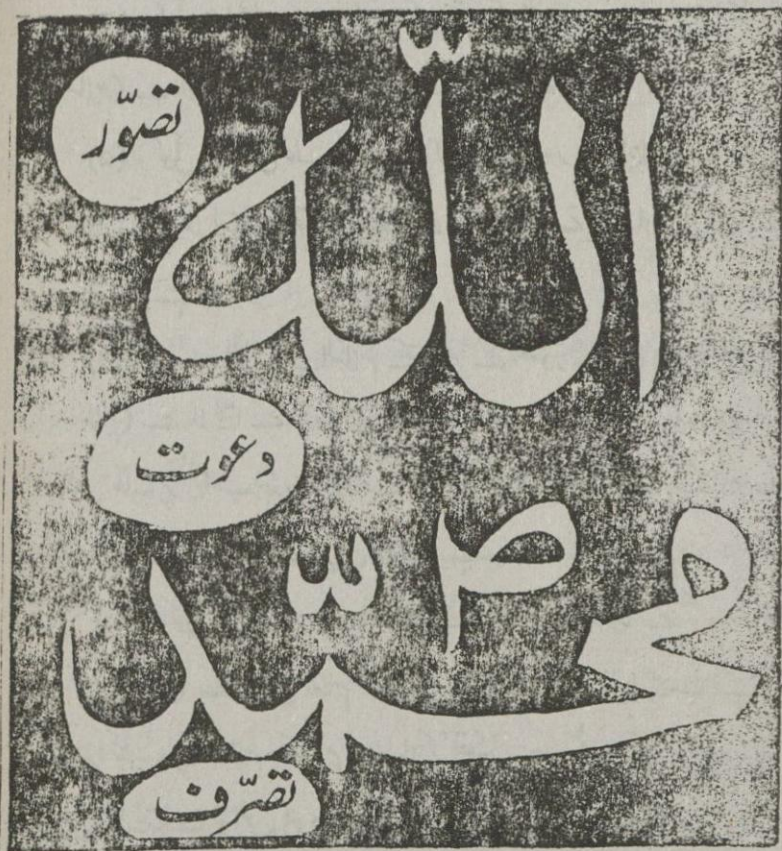
(۱) جو کوئی روح محمد ﷺ (یا اسم محمدؐ) کو تصور سے دم میں پکڑ لیتا ہے وہ (استغراق) سے اصحاب کبارؓ اور مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

(۲) جو کوئی اسم فقر کو تصور سے دم میں پکڑ کر (استغراق) میں چلا جاتا ہے۔ سلطان الفقرا حاضر ہو کر (فنافی اللہ بقا باللہ) میں داخل کر دیتا ہے۔

(۳) جو کوئی اپنے شیخ کے اسم کو تصور سے دم میں پکڑ کر (مستغرق) ہو جاتا

ہے۔ شیخ حاضر ہو کر اپنے مرید کی دستگیری کرتا اور ہر منزل ہر مقام) پر پہنچا دیتا ہے۔

(۴) جو کوئی جبرائیل علیہ السلام کے اسم کے تصور سے اپنا دم (جبرائیل علیہ السلام) سے ملا دیتا ہے تو اسے الہام ہونے لگتا ہے۔

(۵) جو کوئی میکائیل علیہ السلام کے اسم کے تصور سے اپنا دم (میکائیل علیہ السلام) سے ملا لیتا ہے تو اسی وقت وہ حاضر ہوجاتے ہیں اور باران رحمت برسنے لگتی ہے۔

(۶) جو کوئی اسرافیل علیہ السلام کے اسم کے تصور سے اپنا دم (اسرافیل علیہ السلام) سے ملا لیتا ہے تو وہ اسی وقت حاضر ہوجاتے ہیں۔ اب وہ اسی دم سے جس ملک پر غضب جذب کرتا ہے وہ ملک اسرافیل علیہ السلام کے دم سے فنا اور قیامت تک کے لئے ویران ہو جاتا ہے۔

(۷) جو کوئی عزرائیل علیہ السلام کے اسم کا تصور کرتا ہے تو وہ حاضر ہو کر (اپنی آمد) کے متعلق الہام کرتے ہیں (اور صاحب دعوت) جب اپنے دم کو عزرائیل علیہ السلام کے دم سے ملا کر تصور سے دشمن کے (دم) کو اس دم میں پکڑ لیتا ہے تو اس کی جان قبض کرلیتا ہے۔ (لیکن دعوت کا یہ عمل معمولی رنجش پر شروع نہ کردینا چاہئے) اس عمل سے صرف چار قسم کے موذی لوگوں کو قتل کرنا عین ثواب ہے۔

اول = موذی نفس

دوم = وہ ظالم جو مومن مسلمانوں کو آزار پہنچاتا ہو۔

سوم = موذی کافر (جو خدا اور رسولؐ کا دشمن) ہے۔

چہارم :۔ وہ موذی جو دین محمدی ﷺ سے برگشتہ ہو کر علمائے عامل اور فقرائے کامل کا دشمن بن گیا ہو۔

جو کوئی قرآن مجید سے اس قسم کی قبول (بارگاہ) دعوت پڑھنا نہیں جانتا اور تصور تصرف سے حضوری میں دعوت دم پڑھنے کے (سلوک) سے آگاہ نہیں وہ شخص احمق ہے۔

دعوت پڑھنا، اسے جاری کرنا اور اپنے عمل میں لانا۔ نفس کو کشتہ کرنا، عامل کامل کے لئے بے رنج بے ریاضت ایک ساعت میں حاصل کرنا آسان کام ہے۔ لیکن معرفت (الٰہی) مشاہدات سِرّ زیر زبر طبقات از عرش تا تحت الثریٰ، لوح محفوظ کا مطالعہ اور قربُ توحید اللہ کے انوار سے مشرف دیدار ہونا ناقص کے لئے بہت ہی مشکل اور دشوار ہے جبکہ کامل، مکمل، اکمل، جامع جمعیت مرشد کے لئے طالب اللہ کو ایک دم میں اس کے جملہ مطالب ذات صفات کے درجات تک پہنچانا آسان کام ہے۔ اس قسم کی ہدایت علم کیمیا اکسیر (تصور اسم اللہ ذات) اور علم دعوت تکسیر (دعوت القبور) جو مطلق غنایت ہے کی قید میں ہے۔ غنایت فیض فضل اللہ کی راہبر ہے۔ (اسی لئے کہا گیا ہے) الغنائیت من الھدایت غنائیت ہدایت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ط اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ پ۱۶ ع۱۱

۔ قولہ تعالیٰ ۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ط (والضحی ۳۰۔۸) ہم نے آپؐ کو حاجت مند پایا پس غنی کر دیا۔ پ۳۰ ع۱۵

اس قسم کے عنائیت، ہدایت، ولائیت، غنائیت کے مراتب مرشد تصور اسم

اللہ ذات سے دکھادیتا اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ﷺ کی کُنہ سے کھول دیتا ہے۔ یہ مراتب معرفت وصال کل کے ہیں۔

بیت

گر چشم بینا رکھتا ہے طلب مجھ سے کر نظر
نظر میری بہتر ہے از سیم و زر

عارف باللہ اہل وصال فقیر کو غنائیت و ہدایت و ہم وحدت خیالی لااوبالی کو ہردم میں جگہ اور مکان دوسرا ہے۔ خیال دوسرا ہے جہاں دوسرا ہے، بیان دوسرا ہے زمان دوسرا ہے۔ حال دوسرا ہے قال دوسرا ہے احوال دوسرا ہے، حجاب دوسرا ہے، طلب دوسری ہے طاعت دوسری ہے۔ ذکر مذکور دوسرا ہے فکر حضور دوسرا ہے، تجلی انوار دوسری ہے، مشرف دیدار دوسرا ہے مشاہدہ دوسرا ہے۔ معراج دوسرا ہے، فنا دوسرا ہے بقا دوسرا ہے۔ فقر کے ان مراتب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام بھی نہیں پہنچے۔

الحدیث۔ اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَمِثْلِ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ؕ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں اور امت کے یہ علماء روشن ضمیر فقیر ہیں۔

بیت

تصور سے کیا حاصل ہر مقام
اور تصرف سے ہوا فقرش تمام

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب فقر اختتام پذیر ہوتا ہے تو اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔ (ماسوی اللہ سے مکمل طور پر فارغ ہوجاتا ہے۔)

ابیات

نفس کی صورت کہو سیرت نما
نفس امارہ ہے کافر و بے حیاء
نفس صورت دیو سیرت جن خبیث
منکر از توحید قرآن و حدیث
مطمئنہ نفس طاعت میں اگر
انبیاء و اولیا صاحب صبر
نفس کی پہچان کر اے صاحبا
اس کی رفاقت کر اسے رہبر بنا
نفس قلب روح تجھ کو سب حجاب
یہ مراتب اولیاء کو ہیں خطاب
ہر دم جنازہ پڑھتا رہ تو نفس کا
حاصل اس نماز سے وحدت خدا
نفس و قلب و روح سے آئے آواز
بخش دیتی ہے حضوری یہ نماز
اس مراتب والے کا ہو دل صفا
ہو عطا یہ عارفوں کو از خدا
قلم سے پوچھا ہوئی کیوں روسیاہ
میری روسیاہی کا باعث تیرے گناہ

مرتبوں کو چھوڑ وحدت حاصل کر
عین باعین ہے ناظر بانظر
غرق فی اللہ کوکہیں وحدت حضور
طالبوں کو مرشد پہنچائے بالضرور

علم معاملات اور علم عبادات (ہر دو علوم سے)مردہ دل کبھی زندہ نہیں ہوتا۔یہ بھی بہشت بہار کے درجات ہیں جو معرفت دیدار کے علم سے بے خبر(کے مراتب ہیں)قرب اللہ کا دقیق (مشکل) علم تصوف باتوفیق ہونے سے حاصل ہوتا ہے اور دیدار انوار کا حضوری علم(تصور)نور ذات سے تحقیق ہوتا ہے۔

ابیات

فقر علم تحقیق در توفیق تن
میں فقیر کامل ہوں نہ لاف زن
کل وجز میری نظر میں ناظر ہوں میں
مصطفیٰ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوں میں
کعبہ میرا دل ہواکعبہ خدا
میں باحضوری حاضر ہوں اہل از لقاء
جلدی سے طالب طلب کر مطلب
نظر سے روشن کروں تیرا قلب

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ نفس کو کشتہ کرنا اور کیمیاء ہنر سے سیماب کو

کشتہ کر کے سیم و زر بنانا، بے عمل اور ناقص کے لئے بہت مشکل و دشوار ہے۔ کامل کے لئے نفس کو کشتہ کر کے معرفت اللہ او روشن ضمیری حاصل کرنا اور کیمیا ہنر سے سیماب کو کشتہ کر کے اکسیر بنانا (نہایت آسان ہے) وہ ایک گھڑی بھر میں طالب صادق کو (ان ہر دو علوم) سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔ کامل کے لئے ایسی فیض بخشی آسان کام ہے۔

تصور تحقیق وہی شخص جانتا ہے جو کل و جز مخلوقات، اولیاء اللہ مومن مسلمانوں کی ارواح کو اپنے سامنے حاضر کر سکتا ہے۔ تصور توفیق وہی شخص جانتا ہے جو جنات اور ملائکہ کو اپنے سامنے حاضر کر سکتا ہے۔

جو کوئی (ان ہر دو تصورات) کا عامل اہل حاضرات ہے اور روحانیت اہل قبور پر غالب اور تصرف رکھتا ہے۔ جو کوئی ان میں سے ہر عمل میں عامل کامل ہے اس کا وجود ہی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ وہ ہر طریقہ کی دعوت باتوفیق ہو کر پڑھتا ہے۔

منتہی کامل اکمل مکمل (فقیر) کی دعوت کی شرح یہی ہے کہ ایک دم اور ایک قدم پر ہر مشکل کو حل کر دیتا ہے۔ اگرچہ ملک سلیمانی کو اپنے قیدوبند (قبضہ) میں لانا ہی مقصود کیوں نہ ہو۔ یہی (دعوت) کی تمامیت اور اسکا اختتام ہے۔

ابیات

شہسوار ہوں میرے ہاتھ میں ہے ذوالفقار
قتل موذی کررہا ہوں اہل الکفار

دعوت کو جو پڑھتا ہے ایسے مگر
حکم میں اس کے آ جائیں سب زیروزبر
ان مراتب کا اہل کامل فقیر
یہ مراتب ان کے جو ہیں اولیاء روشن ضمیر
گر پڑھوں دعوت کو از جذب وقہر
قتل کردوں موذی کو بایک نظر
توجہ کی تلوار سے میں کاٹ لوں ان کا سر
رابعہؒ و بایزیدؒ سے یہ توجہ بہتر
باتصور دعوت ہے پاک دم بس
کیسے اس کو پڑھ سکیں اہل ہوس
جو کوئی دعوت پڑھے گا بانظر
لوح کا مطالعہ کرے مثل خضرؑ
دعوت قرآن پڑھے جب قدرداں
اہل دعوت ہو جائے گا باعیاں
دعوت سے وحدت طلب کر راز لے
طرفہ زد میں کام ہو عارف ولے
دعوت ہے وہ کیسی جو ہو خودفروش
دم سے ہودعوت اور دل سے خروش
باھُوؒ! بہر از خدا دعوت نماء
منصب دلا دوں تجھ کو میں از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دم کہ جو دیدار دیکھے از لقاء
مجھ پہ ہوگا مہربان میرا خدا
دم کہ جس میں دیکھ لے تو مصطفیٰؐ
اس سے تب ناصل ہوں گے جملہ اصفیاء
دم کہ جو دیدار سے لے بہر حق
خادم ہو مخلوق اور جملہ خلق
دم کہ جو دیدار گیرد از ملک
فرشتے بھی حاضر ہو جائیں از فلک
دم سے جس کی دعوت ہو جائے رواں
اس کے تصرف میں آ جائیں کل جہان
دعوت لاسلب ولا رجعت باکمال
عارف واصل پڑھیں یہ لازوال
دعوت دم جو نہ جانے لاف زن
عاقلوں کو کافی ہے بس یہ سخن

شرح تصور اسم اللّٰهذات و شرح مست فقر اہل توحید و مست فقیر اہل تقلید

کامل مست فقیر نظر کی توجہ سے طالب اللہ کو حضوری (حق) میں پہنچا دیتا ہے۔ اور طالب کو اس کا ہر مطلب اللّٰہ تعالیٰ سے دلوا دیتا ہے۔

طالب مست فقیر سے تین قسم کا سبق پڑھتا ہے۔ جس سے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔

اول سبق علم مطالعہ موت کا ہے۔

قولہ تعالے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ پ ع) ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (فقیر کو چاہیئے کہ لا اِلٰہ کو نفی کی کنہ سے واردوجود کر کے معنوی موت سے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مقام حاصل کر لے)

دوم سبق علم مطالعہ معرفت کا ہے۔

عالم باللّٰہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ قولہ تعالیٰ ۔اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ (روز الست جو وعدہ کیا تھا آج بھی الا اللّٰہ کی معرفت میں مستغرق ہو کر قالو بلٰی کی تصدیق کر لیں۔) پ۱ ع۵

سیوم سبق علم مطالعہ مشاہدہ حضور انوار نور کا ہے

قولہ تعالیٰ: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (الیٰ آخر) (النور ۱۸-۳۵) اللّٰہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق ہو........... آخر تک.......

چاہیئے کہ تصور نور اسم اللّٰہ ذات سے مراقب ہو کر نور

انوار کا مشاہدہ کر کے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جس طرف بھی رخ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا چہرہ اسی طرف ہے (کا مقام حاصل کرلے۔)

بعض طالبوں کو تصور اسم اللہ ذات کے مشاہدہ محبت، معرفت انوار حضوری توجہ اور غرق ہونے سے خواب میں کھل جاتے اور مشرف دیدار ہو جاتے ہیں۔ عین بعین نظر آنے لگتا ہے ایسے طالب کو چاہئے کہ شب و روز اس قسم کے خواب کو اختیار کرلے۔ کیونکہ اس کی خواب عبادت اور عین ثواب ہے اور ایسی نوم العروس خواب غفلت حجاب ظلمات کے پردہ کو دور کر دیتی ہے۔ الحدیث۔ یَنَامُ عَیْنِیْ وَ لَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا

بعض طالبوں کو تصور اسم اللہ ذات سے محبت۔ معرفت، مشاہدہ انوار غرق انوار فی اللہ دیدار کے مراتب مراقبہ چشم پوشی خون جگر نوشی میں کھل جاتے ہیں۔ اور عین بعین نظر آنے لگتا ہے۔ ایسے صحیح مراقبہ والے کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنا سر مراقبہ سے نہ اٹھائے کیونکہ اس کا مراقبہ بالیقین و با اعتبار محرم اسرار پروردگار (کا مراقبہ ہے)

بعض طالبوں کو تصور اسم اللہذات سے مشاہدہ، معرفت، محبت معراج باعیان (کھلی آنکھوں) سے ہوتا ہے کیونکہ عین عیانی (طالب) ساکن لاھُوت لامکان ہوتا ہے۔ وہ باتوفیق غرق ہو کر بالتحقیق مشرف دیدار اور مستی میں (ڈوب جاتا) ہے۔ اور اس کی نظر میں دنیا اور عقبیٰ دونوں خوار ہوتے ہیں۔

بعض طالبوں کو تصور اسم اللہذات سے محبت، مشاہدہ سر کی آنکھوں سے

کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اہل معرفت مشرف دیدار کے مراتب راز کے (مراتب) ہیں۔وہ دنیا میں لا یحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

بیت

جس نے دیدار خدا کا سبق پڑھا
وہ زندگی میں مطلقاً مردہ ہوا

الحدیث۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا ؂ مرنے سے پہلے مر جاؤ

الحدیث۔۔ اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ ۔ یُحْیِی الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْسَ ؂ شیخ مارتا اور زندہ کرتا ہے وہ نفس کو مردہ اور قلب کو زندہ کر دیتا ہے۔ جو کوئی یمیت النفس کے مرتبہ کو پہنچ کر ہمیشہ کے لئے دیدار پروردگار سے مشرف ہو گیا۔ اس کے وجود میں نہ ہوا رہے گی نہ ہوس اللہ بس مع اللہ پیوست (اس کا مقام ہو جاتا) ہے۔ الست کے مراتب کے یہی مراتب ہیں۔

ابیات

مست کو ہشیار کرتا ہے حضور
کیسے ہیں یہ مست احمق بے شعور
مستی کا یہ مرتبہ قرب از خدا
کیسے ہیں یہ مست احمق بے حیاء

مستوں کی بھی چند اقسام ہیں۔

بعض مست صاحب توفیق

بعض مست باطن تحقیق

بعض مست اہل زندیق

بعض مست اہل توفیق آئینہ صفا زندہ قلب روشن ضمیر ہوتے ہیں۔

بعض مست اہل روح رحمت اللہ روح (سے مشرف) ہوتے ہیں۔ان کے وجود کا ہر بال تسبیح کرتا ہے اور وہ صحیح طور پر دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ نفسانی شیطانی ہوائے نفسانی سے مست لوگ قرب خدا کی مستی سے بہت دور ہوتے ہیں۔

بیت

بے شعوروں کو کہاں ہو حق حضور
کیسے ہوں صاحب حضوری اہل غرور

ہشیار مست۔ دیدار مست در طلب دنیا مردار مست ۔ نظارہ مست غرق توحید فی اللہ پروردگار مست۔ اہل ریا اہل زنار مست گاؤ عصار مست۔ گناہ گار مست ہزار میں کوئی (ایک مست) ہی راہ راستی پر جان قربان کرنے والا ہو گا۔

بیت

مست محرم معرفت عارف صفت
مست محو معرفت با حق (مست)

مستی کے مرتبہ کو حاصل کرنا بہت سخت دشوار اور مشکل کام ہے مستی جو اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے وہی بالیقین و بااعتبار ہے۔ مست کو ورد وظائف ذکر فکر مراقبہ سے کیا کام ہے ۔ مست کا وجود اس کے ساتوں اعضاء

سر تا قدم تمام نور ہوتا ہے۔اور مست کے ہر سخن سوال کا جواب اللہ تعالیٰ کی حضوری سے ہوتا ہے۔

بیت

میں مست ہوں محرم ہوں عارف ہوں اہل ازکرم
مست کو ہر گز نہیں ہے کوئی غم

قادری طریقہ کا طالب مرید فقیر نفس پر امیر ہوتا ہے۔ اگر کسی دوسرے خانوادہ والا ایسی مستی اور فقر کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا کذاب اور لاف زن ہے۔ جو ہمیشہ خراب ہوتا ہے.جو کوئی حق سے پیوست ہو جاتا ہے رات دن اس کی آنکھوں میں نیند نہیں آتی ۔ایسا اس لئے کہ اس کی دونوں آنکھوں میں دو چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ جس سے تجلی نور کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ یہ لازوال مراتب ہیں جو کہ ایسے فقیر کو انتہاء میں معرفت مطلق وصال بعین جمال حاصل ہو جاتا ہے۔ جس سے روز الست کا مرتبہ نصیب ہو کر عارف واصل اولیاء ولی اللہ مست عاشق بن جاتا ہے۔

شرح فقر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ۔فقر کی اصل تو وصل سے ہے اور فقر کی بنیاد اور فتح دَعْ نَفْسَکَ وَ تَعَالٰی اپنے نفس کو چھوڑ دے اور چلا آ میں ہے۔ جس سے الا اللہ کی معرفت میں باجمال ہو کر قرب حضوری وصال مشاہدہ دیدار باجمال نصیب ہو جاتا ہے۔

بیت

نفس کو دے چھوڑ اور طالبا تو آ
گر تجھے طلب ہے رویٔت خدا

قولہ تعالیٰ۔ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط وہ (کفار اور کفار خصلت نفس) کو فی سبیل اللہ قتل کرتے ہیں۔ پ ۱۱ ع ۲

وہ کونسا علم ہے کہ جس کو ایک بار پڑھنے سے ہی بے ریاضت نفس کو چھوڑ سکتے ہیں۔وہ تصور اسم اللہ ذات کا تحقیقی علم ہے جو (محض) عنایت ہے۔ اور تصور اسم اللہ ذات سے ایک ساعت ایک لحظہ میں توحید میں (غرق) اور دیدار پرودگار سے مشرف ہونا ثابت ہے۔ اور یہ دونوں عمل عامل کامل کو حاصل ہوتے ہیں۔ جان لو! کہ فقر کے تین حرف ہیں اور ہر حرف کو اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا عزت اور صد ہا شرف عطا کئے ہیں۔

الحدیث۔۔ اَلْفَقْرُ وَ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ وَ مِنِّیْ ط فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فقیر جو معرفت مولیٰ دیدار کے لائق ہوتا ہے اسے (ان تین حروف) کے آثار سے ہی پہچانا جا سکتا ہے۔ "ف" "ق" "ر"

حرف "ف" (فقر سے) فقیر پر فرض عین ہے۔ کہ اس کو فنائے نفس بقائے قلب۔ لقائے روح اور شفائے بدن حاصل ہو اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کا ہم مجلس اور ہم انجمن ہو۔

حرف "ق" (فقر سے) فقیر کا قالب قبر کی (مثل ہو) اس کا قلب قرب اللہ سے (زندہ ہو)۔ وہ نفس کو قتل کرنے اور اس پر قہر کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ رو بقبلہ سجدہ میں رہتا ہے۔ اس قسم کا "ق" قواعد فقر کا پہلا قاعدہ ہے۔

اور حرف "ر" سے روئیت رب العالمین سے مشرف حق الیقین پر فائز ہوتا ہے۔جس سے وہ شیطان لعین پر غالب ہو جاتا ہے۔ فقیر کے وجود میں عدل کا قاضی حق شناس 'امانت دار منصف بن کر جب محاسبہ کرتا ہے تو (فقر) کے دو گواہ طلب کرتا ہے۔

ایک ادب دوسرے حیاء (ان دو خوبیوں سے سے فقیر کی شناخت کی جاتی ہے) ایسا فقیر کامل مرشد کی مدد سے قرب حق تعالیٰ کے ان اعلیٰ مراتب پر پہنچ جاتا ہے او جو کوئی دنیا کی طمع و حرص اور دنیا کی لذت میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ فقر قرب اللہ کے اس مقام سے گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اسے عاق کر دیا جاتا ہے۔

حرف "ف" (فقر) سے اس کو فرعونی فضیحت

حرف "ق" سے قارون والا قہرخدا

حرف "ر" سے رد مردود مثل ابلیس خبیث ہو جاتا ہے۔

بیت

ہو اگر اثبات قدم تو فقر ہے بس دو قدم

سر کو پا جو کر لیا پھر کیسا غم

فقیر دنیا سے ایک قدم اٹھا کر عقبیٰ میں رکھ دیتا ہے۔اور توکل کے ساتھ عقبیٰ سے قدم اٹھا کر آدھے قدم سے معرفت توحید اور آدھے قدم سے فقر تمام کے مرتبہ کو طے کر لیتا ہے(اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه)(حاصل کرلیتا) ہے۔

بیت

دنیا کو دے چھوڑ عقبیٰ نا پسند

دونوں کو دے چھوڑ عارف ہوشمند

علم تصوف کے صاحب تصنیف کو چاہیئے کہ اول (تصوف) کے ہر علم کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لا کر اس کا معائنہ تجربہ اور آزمائش' امتحان کر لے۔ تا کہ اس علم سے پریشان ہو کر رجعت نہ کھا جائے۔ اسکے بعد ہی کوئی کتاب رقم رقوم مرقوم اور تحریر تصنیف کرے۔ میں نے اول تصور اسم اللّٰہذات کی قوت کی توفیق اور (ظاہری علم حاصل کر کے) باطن میں تحقیق سے اس علم کامقابلہ اور تکرار علم ذکر اللّٰہ سے کیا ہے۔ یا ذکر کے ساتھ (مقابلہ یا تکرار) محمد رسول اللّٰہ ﷺ کے ساتھ کیا ہے۔ ذکر مذکور کے ساتھ (اپنے علم کامقابلہ اور تکرار) حضور پاکؐ ﷺ کے جمیع اصحاب رضوان اللہ علیہ کے ساتھ کیا ہے۔ اور ذکر مذکور سے (اس علم کا مقابلہ و تکرار) جمیع مجتہدان سے بھی کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے حضور نظر منظور ہونے کے بعد ان کی اجازت اور حکم سے اس کتاب کو مخلوق خدا (کے فائدے کے لئے) ظاہر اور مشہور کیا ہے۔ جو کوئی اس کتاب کو اخلاص سے پڑھتا ہے اسے ظاہری مرشد کی دست بیعت اور اس سے تلقین حاصل کرنے کی کوئی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ دینی اور دنیاوی ہر کام اس سے پورا ہو جاتا ہے۔

بیت

ہر علم کو عمل میں لایا ہوں میں

ہر علم کو معرفت سے پایا ہوں میں

ابیات

گر تو طالب ہے طالب بن دیدار کر
نفس کو دے چھوڑ اور دیدار کر
گرتوطالب ہے طلب اللّٰہ کر لقاء
نفس کو دے چھوڑ اور کر رویت خدا
گر تو طالب ہے اور طلب ہے مجلس نبی ﷺ
نفس کو دے چھوڑ اور دین پر تو ہو جا قوی
نفس کو دے چھوڑ اور تقویٰ کو لے اپنا
تا کہ ہو فی اللّٰہ فنا عارف خدا
گر تو طالب ہے اور طالب علم ومعلوم
اسم اعظم یاد کر حیّ و قیّوم
گر توطالب ہے اور طلب ہے ملک فلک
یا حضوری حاصل کر ملک فلک
گر تو طالب ہے اور طلب ہے کشف و قبور
باتصور اسم اللّٰہ ہو حضور
گر تو طالب ہے طلب تیری طے کرنا زمین
نفس کودے چھوڑ عارف راز بین

نفس کو کس عمل سے چھوڑیں مدام
با تصور غرق ہو جا صبح و شام
جو بھی چاہے فقر لا یحتاج کی راہ
ہو تصور اسم اللہ سے فناء
ہر علم ہر حکمت کا ہے یک سخن
با تصور حاصل کر لے راز کُن
کُنہ کُن سے میں دکھاتا ہوں خدا
طالبوں کو میں پہنچادوں در حضوری مصطفیٰ ﷺ
باھُوؒ مرشدے توفیق ہوں تحقیق تر
طالبوں کو کر دوں حاضر با نظر

مرشد وسیلہ وہی ہے جو ایک دم اور ایک قدم پر طالب اللہ کی دستگیری کرکے اسے حضوری میں پہنچادے۔اور مرشد وسیلہ حضوری وصال کے علاوہ کوئی دیگر راہ نہیں جانتا اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔

جان لو! کہ علم تصوف ربانی کی اس تصنیف کے مطالعہ اور کلمات پڑھنے سے کُنہ کُن کو حاصل کرلے گا۔ اور علم تصور کی اس تصنیف کی تاثیر سے اس کے پڑھنے والا روشن ضمیر ہو جائے گا۔اسے (باطنی آنکھوں کی بینائی) قلب کی صفائی روح کی یکتائی اور راہ نمائی حاصل ہو جائے گی۔

علم تصوف کی اس تصنیف میں سے اگر کوئی (صرف) قال کو

پڑھنے والا ہو گاتو بھی بیشک اسے معرفت میں حضوری مشاہدہ اور قرب میں معراج وصال حاصل ہو جائے گا۔ اور وہ کونین کا تماشہ کرنے والا اور اس کے احوال سے واقف ہو جائے گا۔

مثنوی

قال و حال سے گزر جا اور چھوڑ دے وہم و خیال
ہے یہی توحید مطلق ہے یہی قربش وصال
کس طرح دیدار ہو گا؟ کیونکر ہو روئیت خدا
ہے تصور ذات سے دیدار اللہ کا روا

مطلب یہ کہ قرآن مجید کا علم اور جو کچھ علم علوم(اسم) حیّ و قیوّم سے حاصل ہوتے ہیں۔ نص و حدیث کا علم۔ لوح محفوظ کا علم ۔عرش و کرسی کا علم۔ماہ تا ماہی کا علم۔ سر اسرار پروردگار غیب کا علم چنانچہ حکم امر قلب نفس۔روح ،حکمت، حکم اللہ کل و جز مخلوقات اٹھارہ ہزار عالم کا علم توریت، انجیل، زبور کا علم ۔ہر چہار اسم اعظم کا علم(یہ سب علوم)اسم اللہ ذات کی طے میں کھول دے۔ اور طالب اللہ کو عین بعین دکھا دے اور یہ جائز بھی ہے کیونکہ اسم خدا اسم اللہ ذات میں ہے جو خدا تعالیٰ کی توفیق تحقیق اور بخشش سے عطا ہوتا ہے۔

ازل کے احوال کا تماشہ۔ابد کے احوال کا تماشہ۔ عقبیٰ بہشت کے احوال کا تماشہ۔اور وہ خاص علم جس سے لامکان میں اللہ سبحانہ

کے راز کی آگاہی نصیب ہوتی ہے۔ اور عین عیان سے مشرف لقاء ہو جاتے ہیں بھی اسم اللّٰہ ذات کی طے میں ہے۔

مکمل اکمل مرشد وہی ہے جو اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے طے (کی راہ) کھول دے اور تصرف سے طالب اللّٰہ کو (یہ سب کچھ) دکھا دے۔ بے شک راستی کی راہ اسم اللّٰہ ذات (کے تصور) کی توفیق ہے۔ کیونکہ اسم اللّٰہ ذات بالتحقیق لا زوال ہے۔

جامع مرشد طالب اللّٰہ کو جمعیت بخش دیتا ہے۔ کیونکہ دین و دنیا کے خزانے اور اللّٰہ تعالیٰ کے ان خزانوں کی معرفت اسم اللّٰہ ذات کما طے میں ہے۔ نور الھدیٰ مرشد اسم اللّٰہ ذات کی طے کھول کر طالب اللّٰہ کو باتوفیق کر دیتا ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ کی معرفت کی خزانے عطا کر کے اسے دکھا دیتا ہے۔ اور تحقیق کرا دیتا ہے۔ یہ کاملین اور اہل اللّٰہ کی راہ ہے۔ اور ولی اللّٰہ کے ہاتھ میں اس (طے کی) کلید ہوتی ہے۔ جب بھی وہ اس چابی کو اسم اللّٰہ ذات کے قفل میں ڈالتا ہے۔ تو اسے کھول لیتا ہے۔ وہ طالب اللّٰہ کو ہر طریقہ اور ہر مشکل علم بخشش و عطاسے طے کروا دیتا ہے۔ جس سے طالب علم عمر بھر کے لئے لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ اور کبھی غلطی نہیں کھاتا۔ (اور یہ حدیث پاک بھی ہمیشہ مد نظر رہے)

الحدیث۔ اِسْمُ اللّٰہِ شَیْئٌ طَاھِرٌ لَا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاہِرٍ کہ اسم اللّٰہ پاک ہے اور نہیں قرار پکڑتا سوائے

پاک مکان کے

اولیاء اللّٰہ کی قبور پر دعوت پڑھنے کا حضوری علم جس سے علم کیمیا اکسیر (اور) تکسیر حاصل ہوتا ہے وہ بھی اسم اللّٰہ ذات کی طے میں ہے۔ عارف مُرشد طے اسم اللّٰہ کھول کر دکھا دیتا ہے۔ جس سے روحانی اپنے روحانی جثہ کے ساتھ اپنی قبر سے باہر آ کر (صاحب دعوت) سے ہم مجلس اور ہم سخن ہو جاتا ہے۔ اور روحانی سے ہر حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

یہ بھی جان لو! کہ (فقیر باھُو) ایک مدت اور سال ہا سال سے طالبوں کی طلب میں رہا ہے۔ لیکن کوئی ایسا طالب جو وسیع حوصلہ رکھتا ہو اور صادق الیقین لائق تلقین ہو نہیں ملا۔ کہ جسے اللّٰہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی خزانوں کا تصرف اور بے حساب دولت و نعمت حسب (شرعی) نصاب اسے بخش اور عطا کر کے ان تبرکات کی زکوٰۃ ادا کر کے فارغ ہو جاؤں اور اللّٰہ تعالیٰ کا حق اپنی گردن سے ساقط کر دوں۔ کیونکہ مجھے اللّٰہ تعالےٰ نے اپنے لطف و کرم فیض فضل سے کامل و اکمل و جامع نور الھدیٰ مرشد کے مراتب عطا کئے ہیں۔

خدا تعالیٰ تک رہبری کے لئے (فقیر باھُو) ہر وقت تیار ہے۔ جب بھی کوئی عالم فاضل معرفت مولیٰ کے لائق۔ غرق فی اللّٰہ دیدار کا طالب آتا ہے۔ تو اسے ایک گھڑی میں توجہ سے حضوری میں پہنچا

دینا میرے لئے کون سا مشکل کام ہے۔
دنیا مردار کے طالب تو بے شمار ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ جو فقیر صاحب گنج اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے خزانچی اور صاحب تصرف ولی اللہ عارف باللہ ہمیشہ نورانوار (ذات) کے مشاہدہ کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق رہتا ہے۔اور اپنے پرودگار کے ساتھ اخلاص اور قرب حضور سے اس کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ ایسے فقیر کی سخاوت اور تصرف خزانہ دولت کے لئے دنیا بھر کے لوگ امیدوار ہوتے ہیں۔پس فقیر کسی وقت بھی ۔ذکر اللہ (استغراق) فی اللہ(دیدار)اللہ سے فارغ نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور مشاہدہ سے روگردانی نہیں کرتا۔اور اجابت (کی اس قوت) کے ساتھ مخلوقات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ہاں! اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کامل فقیر کسی(طالب) کا نصیب ازلی فیض فضلی عطا کرنے کے لئے کسی کے ساتھ اخلاص اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔تو اس کے جملہ دینی و دنیاوی کام سرانجام دے دیتا ہے۔ اور ایسا شخص دنیااور آخرت میں بے نیاز لایحتاج ہو جاتا ہے۔

جان لو! کہ صاحب ورد و وظائف(صاحب) تلاوت(صاحب) ذکر فکر(صاحب) مراقبہ مکاشفہ جب اعتقاد و خلوص سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو کر عجز، انکساری آہ و زاری سے دعا کے لئے ہاتھ

اٹھاتا ہے۔تو بیشک ایسے لوگوں کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا زیادہ سے زیادہ ایک سال میں وہ کام پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن مقرب فقیر(غرق) فی اللّٰہ اہل تصور اسم اللّٰہذات کو دعا یا بددعا کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔فقیر کو جملہ مطالب قرب اللّٰہ اور نگاہ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایسے فقیر کے بھی چند مراتب ہوتے ہیں۔

اول حضور اللّٰہ سے توجہ

جو فقیر باتوفیق ہو کر قرب اللّٰہ کی توجہ جانتا ہے اس کی توجہ قیامت تک باز نہیں رہتی۔فقیر جس کسی کے بارہ میں ایسی حضوری توجہ کرتا ہے ۔اسکا کام اسی لمحہ ہو جاتا ہے۔(اور اپنے وقت پر پورا ہو جاتا) ہے۔

دوسرے فقیر کو تصرف تحقیق

حاصل ہوتا ہے۔ ایسا فقیر جس کسی کے متعلق بخشش و تصرف کرتا ہے۔تو قیامت تک اس کی ہونے والی اولاد بھی لا یحتاج ہو جاتی ہے۔

سیوم وہم وحدت

فقیر کو وہم وحدانیت سے علم لدنی واردات(غیبی) اورالہام ہونے لگتا ہے۔ اور وہم الہام سے فقیر کے تمام مطالب پورے ہوجاتے ہیں۔(اس الہام سے مراد) اَلْاِلْہَامُ اِلْقَی الْخَیْرِ فِیْ قَلْبِ

اَلْخَیْرِ بِلَا کَسْبٍ کسی دوسرے کے قلب میں بلا کسب القاء الخیر کو الہام کہتے ہیں۔ (جو الہام نبوت سے الگ چیز ہے)۔

چہارم فقیر کو تفکر دلیل خیال معرفت اللّٰہ وصال سے ہوتا ہے۔

کیونکہ اس کی دلیل (وسواس و خطرات سے پاک) اور لازوال ہوتی ہے۔

جان لو! کہ فقر کے تین حرف ہیں

"ف" "ق" "ر"

حرف "ف" سے فنائے نفس حاصل ہو جاتی ہے۔ جس سے وجود میں ہوا و ہوس باقی نہیں رہتی بس اللّٰہ ہی رہ جاتا ہے۔

حرف "ق" سے سر اسرار خدا سے سر تا قدم نور انوار دیدار پروردگار کے مشاہدہ میں غرق ہو جاتا ہے۔

حرف "ر" سے روشن ضمیر علم کیمیا اکسیر اور علم باتاثیر کا عالم بن جاتا ہے اور فقیر بر کونین کے یہی معنی ہیں۔

کامل مرشد کی برکت سے طالب صادق کو عظیم مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جس سے طالب شب و روز ان خزانوں پر متصرف ہو کر بے جمعیت و پریشان نہیں رہتا۔ وہ ہمیشہ حضوری مشاہدہ حق میں غرق رہتا ہے طالب تو با تحقیق ہونا چاہیے۔ اور مرشد باتوفیق قولہٗ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پ ۱ ع ۲

بیت

باھُوؒ کو فقر حاصل ہوااز مصطفیٰ ﷺ

اور واقف اسرار ہوا از فضل آلہ

قولہ تعالیٰ ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ وَاللّٰہُ ذُوْ الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔(پ۲۷ ع۱۹)یہ اللّٰہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ تو فضل عظیم والے ہیں۔

ہزاروں ہزار بے شمار لوگوں نے صرف فقر کا نام ہی سن رکھا ہے۔ اور ان ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہو گا جس نے فقر تمام کو حاصل کیا ہو گا۔ جس نے فقر کو دیکھا اور فقر کی لذت کو چکھا ہو گا۔ حدیث ۔۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ جب فقر مکمل ہوتا ہے (تو فقیر کے وجود میں) اللّٰہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

جان لو! کہ فقر کے دو مراتب ہیں۔

ابتدائی (مرتبہ) عاشق کا ہے ۔ اور

انتہائی (مرتبہ) معشوق کا ہے

پس عاشق کی ریاضت دیکھنا اور دیدار کرنا ہے۔ (جس میں وہ خشک لکڑی کی طرح عشق کی آگ میں جلتا) ہے۔ عاشق کے لئے فکر و وظائف مردار کا (درجہ رکھتے) ہیں۔ عاشق کو نیک وبد طلب و مطالب سے کوئی سرو کار نہیں ہوتا

ابیات

قلب بے قرب ہے نفس ہے پُر از ہوا

روح تو بے خبر ہے کس کو کہے وحدت خدا

ان تینوں کو چھوڑ دے گر چاہیئے تجھ کو فقر

فقر ہے توحید کا اسرار جانو سر بسر

فقر تو سلطان ہے اس کو کہیں کیسے گدا

بادشاہی فقر کی ہے دیکھ لو بر ملک بقاء

اس جگہ نہ ذکر ہے نہ ہی فکر کی کوئی جا

اس جگہ پہنچ کر حاصل ہوئی روئیتُ خدا

مجھ سے گر پوچھو کہ دیکھا کیا ہے؟

دیدار میں جب آنکھ گم ہے پھر دیکھنا کیا ہے

اور فقر کے مراتب معشوق کے مراتب ہیں۔ معشوق جو کچھ بھی چاہتا ہے عاشق اسے دے دیتا ہے۔ بلکہ معشوق کے دل میں جو خیال بھی گزرتا ہے عاشق کو اس سے آگاہی ہو جاتی ہے۔اور عاشق اپنے معشوق کے مطلب نگاہ سے ہی پورے کر دیتا ہے۔ عاشق و معشوق میں کیافرق ہے ؟ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ ان سے محبت کرتا ہے۔ (کی رمز) کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہاں ایک دوسرے سے یکتائی حاصل کرنا اور غرق ہونا ہے۔ جو عالم کے دل (کی کتاب) کا ایک ورق ہے۔

فقر کسے کہتے ہیں اور آخر فقر کی انتہا کیا ہے؟

فقر دو قسم کا ہے۔

ایک مخلوقات کو پسند کرنے والا فقر
دوم خالق کو پسند کرنے والاا (فقر)

چنانچہ فقر کے دو گواہ ہیں۔

ایک گواہ اللّٰہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم۔(اَلتَّعۡظِیۡمُ لِاَمۡرِ اللّٰہِ)دوسرا گواہ اللّٰہ تعالیٰ کی مخلوقات پر شفقت کرنا ہے۔ تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰہِ اپنے آپ میں اللّٰہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو۔ کیونکہ اخلاق کو نصف اسلام کہا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ انک لعلٰی خلق عظیم(پ ع)بیشک رسول اللہ خلق عظیم کے مالک ہیں۔ خلق عظیم قلب سلیم بحق تسلیم صراط مستقیم کا مرتبہ ہے۔ اور یہی لوگ انعام یافتہ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ(الفاتحہ ۱-۶) کے مصداق ہیں۔

نیز شرح دعوت

جان لو! کہ یہ پانچ خزانے پانچ قسم کے لوگوں کو اللّٰہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان پانچ قسم کے لوگوں کو اللّٰہ کے خزانچی کہتے ہیں۔ وہ لایحتاج ہوتے ہیں۔ نہ کسی سے التجا کرتے ہیں اور نہ کسی سے احتیاج رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حکم حضرت محمد ﷺ کی اجازت سے جس کسی کے ساتھ اخلاص سے پیش آتے ہیں وہ شخص لایحتاج ہو جاتا ہے۔

اول کامل فقیر

دوم اہل دعوت عامل

سیوم کیمیا(اکسیر گر)

چہارم جس کے قبضہ و تصرف میں سنگ پارس ہو

پنجم بادشاہ وقت

یہ چاروں فقیر کے سامنے محتاج ہیں۔ اور فقیر ان چاروں پر غالب امر ہے۔ اور یہ مراتب قادری فقیر کے ہیں۔

اکثر تصانیف میں رسم رسوم کا ذکر مذکور ہوتا ہے۔ لیکن فقیر (باھُو) کی اس تصنیف کا علم اللہ حیّ و قیّوم کی حضوری سے منکشف ہوا ہے۔ نہ تو میں نے اس کتاب کا نکتہ سلوک کسی سے چوری کیا ہے اور نہ ہی میں نے کسی چور کی طرف دیکھا ہے۔ حق تک پہنچ کر حق ہی سے پوچھا ہے۔ حق ہی کو اختیار کیا ہے حق کی لذت لقاء کو چکھا ہے اور غیر لا سویٰ اللہ سے دور بھاگا ہوں۔

بیت

باھُوؒ کو یہ کافی ہے وہ یاھُو کہے ہردام
ان مراتب کو نہ جانے مرد خام

سنو طالب پر یہ فرض عین ہے کہ اول کامل مرشد کی تلاش کرے۔ اگرچہ مشرق تا مغرب تک یا اس سے بھی زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑے۔ جب کامل مرشد مل جائے تو اس کی پہچان ان آثار سے کی جا سکتی ہے۔ یہ کہ کامل مرشد اول طالب صادق کو کیمیا اکسیر سے چاندی سونے کا بے شمار خزانہ بخش دیتا ہے۔

کامل مرشد کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ طالب صادق کو تقویٰ عطا کر دیتا ہے۔ حور قصور بہشت بہار کی (طمع سے بچالیتا) ہے۔

(کامل مرشد) کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ طالب پر التفات کر کے فنا فی اللہ انوار دیدار پروردگار میں غرق کر دیتا ہے جو مرشد تین روز میں طالب کو یہ تینوں مراتب بخش دیتا ہے وہ عارف باللہ صاحب نظر ہے۔

شرح دعوت

معلوم ہونا چاہئے کہ جب کسی شخص کو کوئی دینی یا دنیاوی مشکل پیش آئے یا کوئی دنیاوی مہم در پیش ہو مثلاً" فقیر عاجز مفلس گدا ہو اور وہ مشرق تا مغرب ملک سلیمانی کی بادشاہی حاصل کرنا چاہتا ہو۔اور ہفت اقلیم کا بادشاہ فقیر ولی اللہ سے عداوت رکھتا ہو اگر (وہ توحید میں کامل) فقیر چاہے تو اسے بادشاہی مرتبہ سے نواز دے۔یا (ظالم بادشاہ کو) اس کے بادشاہی درجات سے معزول کردے اور جو کچھ بھی منصب درجات ہیں وہ (فقیر) کے حکم میں ہوتے ہیں جو اس کی خدمت سے حاصل ہوتے ہیں یہ کلید اہل توحید کامل فقیر کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

صاحب باطن (فقیر) باطن کی طرف متوجہ ہو کر غیب سے علم غیب حاصل کرلیتا ہے۔جواب باصواب سے مشرف ہو جاتا ہے۔ماضی حال مستقبل سے (آگاہی) حاصل کر لیتا ہے۔(توجہ باطنی) کی بھی چند اقسام ہیں بعض تو نماز استخارہ (کے عامل ہوتے ہیں) بعض تصور اسم اللہ ذات کے (آئینہ میں مشاہدہ کر لیتے ہیں) بعض کو مراقبہ میں (دیدار نصیب ہو جاتا) ہے بعض کو (لوح ضمیر میں) لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جاتا ہے ۔بعض کو قرب اللہ سے وہم کا (مرتبہ حاصل ہوجاتا) ہے۔بعض کو عرش سے بالا ترجواب باصواب ملنے لگتا

ہے۔بعض کو انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام سے پیغام آنے لگتا ہے۔بعض کو قرآن مجید کی آیات تلاوت کرتے ہوئے اس میں سے آواز آنے لگتی ہے۔بعض کو رب جلیل کی حضوری سے جمعیت حاصل ہوکر دلیل(قرب رب جلیل)سے آنے لگتی ہے۔بعض کو وہم وحدت نصیب ہو جاتا ہے بعض کو تصور تصرف (اسم اللہ ذات) سے حضوری مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔

بعض کو آگاہ ۔ بعض کو نگاہ ۔ بعض کو عیاں ۔ بعض کو لاھُوت لاامکان میں غرق ہونے سے (مُتذکرہ مراتب مل جاتے ہیں۔)بعض کو روحانی کی قبرپر شہسوار دعوت پڑھنے سے قوت العلوم حاصل ہو جاتی ہے۔وہ ہر ایک علم سے واقف ہو کر اس کے احوال معلوم کر کے اشغال اللہ سے اپنے عمل میں لے آتا ہے۔

ابیات

جو نہ جانے ایسی راہ وہ خام تر
لوگوں سے جومانگتا ہے سیم و زر
التجا کامل نہیں کرتا کہ ہے وہ صاحب نظر
فقر لا یحتاج ہوگا سربسر
بہر حق ہے کام کرتا عاجز بیان
ہرگز نہ مارے دم وہ پیش مرشد عیاں
جس جگہ عیاں ہے وہاں بیان کی کیا حاجت ہے۔

بیت

بے نصیبوں کو فقر بخشے نصیب
قرب اللہ سے وہ بخشے یا دلا دے از حبیب ﷺ

کامل فقیر اور کامل طالب کا ظاہر مرتبہ ہر قسم کی توفیق کو حاصل کرنا ہے۔ وہ جو کچھ باطن میں دیکھتا ہے ۔اور جو کچھ وہاں اسے حکم ہوتا ہے وہ حضوی تحقیق سے ہوتا ہے۔ وہ ظاہر باطن میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ اسی طریقہ (یعنی ظاہری توفیق اور باطنی تحقیق سے دیکھتا) ہے۔

شرح دعوت کامل فقیر

فقیر کامل کو جو دعوت میں صاحب توجہ حکم اور عامل ہے اس کو نصاب زکواۃ ادا کرنے سعد و نحس وقت شمار کرنے۔بروج و کواکب(ستاروں چال کی رعایت کرنے) دور مدور پڑھنے۔بزل قفل کا خیال کرنے۔جلالی جمالی حیوانات کا پرہیز کرنے ۔غسل اور دوگانہ کی احتیاط کرنے رجعت کھانے ۔سلب ہونے اور آسیب سے (خوف کھانے) روزہ رکھنے ۔خلوت نشینی اختیار کرنے چلہ کشی اور مجاہدہ کرنے کی (کیا ضرورت) ہے۔ یہ سب وسواس خطرات وہمات خام ناقص ناتمام وجود کے لئے ہوتے ہیں۔

بیت

دعوت میں ہوں عالم اور کامل فقیر
ہر روحانی پر حکم ہوں حاکم امیر

علم دعوت پڑھنا اور ہر وبال اور آفات میں سلامت اور باشعور رہنا کاملوں کا ہی کام ہے ۔ اگر کوئی شخص کسی کا سر تیز تلوار سے کاٹ ڈالنے کا (ارادہ

کرے) تو بھی ناقص کو علم دعوت پڑھنے میں دم نہ مارنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص کسی کو ایک ہزار دینار زر خالص دے تو بھی ناقص کے لئے بہتر ہی ہے کہ وہ دعوت پڑھنے سے انکار کر دے۔ اور ان اشرفیوں کو قبول نہ کرے۔

کیا تجھے معلوم ہے کہ شیطان نے تیس ہزار سال علم(دعوت) خود پڑھا اور تیس ہزار سال تک فرشتوں کو علم دعوت کی تعلیم دی۔ لیکن اس کے وجود میں علم (دعوت) سے سکراور انا کی مستی پیدا ہو گئی۔ (انانیت سے) کبر(اور کبر سے) ریاکاری۔ عجب (حرص) ہواکا علم پیدا ہو گیا۔جس نے اسے خدا تعالیٰ کا حکم سن کر بھی سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ علم مثل فرمان ہے۔ اور عالم فرمانبردار کو کہتے ہیں۔ معرفت کا علم محبت اور توحید کا علم ہے۔

ابیات

علم اک پیغام ہے جاننا کرنا بیان
اس علم سے کوئی بھی عالم ہوا نہ باعیان

علم ایک سخن ہے یعنی کہ قال و سوال
کوئی بھی اس علم سے عالم ہوا نہ باوصال

علم ایک حرف ہے (مطالعہ) سطر و ورق
کوئی بھی اس علم سے عالم ہوا نہ فی اللہ غرق

معرفت اک نور ہے اور عارف با حضور
اس جگہ نہ علم نہ ذکر اور نہ ہی شعور

علم میں ذکر ہے از برائے معرفت
عالم وہی ہے جو کہ ہو عارف صفت
علم کی تعلیم مجھ کو از خدا
علم بس توحید دیگر سر ہوا
علم پر مغرور نہ ہو مغرور تر
علم کو سینہ سے کھینچوں با نظر
کافی ہے عین العلم عین الحیات
میرا وسیلہ علم ہے توحیدش بذات

قولہ تعالیٰ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۔ (المزمل ۲۹-۹)
کوئی الہ نہیں ہے۔ اس کی ذات کے سوا۔ پس اسی کو اپنا وکیل بناؤ۔

بیت

اسم اللہ طالب کو لے جائے حضور
جس سے وجود سر بسر ہو جائے با ذات نور

جاننا چاہیئے کہ جو کامل فقیر قرب اللہ پروردگار سے مشرف ہے اس کو دعوت پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ شب و روز بہت زیادہ دعوت پڑھنے۔ خلوت میں بہت سے چلے کھنچنے اور میدان جنگ میں ہزاراں ہزار لشکر سوار پیادہ مست ہاتھی رکھنے اور ان پر نقد جنس اور سونے چاندی کے بیشمار خزانے خرچ کرنے سے کامل فقیر کی ایک بار کی ایک توجہ ہی بہتر ہے۔ کیونکہ یہ توجہ قرب اللہ ذات کی کُنہ سے کی جاتی ہے۔ جو کوئی کُنہ کُن کی

توجہ اور کُنہٖ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی توجہ جانتا ہے اس کی توجہ میں روز بروز قیامت تک ترقی ہوتی رہتی ہے۔ جو کبھی نہیں رکتی۔

شرح علم دعوت

ناقص نہ تو بالترتیب دعوت پڑھتے ہیں اور نہ ہی جانتے ہیں۔جو کوئی با توجہ نفسانی زبان سے علم دعوت پڑھتا ہے۔یہی اہل ناسوت کا طریقہ ہے۔ جس سے عالم غیب میں جنات کے بعض لشکر اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

جو کوئی توجہ تصور اور تصرف کے ساتھ قلب کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے۔اہل دعوت کے گرداگرد موکل فرشتے کل و جز جمیع فرشتے حلقہ باندھ کردعوت پڑھتے ہیں۔اس قسم کی دعوت ہی باگارہ کبریا میں قبول ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبُّکُمُ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں تمہارا رب ہوں۔ میرے نام کی دعوت پڑھو میں اُسے تمہارے لئے قبول کرلوں گا۔

جو کوئی دعوت توجہ۔ تصور۔تصرف کے ساتھ زبان و روح سے پڑھتا ہے۔ تو جملہ انبیاء و اولیاء اللّٰہ اہل اسلام ٗاہل ایمان کی روحیں اہل دعوت کے گرداگرد حلقہ باندھ کراس کی امداد اور رفاقت کے لئے علم دعوت پڑھتی ہیں۔ اس قسم کی دعوت ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر استجاب الدعوۃ کادرجہ رکھتی ہے۔ اگرچہ چاہے تو ملک سلیمانی کو مشرق تا مغرب تک اپنے قبضہ اور عمل میں لا سکتا ہے۔باتوفیق بے شک اس کی تحقیق کر سکتا ہے۔

جو کوئی علم دعوت زبان سر اور اسم اللّٰہ ذات کی کُنہٖ کے تصور سے

پڑھتا ہے۔ بیشک ایسا پڑھنے والا بمد نظراللہ منظور ہو جاتا ہے۔ جس کا ظہور اس کے ظاہرو باطن میں ہو جاتا ہے۔ وہ طرفہ زد میں (ہر قسم کی مہمات کو سرانجام دے لیتا) ہے دعوت کے اس علم کو حضور القرب کہتے ہیں۔ جو کوئی علم دعوت کو زبان نور اور تصور اسم محمد ﷺ نور سے پڑھتا ہے۔ بیشک (حضور پاک ﷺ) کی مبارک مقدس معظم و مکرم روح اور جمیع اصحاب و کبار صغار اور اصحاب بدر رضوان اللہ علیہ اہل دعوت کے گرد بگرد حلقہ باندھ کر آیات قرآن سے اس کی امداد اور رفاقت کے لئے دور مدور علم دعوت پڑھتے ہیں۔ اس قسم کی دعوت اگر ایک بار ہی پڑھی جائے تو قیامت تک اس کا علم (ترقی پذیر رہتا) ہے۔ اور کبھی واپس نہیں ہوتا۔ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمَانِ ۔فقراء کی زبان سیف الرحمٰن ہوتی ہے۔ کے یہی مراتب ہیں۔

اگر کسی شخص کے منہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لُعب دہن ڈال دیں تو (اس کی زبان سیف الرحمان بن جائے گی۔) اور اگر باطن میں کسی شخص نے (بیعت کے لئے) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیئے ہوں (اور آپ نے اسے غوث پاک کے سپرد کیا ہو) تو اسے جملہ دعوتوں کا (تصرف حاصل ہو جاتا ہے) کیوں کہ ان سب دعوتوں کی کلید حضرت شاہ محی الدین علیہ الرحمتہ کے پاس ہے۔ (اور آپ کی عنایت سے حاصل ہوتی ہے۔

ابیات

دعوت تو بس ایک دم ہے کہ دو دم میں تمام

جس کو دو دم حاصل نہیں دعوت میں وہ مرد خام

دعوت ہو تو ایسی ہو جیسے کہ دعوت قبور
دعوت ہو تو ایسی ہو جس سے حاصل ہو حضور
چاہیئے ہرگز نہیں یہ سیم و زر
جو بھی طالب سیم و زر وہ مثل خر
ہر علم (دعوت) عمل میں لایا ہوں میں
ہر دعوت کو بے شمار بار آزمایا ہوں میں
کاملوں کو ہے یہی اعلیٰ مقام
عمل میں ہو اس کے دعوت خاص و عام

جان لو! کہ بعض فقیر خاک کا تصور کرتے ہیں۔ جس سے سر تا قدم ان کا تمام جثہ مطلق خاک ہو جاتا ہے وہ خاک بن جاتے ہیں۔ خاک نظر آتے ہیں۔ اور وہ خاک سے ہی باہر نکل آتے ہیں

بیت

خاکساران جہان کو حقارت سے مت دیکھ
تجھے کیا معلوم کہ اس گرد راہ میں کوئی شہسوار ہو

خاکسار فقیر ظاہر میں مردہ باطن میں زندہ جان ہوشیار (اسم اللّٰہ) کی طرف متوجہ اور مشرف دیدار ہوتے ہیں۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (ان کا مقام ہے) اور اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ اور اولیاء اللّٰہ مرتے نہیں ان کی (شان ہوتی) ہے

بعض فقیر آگ کا تصور کرتے ہیں۔ آگ میں آمدورفت کے باعث وہ آگ

ہی بن جاتے ہیں۔
بعض فقیر ہوا کا تصور کرتے ہیں۔ اور ہوا کے ساتھ مل کر ہوا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض فقیر پانی کا تصور کرتے ہیں۔ پانی میں غوطہ لگا کر پانی ہی بن جاتے ہیں۔ اس قسم کے چاروں تصور اربع عناصر (کے تصور) کے مراتب ہیں۔ جو فقر محمدی ﷺ معرفت اور توحید سے دور تر ہیں۔ اللّٰہ بَسْ مَا سِوَی اللّٰہ ہَوَسْ۔

بیت

قدم بقدم چل کر نبی کے حاضر ہو پیش نبی ﷺ
مرد تو بس وہی ہے جو کہ ہے دین پر قوی

شرح علم دعوت

دعوت مثل تبر (کلہاڑا)۔ دعوت مثل تیغ برہنہ دعوت مثل نیزہ۔ دعوت مثل تپ لرزہ۔ دعوت مثل آتش۔ دعوت مثل بندوق۔ دعوت مثل سنگ۔ دعوت مثل مرگ مفاجات۔ دعوت مثل حاکم امیر۔ دعوت تصرف فیض بخش فقیر روشن ضمیر۔

ابیات

کامل ایسی دعوت پڑھے حکم از خدا
کل و جز کو ایک دم میں کر دے فناء
اس قسم کی دعوت پڑھے حکم از خدا
کل و جز عارف ہو جائیں باطن باصفاء صفاء
اس قسم کی دعوت پڑھے حکم از خدا
کل و جز ہو جائے مشرف با لقاء

دعوت کے چار حروف ہیں۔ "د" "ع" "و" "ت"

(حرف) د سے دائمی حضوری سے مشاہدہ کرنے والا اہل القبور کا شہسوار ہو۔

(حرف) ع سے عیاں بین عیان بخش، عالم عین العلم (میں کامل ہو)

(حرف) "و" سے واردات الہام نما جواب باصواب ہر ایک آیات (قرآن) سے حاصل کرنے والا ہو۔

(حرف) "ت" سے صاحب تصور و صاحب توجہ وصاحب تصرف وصاحب تفکرو صاحب تمثل و صاحب ترک و صاحب توکل و صاحب توحید صاحب تجرید و صاحب تفریدو صاحب تفحص محاسبہ نفس اور صاحب توفیق وہی ہے۔جو دعوت کی ہر ایک "ت" کو اپنے عمل میں لا کر اس کے راز سے آگاہی حاصل کر چکا ہو۔ علم دعوت کی خاصیتیں لکھنے کے لئے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ لیکن تھوڑا لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کی طبیعت میں ملال پیدا نہ ہو۔ لیکن لا نہایت دعوت جس سے سب مطلب مطالب ایک ساعت میں ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ (وہ تین قسم کی ہے)

(اول) دعوت نور (دوم) دعوت قبور (سیوم) دعوت بد نظر اللہ منظور (ان ہر سہ طریقوں پر) دعوت تمام اور ختم ہو جاتی ہے۔

جان لو! کہ کامل مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے۔ کامل کے مراتب میں کل و جز کو اپنے تصرف میں لانا۔ جمیعت حاصل کرنا۔اور (راہ فقر) کے ہر علم کو اپنے عمل میں لانا بہت مشکل اور دشوار ہے۔

کامل مرشد وہی ہے۔جو پانچ گنج بے حساب و بے رنج۔پانچ علم وپانچ درس (یعنی) تعلیم علم علوم رسوم وغیرہ اور (تعلیم) علم علوم حیؔ و قیوؔم (ہر دو علوم)

سے، اپنے طالبوں اور شاگردوں کو تمامیت علم حاصل کروا دے۔ فیض فضل ،بخش و عطا سے بہرہ ور کردے ۔ ہر ایک علم درس کو عمل میں لا کر اس کا تجربہ کروا دے۔ اور توفیق امتحان سے اس کی تحقیق کروا دے۔ تا کہ طالب ہر طریق سے اس کو دیکھ بھی لے اور اس تک پہنچ بھی جائے۔

اول گنج مطالعہ درس غنایت لا شکایت۔ میں ہدایت کا سبق دیتا ہے۔ جس درس و علم سے حکمت و حکم حاصل ہو جاتا ہے ۔اور وہ عطا پر غالب ہو جاتا ہے۔ ایسا طالب صادق جان فدا کرنے والا اور عطا کے لائق ہونا چاہیئے۔ ناقص طالب کو (اس راز) سے آگاہ اور محرم کرنا سراسر خطا ہے۔

دوم گنج علم اور درس ۔ (کامل مرشد) طالب صادق کو جس کا درس دیتا ہے وہ ذکر حامل ہے۔ جس سے ذاکر کامل کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ لازوال ذکر ہے ۔ جس میں فکر سے فنائے نفس حاصل ہو جاتی ہے۔ مراقبہ سے آورد برد کرنے لگتا ہے ۔ (آنے جانے لگتا ہے) اور قرب اللّٰہ سے باوصال ہو کر حضوری مشاہدہ کا حامل ہو جاتا ہے۔

سیوم گنج علم مطالعہ درس تکسیر۔ جس میں دعوت سے حیات اور ممات کی مسخرات کی جاتی ہے ۔(حیات کی مسخرات) سے بادشاہ امراء کو مسخر کیا جاتا ہے۔ حاضرات کی (مسخرات سے) ارواح انبیاء، اولیاء اللّٰہ اور جملہ موکلات سے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ اور ان کی حضوری حاصل کر لیتے ہیں۔ اور دعوت قبور کی برکت سے اخلاص خاص کے ساتھ ان کو اپنے حکم میں لے آتے ہیں۔ اور ان سے امداد حاصل کر لیتے ہیں ۔

چہارم گنج علم مطالعہ درس ورد و وظائف کا ہے۔۔۔ (کامل مرشد) اسم اللّٰہ کی برکت سے طالب صادق کو اسم اعظم عطا کر دیتا ہے جس سے وہ واصل (باللہ)

ہو کر جمعیت حاصل کرلیتا ہے۔ اور لایحتاج ہو جاتا ہے۔

پنجم گنج مطالعہ دیں علم مرشد کا ہے۔ جس سے وہ علم توجہ میں کامل۔ علم تصور میں کامل۔ علم تصرف میں کامل علم معرفت میں کامل۔ علم تفکر میں کامل۔ علم تجلی انوار میں کامل۔ علم غرق مشرف دیدار نفس فناء اور بقائے روح میں کامل علم توفیق میں کامل اور علم تحقیق میں کامل ہو جاتا ہے۔ پہلے فناء پھر بقاء آخر میں لقاء نصیب ہو جاتا ہے۔ پہلے(تصور) انوار بعدہٗ دیدار(پروردگار) سے مشرف ہوجاتا ہے۔۔۔ بالیقین با اعتبار کے یہی مراتب ہیں۔ یہ جملہ علوم اور ذات و صفات کے کامل مراتب۔ اسم اللّٰہ ذات کے (تصور) شریعت کی(پابندی) اور قرآن مجید کی (تلاوت) سے کھل جاتے اور نظر آتے ہیں۔

ابتداء بھی قرآن مجید میں ہے۔ اورر انتہاء بھی قرآن مجید میں ہے۔ یہی برحق ہے۔ جو حق سے ہے۔ اور حق کے ساتھ ہے۔ اسی کوتوحید مطلق کہتے ہیں جو باطل سے بہت دور ہے۔

حدیث۔۔ اَلنِّهَايَةُ الرُّجُوْعِ اِلَى الْبِدَايَةِ۔ انتہاء ابتداء کی طرف جوع کرنے کو کہتے ہیں۔

نیز مرشد کامل وہی ہے۔ جو تصور اسم اللّٰہ ذات اور توجہ باطنی سے نظر کے تبرکات سے طالب کے قلب کو بیدار کر دیتا ہے۔ اور طالب غرق (فی اللہ) ہو کر دیدار پروردگار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور غیر شرعی باتوں سے استغفار کرنے لگتا ہے۔یہ بااعتبار اور یقینی بات ہے۔

ابیات

درمیان دیدار کوئی دیوار نہیں ہے
کیسے دیکھے مردہ دل جو ہشیار نہیں ہے

دیکھنے والے کو حاصل چشم عیاں

قدم بوسی اسی کی کرے جملہ جہاں

جو بھی دیکھے وہ چھپا لے خویش را

یہ ابتدائی مرتبہ درویش کا

طالبا ہمت سے حاصل کر توفیق تر

سہ طلاق دے دے تو با سیم و زر

مرشد پر اول فرض عین یہی ہے کہ وہ طالب سے پوچھے کہ اے طالب ان پانچ خزانوں ۔ان پانچ قسم کے درس اور پانچ قسم کے علوم میں سے تجھے کون سا خزانہ پسند ہے۔بیان کر تا کہ تجھ پر عطا بخشش اور نصیب کروں۔ طالب (صادق) کامل مرشد سے مطلوب ہی طلب کرتا ہے۔ جسے وہ مرشد سے حاصل کر لیتا ہے۔ پھر طالب کے وجود میں کوئی افسوس باقی نہیں رہتا۔ وہ با جمیعت لا یحتاج ہو جاتا ہے۔

جان لو! کہ نام کے مرشد ـ نان (کھانے والے) مرشد ـ زبان کے مرشد۔ قصہ خوان مرشد لاف زن/دو زبان کے مرشد ـ پریشان مرشد اور حیوان مرشد تو بہت سے ہیں۔(اس طرح) احمق طالب بھی بے شمار ہیں (جو ایسے ناقص مرشد کی طلب کرتے ہیں)

اگر مرشد کامل ہے تو اس کا طالب صادق دونوں جہان کا بوجھ اٹھانے والا ہوتا ہے۔ اور بے اعتقاد طالب تو اپنی ہی جان کا دشمن ہوتا ہے۔ جو ایک ہزار شیطان سے بد تر ہے۔ کیونکہ شیطان ایمان کا دشمن ہے۔ (جبکہ بے اعتقاد طالب اپنی ذات کا کھلا دشمن ہے) نافرمان' بے حیاء طالب سے کتا بہتر ہے ۔ جو ایک روز کی آشنائی کا ہی لحاظ کرتا ہے۔

میری نظر میں کاذب اور صادق مرشد اور طالب کو ان مراتب سے پہچان سکتے

ہیں۔ کامل مرشد کا اول مرتبہ یہ ہے کہ وہ نظر سے ناظر کو (ناظر) کردیتا ہے۔ یا اسے حاضر کر دیتا ہے۔

کیا وہ نہیں جانتا کہ مرشد کا مرتبہ ابتدا (کا یقین کرنا) ہے اور طالب کا مرتبہ انتہا (کی طلب) ہے۔ اس کی نظر معرفت لقا سے مشرف ہونے پر ہوتی ہے۔ اور جو مرشد کامل ہوتا ہے۔ وہ توجہ اور نظر سے طالب کو انتہاء پر حاضر کر کے اس کے مطلوب تک پہنچا دیتا ہے۔ ورنہ طالب ہمیشہ شوق کی آگ میں مبتلاء ہو کر جلتا رہتا ہے۔ اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ۔ انتظار موت سے بڑھ کر (تکلیف کا باعث ہوتا) ہے۔

طالب انتظار کا حال احوال دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اس کا مرتبہ مجذوب کا ہوتا ہے۔ یا

اس کا مرتبہ محبوب کا ہوتا ہے۔

مجذوب طالب حجاب میں (محجوب) ہوتا ہے۔ اس کی عاقبت مردود ہوتی ہے۔ اور وہ کسی مطلب کو حاصل نہیں کر سکتا۔

دانا بن اور آگاہ ہو جا کہ مرشد کا مرتبہ ابتدائیہ ہے۔ کہ وہ پہلے ہی روز ابتداء میں اسم اللّٰہ ذات لا زوال قال کا سبق دیتا ہے۔ اور طالب علم معرفت قرب حضوری وصال کا طلب گار ہوتا ہے۔

جو مرشد طالب اسم اللّٰہ کی تعلیم دیتا اسم اللّٰہ کے (آئینہ میں) اس کی انتہا دکھادیتا ہے۔ اس مرشد کی گردن سے طالب کا حق ساقط ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مرشد طالب کو ابتدائی سبق اسم اللّٰہ ذات کی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے اسم اللّٰہ ذات کے حروف کے درمیان سے (دیدار الٰہی کی تجلیات) سے طالب کو دیدار (نور اللّٰہ) سے مشرف کر دیتا ہے۔

بیت

طالبا مجھ سے طلب کر ہر طریق
دیدار وحدت حاصل کر ہو کر غریق

طالب ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ اس میں سراسرار پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ نفس کو فناء کرکے روح کو بقاء نصیب ہو جاتی ہے۔ جس سے طالب باادب' باحیاء فنافی اللّٰہ باخدا ہو جاتا ہے۔

ابیات

جس کو ہے دیدار سے دائم وصال
جو بھی چاہے کھائے پیئے اس پر حلال
مالک الملکی یہی عارف فقیر
اس کا حق ہے کل و جز پر (خواہ ہو) حاکم امیر
اس کے حلق سے کیسے اترے لقمہ حرام
حلال ہو جائے اس کا ہر لقمہ ہر طعام
نظر کر بر حال احوال عارف خدا
حاصل اس کو یہ مراتب از مصطفیٰ ﷺ
گاہ وہ غضب و جذب میں باجلال
گاہ وہ غرق فی اللّٰہ باجمال
گاہ ممات گاہ حیات اس کو نجات
مردہ کو زندہ کر دے بااسم ذات

اے طالب اللّٰہ سن! اے عالم باللہ سن! اے عارف ولی اللہ سن! اے

واصل ہدایت اللہ سن! اے صاحب تصور اسم اللہذات با توفیق سن!اے صاحب تصرف اسم اللہ ذات با تحقیق سن ! اے خاص طریق سے اسم محمد ﷺ کی طرف متوجہ ہونے والے سن!

چنانچہ مرتبہ فناء فی اللہو مرتبہ فنا فی محمد رسول اللہ ﷺ و مرتبہ فناء فی الشیخ والے (سن) اے ولی اللہ (سن) ۔

جب تک کہ طالب سر تا قدم (نور) توحید میں غرق نہ ہو جائے اور قرب اللہ سے مشاہدہ تجلیات انوار کر کے دیدار سے مشرف نہ ہو جائے۔(اس کا مطلوب حاصل نہیں ہوتا)اس کے سوا وہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے وہ بازیگر کے بے اعتبار مراتب ہیں۔جو معرفت اللہ توحید سے مطلق بعید(دور) اور تقلید محض ہیں۔

توحید کا عالم لاھُوت لا مکانی فی اللہ کا سیرانی ہوتا ہے۔ عالم باللہ بے ئر ہو کر(اس کا مشاہدہ کرتا) ہے۔اہل علم عالم فقیر اہل اللہ سے پڑھتا اور جانتا ہے۔

ابیات

سرے بے سر ہونا راہ راست خاص راز
اپنے وجود سے سن سرھُو کی آواز
بعد مرنے کے اگر گم ہو آواز
قبر سے ہی سن لے اب ھُو کی آواز
اس جہاں سے اس جہاں تک ایک دم
اولیاء کے واسطے آدھا قدم

ماہ سے ماہی تلک ان کی نظر
ظاہر باطن دیکھ لے اہل بصر

اگر کوئی تمام عمر ریاضت مجاہدہ' خلوت نشینی چلہ کشی کرتا رہے ذکر و فکر ۔ مراقبہ ورد و وظائف تلاوت میں مصروف رہے۔ قائم اللیل صائم الدھر ہو۔ رزق حلال کمانے والا سچ بولنے والا ہو۔ اسی طرح سو سال تک رنج اٹھاتا رہے (تو بھی اسے حق حاصل نہ ہوگا) کیونکہ اس کی سب محنت نام و ناموس کے لئے ہے۔ جو مخلوق خدا میں (اپنی بزرگی کے اظہار کے لئے) اشتہار کا درجہ رکھتی ہے یہ فریب نفس ہے۔ جس سے اس کو لذت جمیعت اور شہرت حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کا مرتبہ حاصل کرنا اور اپنے تصرف میں لانا آسان کام ہے۔ لیکن توحید کی آگ میں جلنا ۔ حضوری مشاہدہ معراج میں غرق ہونا فنافی اللہ معرفت نور (میں استقامت اختیار کرنا) دیدار پروردگار کو ایک دم کے لئے برداشت کرنا نفس کے لئے بہت مشکل اور دشوار ہے۔

شوق محبت ۔ معرفت حضوری مشاہدہ ساتوں اعضاء کو اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ طالب کے وجود میں ذرہ بھر نفسانی' شیطانی خطرات وسواس۔ واہمات 'دنیاوی حوادث' آفات پریشانی ہرگز باقی نہیں رہتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کا فضل ہے جو کامل مرشد طالب صادق کو پہلے ہی روز نصیب کروا دیتا ہے۔ جس سے اس کرم بخش کی آواز۔ قولہ تعالیٰ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ! قَالُوْا! بَلٰی ط سنائی دینے لگتی ہے۔ پ ۹ ع ۱۲

مثنوی

حالت کونین دیکھو بن کر ناظر عیاں
جو بھی دیکھے اس طرح ہر گز نہیں کرتا بیان
خلق سے خود کو چھپا لے اور ہوجاغلق پوش
عارف کیسے ہوں گے یہ سب خود فروش

دکاندار (پیر) طالب کے کام سرانجام دینے کے لئے ہمیشہ پریشان رہتے ہیں۔ صاحب عیان، کھلی آنکھوں، تماشہ کرنے والا فقیر جو لاھُوت لامکان کے مشاہدہ میں غرق ہوتا ہے (وہی طالبوں کے کام سرانجام دے سکتا ہے)

کتاب (نور الھُدیٰ) اسرار الوحی ہے۔ اگر ناقص اس کو پڑھے گا کامل ہو جائے گا۔ اگر کامل اس کو پڑھے گا عامل ہو جائے گا۔ اگر عامل اس کو پڑھے گا مکمل ہو جائے گا۔ اگر مکمل اس کو پڑھے گا اکمل ہو جائے گا۔ اگر اکمل اس کو پڑھے گا جامع مرشد صاحب جمیعت ہو جائے گا اگر جامع (مرشد) اس کو پڑھے گا سلطان الوہم فقیر کونین پر امیر نور الھُدیٰ ہو جائے گا۔ کہ اس کا مرتبہ کسی کے وہم و فہم میں نہیں آ سکتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے۔ او نہ ہی کوئی حساب۔ ایسے مرتبے تک اہل بدعت مردود کیسے پہنچ سکتا ہے

یہ کتاب مجموع الجمعیت۔ کل اکلید ہے۔ طالب جس قفل مطالب میں اس کو ڈالتا ہے۔ اس کو کھول کر اس کے (خزانوں) کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کی متاع کو حاصل کرلیتا ہے۔ طالب پر فرض عین ہے اور (یہ رسول پاک ﷺ) کی سنت عظیم بھی ہے جو صاحب قلب سلیم، بحق تسلیم کو توفیق الٰہی اور صراط مستقیم پر چل کر اپنے آپ کو غرق فناء (فنا فی اللّٰہ) بقاء (بقاء باللّٰہ)

لقاء(لقاء اللّٰہ) کر کے مشرف حضور اور بد نظر اللّٰہ منظر ہونا ضروری ہے۔

طالب پر یہ بھی لازم ہے کہ اول اپنے نفس کو قتل کر دے تا کہ وہ وجود میں فرعونی انا خدائی کا دعویٰ نہ کرے طالب پر یہ بھی فرض ہے کہ ہوائے نفسانی(ناپسندیدہ) خواہشات کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالے تاکہ نفس اپنی ہستی سے نابود ہو جائے۔ طالب کو خودپرستی اور دوسرے ہوا پرستی کی مستی کے ان دو خداؤں کو تصور اسم اللّٰہذات کی تلوار سے اپنے وجود میں قتل کر کے فقر معرفت اللّٰہ میں قدم رکھنا چاہیئے۔ایسے باطن آباد شخص کو جس نے اپنے نفس کو قتل کردیا ہو مبارک ہو۔

بیت

قالو ثَلٰثَۃٌ راز کو تو جان لے
دو خدا کو قتل کر پہچان لے

قولہ تعالیٰ ۔۔۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ (پ ۲۵ ع ۱۹) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

مثنوی

خود پرستوں کو نہ حاصل ہو خدا
خود پرستوں کا خدا ہے بس ہوا
جان و تن کو کرنا ہو جس نے جدا
نفس کو وہ روک لے بہر خدا

قولہ تعالیٰ۔۔۔ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی (پ ع) اور جس نے اپنے رب کے مقام (شان) ربوبیت سے خوف کھایا اور اس نے اپنے نفس کو بری خواہشات (ہوائے نفسانی) سے روکا۔ پس اس کا ٹھکانہ جنت الماویٰ ہے۔

شرح عین العلم

ہر علم کا مطالعہ محبت معرفت اللّٰہ کے لئے اور برائے مشاہدہ قرب حضوی فنا فی اللّٰہ کے لئے کیا جاتا ہے۔ عین العلم کا عالم اگرچہ مخلوقات میں گمنام ہوتا ہے۔ بمد نظر اللّٰہ دوام منظور ہوتا ہے۔ باطن میں وہ اہل قرب اور فرشتوں میں نامور اور مشہور ہوتا ہے۔

ہر علم کا مطالعہ تجلی انوار غرق فنافی اللّٰہ مشرف دیدار پروردگار کے لئے کیا جاتا ہے۔ جو کوئی اس علم پر اعتبار نہیں رکھتا وہ کافر اہل زنار ہے۔ اس علم کا مطالعہ مجلس ملاقات انبیاء علیہ السلام کے لئے کیا جاتا ہے۔ جو علماء کے نصیب ہوتا ہے۔ ایسے عالم جو انبیاء کے (علم) کے وارث ہیں۔ نہ کہ ایسے عالم جو نفس کی ریاکاری اور ہوا کے وارث ہوں۔ کیونکہ ہوا خدا تعالیٰ کی معرفت اور انبیاء علیہ السلام کی مجلس سے روک دیتی ہے۔ اس علم کا مطالعہ رحمان کے (احکام) کے موافق اور شیطان کے مخالف ہے۔ اس قسم کے علم کے عالم خدا تعالیٰ کے دوست۔ نجات کا وسیلہ اور حیات النبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔

جان لو! کہ اس قرآن مجید۔ حدیث قدسی و حدیث نبوی ﷺ کے جملہ علم

علوم کا مجموعہ حاصل کرنا علم عین سے ہے۔ علم عین کا پڑھنا فرض عین ہے۔ اور عین کا عالم، عین کہنا، عن سنتا، عین دیکھنا، عین جانتا اور عین ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ عین کے سوا سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ عین ؑ "ع" علم عین کا ایک حرف ہے۔ حضور پاک ﷺ کا (شرف علم) بھی حرف عین (علم) سے ہے۔ اور دنیا میں مشاہدہ قرب اللہ حضوری معراج عین سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور جو عالم علم عین پڑھتا ہے لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ ۔ مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَایِیْ جس نے مجھے ایک حرف تعلیم کیا وہی میرا مولا ہے۔ یہ حرف عین ہے۔ جو کہ عین عبادت۔ عین ارادت۔ عین اجازت اور عین عنایت ہے عفو لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ بھی یہی ہے۔۔ اللہ بس ماسوئ اللہ ہوس

جاننا چاہئے کہ کامل عارف ازل باوصال ولا خلل ہوتا ہے۔

کامل عارف ابد فنافی اللہ از مہد تالحد اللہ الصمد ہوتا ہے۔

کامل عارف دنیاودین کا دکاندار (ٹھیکیدار) چوں وچراں۔ نام وناموس اور نفسانی برے کاموں میں پھنسا ہوتا ہے۔

کامل عارف عقبیٰ جس کی نگاہ حور و قصور کے حصول پر ہوتی ہے۔ وہ صاحب تقویٰ ہوتا ہے۔ اور طلب بہشت (راحت و آرام) سے اس کے نفس کو وقتی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

کامل عارف نفس فناء۔ روح بقاء دیدار لقاء۔ نہ خدا نہ خدا سے یکدم جدا۔ نہ قرب حضوری سے جدا۔ ہمیشہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ملازم

ہے۔ کامل عارف حکیم و عارف کامل قدیم اور عارف کامل صراط المستقیم کے یہی مراتب ہیں۔ وہ مردہ دل جاہل سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ شیطان مردود سے چاہتا ہوں

تصور اسم اللہ ذات سے دل میں سر تا قدم نور انوار پیدا ہو جاتا ہے اور یہ اہل تصور مشرف دیدار کے مراتب ہیں۔ذکر و فکر ۔ورد و وظائف سے مخلوقات رجوع کرتی ہے ۔ نفس موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔ وسوسہ واہمات خیال کی تجلی ہونے لگتی ہے ۔ جس سے (شیطانی) مجلس ظاہر ہو جاتی ہے۔ جس کو احمق حضوری وصال جانتے ہیں۔ خبردار ہو جا کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ جو کچھ کسی برتن میں ہوتا ہے۔وہی اس میں سے نکلتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ان کے وجود سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔

جان لو! کہ ہدایت صاحب غنایت ولی اللہ صاحب ولایت۔اولیاء اللہ میں لا یحتاج غنی (فقراء) میں سرفہرست۔فیض و فضل عنایت ازلی سے سرفراز۔کونین پر حاکم امیراولی الامر۔ مالک الملکی روشن ضمیر فقیر ہی ہوتا ہے۔مطلب یہ کہ فقیر کی نظر میں دنیا کا بادشاہ غریب۔عاجز ۔۔ مفلس، مستحق گداگر بے جمیعت، کسی حقیر کی مانند پریشان ہوتا ہے۔ کیونکہ جو فقیر توفیق تمام رکھتا ہے وہ ظاہر و باطن کے خزانوں پر تحقیق کی نظر سے ہی تصرف حاصل کر لیتا ہے۔ اسی کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ اور اولیائے کل کا مرتبہ رکھنے والا لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔ الحدیث۔۔۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ لوگوں میں سے بہتر وہی

ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے

فرد

فقر لا یحتاج ہے جو با خدا

اس کو خطاب بارگاہ سے اولیاء

نیز اولیاء فقیر صاحب توفیق کو بھی کہتے ہیں۔ کہ جس نے کونین کو نظر سے طے کرکے رائی کے دانہ کی طرح اس کی تحقیق کرلی ہو۔ صاحب توفیق اس کو بھی کہتے ہیں۔۔ جس نے (باطنی) زندہ وجود کو اختیار کرلیا ہو۔ قولہ تعالیٰ۔

وما توفیقی الا باللہ ۱۲ ع

نیز اولیاء فقیر اس کو بھی کہتے ہیں جو تصور اسم اللہ ذات سے ہر دو جہاں کے ہر ایک درجات کو توجہ تصرف سے روبرو کرلے۔ اور تفکر سے تمام کل وجزہژدہ عالم کو اپنے سامنے اس کا تماشہ دیکھنے کے لئے حاضر کرسکے۔ اور ہر ایک عالم کو فیض بخش کر فضل سے بہرہ ور کردے۔

نیز اس قسم کے مراتب والے کو بھی اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ جو اسم اللہ ذات کے تصور اور توجہ تحقیقات اور کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تصرف سے ہر ایک ارواح انبیاء اولیاء اللہ کو حاضر کرلے۔ یا یہ کہ اپنے آپ کو انکی حضوری مجلس میں پہنچا سکے۔ اس کو فقیر اولیاء اللہ قوت العلم سے صاحب طے حَیّ القیّوم بھی کہتے ہیں۔ یا یہ کہ اسم اللہ ذات کے تفکر تصرف سے حاضرات کے تصور کے ساتھ جملہ فرشتوں کو حاضر کرکے ان کو اپنے تصرف میں لاکر ہر ایک فرشتہ موکل سے انکی قسمت اور

نصیب حاصل کر لے۔ چنانچہ بعض کو فرشتہ موکل علم کیمیاء اکسیر کی ترتیب اور خاصیت بتا دیتا ہے۔ جس کو وہ اپنے تجربہ و آزمائش سے اپنے عمل میں لے آتا ہے۔ بعض کو فرشتہ اور موکل اسم اعظم کے علم کی تعلیم دے دیتا ہے۔ بعض کو فرشتہ موکل پتھروں میں پڑے ہوئے سنگ پارس کی طرف اشارہ کر دیتا ہے ۔ یہ اشارہ بشارت کا اشارہ ہے جس سے سنگ پارس کو لے کر جب وہ لوہے کے ٹکڑے سے رگڑتا ہے تو وہ مطلق زر سرخ بن جاتا ہے۔ بعض کو فرشتہ موکل وہ وحی جو جبرائیل علیہ السلام (بصورت آیات قرآنی حضور پاک ﷺ کے قلب پر منجانب اللہ تعالیٰ نازل فرماتے تھے) قرآن مجید کی ان آیات کی شان نزول مقام، وقت مجلس اس کی تفسیر اور احادیث بیان کر دیتے ہیں۔ اور ابتداء سے انتہاء تک تمام علوم جو پیغمبران عظام (پر نازل ہوئے) ہیں ۔اس علم کی تعلیم دے دیتے ہیں۔ ایسے فقیر کو لایحتاج ولی اللہ کہتے ہیں۔

ولی اللہ فقیر اور ولی اللہ فقیر کی توجہ سے طالب پہلے ہی روز لایحتاج اور کامل فقیر ہو جاتا ہے ۔ اسے نہ تو ریاضت کی ضرورت رہتی ہے ۔اور نہ ہی مجاہدہ میں تکلیف اٹھانے کی حاجت۔ اللہ تعالیٰ کے کل و جز خزانے ایک ہفتہ یا پانچ روز میں نصیب ہو جاتے ہیں۔یہ کامل قادری کے مراتب ہیں۔اگرچہ وہ مجرب کھانا کھائے ۔اپنے جسم پر اطلس کا قیمتی لباس پہنے شیریں شربت نوش کرے۔ نظر سے طالبوں کو حضوری کر دے اور کسی شخص سے کوئی حاجت نہ رکھے۔ یہی کامل قادری کے ابتداء کے مراتب ہیں۔

شرح ذبح چہار مرغ و شرح باطن صحیح و شرح راحت روح رنج جس میں

وجود کا ہربال ذکر سُبحانی میں تسبیح خوان بن جاتا ہے۔

بعض کو مراقبہ کی توفیق سے معراج نصیب ہو جاتا ہے۔ بعض کو مراقبہ سے قرآن مجید کی آیات کے متعلق (ان کی شان نزول تفسیر اور تاثیر کا علم) حاصل ہو جاتا ہے۔

بعض مراقبہ میں فنا فی اللہ ذات سے حضوری ہو جاتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جس کو حضوری کشف نصیب ہو جاتا ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ وہ علم بیان کے مطالعہ میں (مصروف ہو) اور زبان کھولے۔

الحدیث۔۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ۔۔۔۔۔۔جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان قال کے بیان سے بند ہو گئی۔ کیونکہ وہ ہر وقت حضوری دیدار سے مشرف رہنا پسند کرتا ہے مرشد کے لئے یہ عین فرض ہے کہ وہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز اور لازمی طور پر ان مراتب تک پہنچا دے۔ کامل قادری کو یہ توفیق اور قوت باطنی تحقیق سے حاصل ہوتی ہے۔جس سے نفس کا تزکیہ ہو کر وہ قید میں آجاتا ہے۔ تصفیہ قلبی سے وجود میں روشنی پیدا ہوجاتی ہے۔ تجلیہ روح سے معرفت توحید کھل جاتی ہے۔ اور سِرّ کی تجلیات سے فنا فی اللہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ (گویا کہ چاروں پرندے سنت ابراہیمی پر عمل کر کے ذبح کر کے قدرت کاملہ سے زندہ ہو گیا۔)

جو کوئی پہلے اس قسم کی (تجلیات) سے اپنے وجود کو نور اور قرب حضور سے پختہ کرلیتا ہے ۔وہ اس لائق ہے کہ قبور پر دعوت پڑھے۔ جب صاحب دعوت عامل قبور و کامل حضور اور بد نظر اللہ منظور دعوت پڑھنے کے لئے کسی

صاحب قبر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یا کسی قبر کی زیارت کے لئے روانہ ہوتا ہے ابھی وہ اپنے گھر سے قدم نہیں نکالتاکہ روحانی اس کے استقبال کے لئے آگے آ کر اس سے ہم سخن ہو جاتا ہے۔ اس کے قبر تک پہنچنے سے پہلے روحانی اس کو دلیل 'وہم' خیال فہم سے الہام کرتا ہے۔ یا قلب سے جو گوشت کا ٹکڑا ہے۔ یا جثہ نور ایمان سے یا جثہ شہادت جان سے۔ ماضی حال مستقبل کی حقیقت بیان کر دیتا ہے۔ ابھی صاحب دعوت قبر پر اس کی زیارت کے لئے نہیں پہنچتاکہ وہ روحانی اس کی دینی و دنیاوی مہمات کو سرانجام دے دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی قبر پر دعوت پڑھنے کی نیت کرے۔ اور قبر تک جاتے ہوئے راہ مین روحانی استقبال نہ کرے تو معلوم ہوناچاہئے کہ روحانی جلالیت اور غضب میں ہے روحانی اپنے خلوت خانہ قبرمیں ہشیار اور جنگ کے لئے تیار ہے۔ اگر دعوت پڑھنے والا عامل کامل ہے توجب وہ قبر پر پہنچے تو اسے چاہئے کہ قبر پر گھوڑے کی سواری کی طرح سوار ہو جائے۔ پہلے فاتحہ پڑھے۔ بعد ازاں اسم اللّٰہذات کا تفکر کرتے ہوئے جثہ نور کی توفیق بحق رفیق سے قبر کے اندر داخل ہو جائے۔ اور اسم اللّٰہذات کے غلبات سے روحانی (اہل دعوت) سے ہم سخن ہو جائے گا۔ اور اس کے جو بھی دینی اور دنیاوی کام ہیں ان کو سرانجام کردے گا۔

نیز شرح دعوت قبور

اگر صاحب دعوت عامل قبور یہ دیکھے کہ روحانی قہرو جلالیت کی وجہ سے اہل دعوت کو اپنی قبر کے نزدیک نہیں آنے دیتاتو دعوت کے عامل کو چاہئے کہ نجس

پانی اور عمل نجاست سے روحانی کی قبر کو (پلید کر دے) اور روحانی کو اس کے مرتبہ سے بے مرتبہ 'اس کے منصب سے بے منصب' ولایت سے بے ولایت کر دے۔وہ اس کا غوثی قطبی کا شہادت کا مرتبہ سلب کر لے۔ جس سے روحانی تائب ہو کر حکم ماننے لگتا ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ کے نام سے عاجزی کے ساتھ کلام کرنے لگتا ہے۔ بعد ازاں (صاحب دعوت) اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے اس کا مرتبہ ولایت اور درجات اس کو واپس بخش دیتا ہے۔ (بلکہ اپنے پاس سے) کچھ عطا بھی کر دیتا ہے۔ اس قسم کے اہل دعوت کو صاحب دعوت تیغ برہنہ صاحب شجاعت شہسوار اہل ذوالفقار قاتل موذی کفار کہتے ہیں۔ جو ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے اور دین پر قوی ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ کی راہ کے عامل مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تصور اسم اللّٰہ ذات سے حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ مقام کشف القلوب اور کشف القبور بھی کھل جاتا ہے ۔ لیکن کشف القلوب اور کشف القبور کے علم سے حضوری مراتب حاصل نہیں ہو سکتے۔ الف (اسم اللّٰہ) کے علم سے ہزار الہام اور علم الف سے ہزار مقام حاصل ہو جاتے ہیں۔۔ اور علم الف سے ہی تمام علم ختم ہو جاتے ہیں۔ جو طالب ایک ہی دم میں کشف قلوب 'کشف قبور اور مراتب حضور کو جملہ الف (کے علوم) سے طے نہیں کرتا۔تو وہ اگر عمر بھر (ریاضت و مجاہدہ) کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے تو بھی معرفت فقر کے مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا۔

الحدیث۔۔۔ اِذْ تَحَيَّرْتُمْ فِى الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ اگر تم کسی کام کی انجام دہی میں حیرت زدہ ہو جاؤ تو اہل قبور سے

استمداد کرو۔

اگر مردہ دل بے باطن تمام عمر قبر پر پڑھائی کرتا رہے تو بھی ہرگز جواب با صواب حاصل نہ کر سکے گا۔ بلکہ الٹا رجعت کھا کر حیرت میں مبتلا عبرت کا نمونہ بن جائے گا۔

جاننا چاہیئے کہ گنج کیمیاء۔ گنج سنگ پارس۔ گنج اسم اعظم اور گنج نظر عظیم میں سے ہر ایک گنج (خزانہ) اہل دعوت قبور کو توفیق کی قوت سے حضوری (اہل قبور) سے تصرف میں آ جاتا ہے موکل اور روحانی ان میں سے ہر ایک حاضر کر دیتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موکل اور روحانی اہل دعوت کے (فیض و بخش) کا محتاج ہوتا ہے۔ جبکہ دعوت قبور پڑھنے والا لایحتاج اور ہمیشہ حضوری میں رہتا ہے۔ مرشد کے لئے طالب کو پہلے ہی روز ان مراتب پر پہنچانا لازم ہے۔

ابیات

اول مرشد سے طلب کر دنیا درم
تاکہ ہو عارف خدا اہل از کرم
اول مرشد سے طلب کر اسم اعظم
تاکہ وجود میں رہے نہ باقی غم
اول مرشد سے طلب کر قدر از قدر
تاکہ تیری نظر سے خاک بھی ہو سیم و زر
اول مرشد سے طلب کر دیدار کنج

بعد ازاں طلب کر رازِ کُنْ
آنکھ ایسی ہو کہ ہو دیدار بیں
جو بھی بے دیدار ہے وہ ہے لعین

شرح وجودیہ

آدمی کے وجود میں چند جسم ہیں۔جن کی چند قسم ہیں ۔ اوران کے چند اسم ہیں ۔ کیونکہ آدمی کا وجود ایک خزانہ (ایک) گنج طلسم ہے ۔ اس اسم طلسم اور جسم کا حصول فنا فی اللّٰہ میں غرق ولی اللّٰہ کو ہوتا ہے۔ اولیاء اللّٰہ با قرب سبحانی۔ بعض کا جسم ہمیشہ علم علوم کے مطالعہ اور معرفت(الٰہی) کے مطلب مطالب حاصل کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ اور کتاب دل حیّ و قیّوم اوراق سے تجلی برق انوار رحمت کا دیدار (مشاہدہ) کرتا رہتا ہے۔ بعض جسم عقل حکمت انسانی شعور (یعنی عرفان ذاتی) سے مشرف ہوتے ہیں۔ بعض جسم ناسُوت میں مبتلا مردہ دل مطلق نفسانی ہوتے ہیں۔ بعض جسم خطرات ۔وسواس واہمات شر شیطانی میں خناس خرطوم کا شکار ہوتے ہیں۔بعض جسم کھانے پینے شہوت کے غلام ہوتے ہیں۔ وہ احمق گدھے بیل جیسے حیوانات سے بھی بد تر ہوتے ہیں۔ بعض جسم کفر شرک سے بیزار مشرف دیدار ہوتے ہیں۔

شرح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مرتبہ کو حاصل کرنے والے عارف عیانی ہوتے ہیں۔ بعض جسم اپنی (بری یا اچھی) خصلت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اَلْعَادَةُ لَا یُرَدُّ اِلَّا بِالْمَوْتِ عادت موت تک ساتھ نہیں چھوڑتی۔ ایسے لوگ نادان بچوں کی مثل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جسم و جُثہ وہفت اندام کی

شرح تو بیان کر دی گئی۔ لیکن ہر قسم کے نیک و بد کے حصول کا پیشوا طریقہ تحقیق کا عمل اور حساب ہے جو کوئی چاہتا ہے کہ اسے بے حساب بے حجاب اور جملہ ثواب ایک ہی ثواب میں حاصل ہو جائیں۔ نور ایمان وجود میں روشن ہو جائے۔ اور بلا حساب کتاب بہشت میں داخل ہو جائے تو اسے چاہئے کہ کلمہ طیب لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی کُنہ اختیار کرے۔

خبردار ہو جا کہ بعض لوگوں کا جسم دنیا میں اس کے جلال و جمال کا نمونہ ہوتا ہے۔ اللّٰہ بس ماسویٰ اللّٰہ ہوس

شرح وجودیہ (اختتام کو پہنچی) اے عالم حکیم۔ اے عارف عاقل۔ اے عالم۔ اے احمق جاہل اس حدیث کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے۔

الحدیث۔۔ لَا تُكَلِّمْ كَلَامُ الْحِكْمَةِ عَنِ الْجُهَالِ

حکمت کا کلام جاہلوں کے سامنے بیان نہ کرنا چاہیئے۔

ابیات

بے سر خدا کو دیکھنا بالکل روا
ظاہر آنکھیں کیسے دیکھیں گی خدا
وہ آنکھ جو کہ ہے مخلوق صفت
اس آنکھ کو حاصل نہیں توحید قرب معرفت
دیکھنے والا جو واقف راز کا
یہ مرتبہ ہے عاشق جانباز
ایک جثہ سے نو جثے آشکار
پھر ہر ایک جثہ سے نکلیں گے بے شمار

یہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مراتب ہیں یہ ارادہ وجہ شرف السعادت علم عین العبادت اور کامل الکل کی اجازت کے مراتب ہیں۔ ان مراتب کو انتقال موت بھی کہتے ہیں۔ان مراتب کو معرفت کی موت حیات الوصال بھی کہا جاتا ہے۔ ان مراتب کو حیات القرب مشاہدہ الانوار مشرف دیدار کی موت بھی کہتے ہیں۔ اہل ناسوت کی موت کے بعد ان کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ ان کا وجود خراب ہو جاتا ہے۔ خاک میں مل کر خاک اور بود سے مل کر نابود ہو جاتا ہے۔ جبکہ اہل لاہُوت لا مکان کا وجود اس کے ساتوں اعضاء قبر کی مٹی میں بھی درست رہتے ہیں۔ کیونکہ تصور اسم اللہ ذات سے اس کا جثہ پاک ہو جاتا ہے۔ نور قلب میں روح (داخل ہو کر) اسے پاکیزگی سے (دائمی حیات) نصیب ہو جاتی ہے جس سے وہ ہمیشہ انبیاء اولیاء اللہ کا حضوری ہوتا ہے۔ اس قسم کی موت کو قرب المعبود کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی نظر میں بحکم پروردگار موت اور حیات ایک ہو جاتی ہے۔ جس میں وہ کونین کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ بلکہ حیات کی نسبت ممات میں ان کا درجہ قرب حق تعالیٰ سے اعلیٰ ہو جاتا ہے۔اورر ان کو توفیق کی بہت زیادہ قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

الحدیث۔۔۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِط

جان لو! کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔(conversion of life) اعتبار و یقین کے قابل یہی بات ہے جو کوئی (دنیوی) حیات میں ممات کے مراتب حاصل کر لیتا ہے وہی واصل

باللہ فقیر درویش ہے۔۔اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

نیز شرح وجودیہ

جس طرح مکان کا شرف اس کے مکین سے ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کا شرف صاحب دیدار عارف بن جانے میں ہے۔ اے جان عزیز! جاننا چاہیئے کہ (انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ کا نور ایسے ہی ہے) جیسا کہ پستہ میں مغز۔ ہمہ اوست در مغز و پوست۔ مغز اور پوست میں سب جگہ اسی کا نور ہے۔(یہی وحدت المقصود ہے) جس میں وہ اسم اللہذات کی تاثیر کی کثرت سے قرب حضوری میں باتوفیق ہو جاتا ہے۔یا یہ کہ وہ دعوت قبور کے علم شہسواری سے صاحب تصرف ہوجاتا ہے ۔ یا یہ کہ اعتقاد۔ توجہ اخلاص سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے اس کا باطن معمور ہو جاتا ہے۔

یا نماز میں سجدہ ریزی سے اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔

یا کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کو اس کی کنہ کے ساتھ پڑھنے سے وہ شوق میں مسرور ہو جاتا ہے۔

یا اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی اسماء کی با تفکر مشق مرقوم سے وہ کونین پر امیر الامور ہو جاتا ہے۔

ان میں سے کسی عمل کی قبولیت سے جب وہ وصال حاصل کر لیتا ہے ۔ تو جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے۔اسی طرح عارف باللہ کے ایک جُثہ سے نو جثے باہر نکل آتے ہیں۔ چار جثے تو نفس کے ہیں ۔ نفس امارہ، نفس ملہمہ ،نفس لوامہ ، نفس مطمئنہ۔ اور تین جثے قلب کے ہیں۔ قلب سلیم۔ قلب منیب۔ قلب شہید کا جثہ اور دو جثے روح کے ظاہر ہو

جاتے ہیں۔ ایک جثہ روح جمادی کا اور ایک جثہ روح نباتاتی کا۔ جب یہ تمام جثے اہل جُثہ سے ہم صحبت ہو جاتے ہیں۔ تو غیب الغیب سے ایک جثہ نور مثل تجلی انوار برق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس جثہ کا نام توفیق الٰہی ہے۔ جو نفسانی جسموں کو حکم کرتا ہے کہ وہ جثہ قلب سے بغل گیر ہو جائیں۔ جس سے قلب مردہ (یعنی معدوم) ہو جاتا ہے اور روح زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر روح کے جثہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ توفیق الٰہی سے سلطان الفقر کے جثہ سے بغل گیر ہو جائے۔ جس سے روح (نور سلطان فقر میں گم ہو کر) جثہ سر کو زندگی مل جاتی ہے اور طالب اللہ سر تا قدم اس کے ساتوں اعضاء نور ہو جاتے ہیں۔ اور طالب اللہ ہمیشہ کے لئے حضوری ہو جاتا ہے۔ مرشد کے لئے یہ فرض عین ہے کہ وہ طالب کو پہلے ہی روز لازمی طور پر اس مقام (حضوری) پر پہنچا دے۔

بیت

نفس قلب روح سر سب کچھ گیا
جُثہ نوری مل گیا با نور وحدت با خدا

جو کوئی ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے لئے حیات اور ممات یکساں ہو جاتی ہے۔ اور جو کوئی مرتبہ فقر پر پہنچ گیا اسے حدیث پاک کے مطابق اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ جب فقر اختتام پذیر ہو جاتا ہے تو وجود میں اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے' کا مقام نصیب ہو جاتا ہے۔

اہل نور کا نفس نور۔ (قلب نور) روح نور (سر نور) ان کا ہر عمل نور اور وسال نور سے وہ حضوری تمام ہوتے ہیں۔ یہ سخن کُن کے مراتب ہیں۔ لاف زن

اس راہ کی گواہی سے تعلق نہیں رکھتے

شرح کامل مکمل عاشق واکمل جامع معشوق اولیاء اللہ فقیر

جان لو! کہ عاشق فقیر کا مرتبہ ابتداء بھی دیدار ہے متوسط بھی دیدار ہے اور اس کا انتہاء مرتبہ بھی دیدار سے مشرف ہونا ہے۔

ابیات

نحنُ اقرب سے ہے وہ نزدیک تر
شہ رگ سے نزدیک دیکھوں با نظر
اس جگہ نہ تو مکاں ہے نہ نشاں
کون و مکان سے بھی باہر وہ جہاں
گر کوئی مجھ سے کہے کہ وہ دکھا
طالبوں کو حاضر کر دوں با خدا

قولہ تعالیٰ۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ یہ فقر کے ابتدائی مراتب ہیں۔ فقر کی طالب کو حضرت بی بی رابعہ اور حضرت بایزید کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو فقیر خدا تعالیٰ کا عاشق ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا معشوق ہو جاتا ہے۔ فقیر جو کچھ بھی کہتا ہے قرآن مجید کی آیات کے مطابق کہتا ہے۔ نہ کہ نفسانی خواہشات سے کلام کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔۔۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ

ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هُوٰنهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطاً (پ۱۵ع۱۶)

اپنے آپ کو ان لوگوں کا پابند کر لیجئے جو صبح و شام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔جو اسی کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھ ان لوگوں پر نہ ٹہر جائے جو مادی دنیا کی زینت کے طلب گار ہیں۔اور نہ ہی ان لوگوں کی راہ چلئے جن کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کرر کھا ہے۔ اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔اور جن کی (غفلت اور بد اعمالی) حد سے بڑھ گئی ہے۔ عاشق معشوق محبوب ربانی' اور عاشق جانی کو قرب قلب میں دیدا کرنے سے زندگی کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یہ آیت بھی زندہ قلب (فقراء) کے متعلق ہے۔

قولہ تعالیٰ۔۔۔۔وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پ۳ ع۳)

جب ابراہیمؑ نے عرض کی میرے رب مجھے دکھادے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ارشاد ہوا کیا تجھے اس پر ایمان نہیں ۔عرض کی (ایمان تو ہے) اطمینان قلب چاہتا ہوں حکم ہوا چار پرندے لے کر ان کو (اپنے ساتھ مانوس کر لیجئے) اور ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت (قیمہ کر کے) مختلف پہاڑوں پر رکھ دیجئے۔ پھر ان کو آواز دیجئے۔ وہ دوڑتے ہوئے تمہاری طرف آئیں گے۔ جان لو! کہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

یہ حدیث قدسی بھی عاشق و معشوق کے بارے میں ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَتَہٗ فِیْ فُوَادٌ وَّ فُوَادٌ قَلْبٌ وَفِیْہِ رُوْحٌ وَفِیْہِ سِرٌّ وَفِیْہِ خَفِیٌّ وَ فِیْہِ یَخْفِیٰ وَفِیْہِ اَخْفٰی وَ فِیْہِ اَنَا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بیشک بنی آدم کے وجود میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے (جس کو دل کہتے ہیں) اس کے اندر (نوری) قلب ہے۔ اس کے اندر روح ہے۔ اور اس کے اندر سر ہے۔ اس کے اندر مخفی (لطیفہ) ہے۔ اس کے اندر یخفی ہے۔ اور اس کے اندر اخفیٰ ہے۔ اور اس کے اندر "انا" میں ہوں۔ (یعنی میرا نور ہے۔ قولہ تعالیٰ وَ فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اور (میرا نور) تمہارے نفسوں کے اندر موجود ہے۔ تم اسے دیکھتے کیوں نہیں۔ (پ ۲۶ ع ۱)

ابیات

نفس کو چھوڑ دو اور دیکھو خدا
نفس ہے تیرا حجاب اور دیگر ہے ہوا
چھوڑنے کا نفس کو ہو کیسے کام
غرق فی التوحید ہو جا صبح وشام

عاشق کے بارہ میں بھی حدیث قدسی ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَ مَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَ مَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَ مَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَ مَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَتُہٗ وَاَنَا دِیَتُہٗ ۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جو میری طلب کرتا ہے۔ وہ مجھے پالیتا ہے۔ جس نے مجھے پا لیا اس نے میری پہچان کر لی۔ جس نے میری پہچان کر لی اس نے مجھے اپنا محبوب بنا لیا۔ جس نے مجھے اپنا محبوب بنا لیا وہ مجھ پر عاشق ہو گیا۔ جو مجھ پر عاشق ہوتا ہے میں اس کو

قتل کر دیتا ہوں۔ جس کو میں قتل کرتا ہوں اس کی دیت مجھ پر لازم ہو جاتی ہے۔اور میری ذات کا (حصول) ہی اس کی دیت ہے۔

عاشق چند صفات رکھتے ہیں۔

عاشق نظار مشرف دیدار۔۔ اس کی نظر میں دنیا و عقبیٰ زشت و خوار۔۔۔قولہ تعالیٰ

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (پ۲۷ ع۵)

دوم عاشق ہوشیار۔۔

سیوم عاشق دیدار با توجہ پردہ بردار

چہارم عاشق جاں فدا بے اختیار

پنجم عاشق ہمیشہ در انتظار

عاشق کے (عشق) کی قیمت یہی ہے کہ وہ ہوائے نفسانی کو قطع کر دے۔

ابیات

خوں بہا میرا ہے بس دیدار خدا
دیت میری فقط ہے اس کا لقاء
بے چشم دیکھوں یار کو ہم سخن ہوں بے زبان
عاشقوں کا یہی حال ہے اندر جہاں
چاہیے گر عشق تو بے سر ہو آ
تا کہ حاصل ہو تجھے وحدت لقاء
سخن با سخن ہے باحق ہم کلام
معرفت توحید ختم شد تمام

مراتب عاشقاں کا یہی مذکور ہے
ابتداء بھی نور آخر نور ہے

قولہ تعالیٰ--- نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (پ۱۸ ع۱۱) یہ نورٌ علیٰ نور کا (مقام نور) ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ اس نور کی ہدایت عطا کر دیتا ہے۔

مثنوی

چاہتا ہے تو گر دیدار خدا
غرق - فی التوحید ہو فی اللّٰہ فناء
غرق بھی بس غلط ہے ہو روشن ضمیر
با عیان دیدار کر کامل فقیر

عشق کا قاضی حقیقی عاشق مشرف دیدار سے دو گواہ طلب کرتا ہے۔

ایک گواہ تو اس کا دنیا جیفہ مردار سے بے زار ہونا ہے اور دوسرا گواہ یہ ہے کہ وہ کفر شرک بدعت سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ جس (عاشق) کو یہ دونوں گواہ میسر ہوتے ہیں۔اس کو (راہ عشق) میں دو مراتب بھی مل جاتے ہیں

ایک ذوق لازوال

دوم شوق باوصال

مثنوی

عاشق ہوں لا زوال ہوں اہل کرم
کیسے پہنچیں گے اس جگہ عاشقاں اہل صنم

حسن کو بھی چھوڑ احسن راز بین
پھر محرم اسرار ہو گا بالیقین

یہ راہ ثابت قدمی اور (پختہ) اعتقاد سے طے کی جاتی ہے۔ دوسرے یہ راہ ذکر مذکور (کی راہ نہیں) ہے۔ بلکہ قبر تک پہنچنے تک جمعیت حضوری کی راہ ہے۔

قولہ تعالیٰ۔۔۔۔۔ وَ اعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْ تِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ (پ۱۴ ع۶) اپنے رب کی عبادت کرو تاکہ تمہیں یقین کے (درجات) حاصل ہو جائیں۔

شرح غرق و طے

ابیات

عالموں کی طلب تو ہے کیمیا
عارفوں کی نظر میں ان کا خدا
کیمیا گر کے دونوں جہاں خراب
عارف تو ہیں غرق فی اللہ بے حجاب
زاہدوں کا تقویٰ ہے بہر ثواب
ہر کسی کے ہیں مطالب با جواب
عاشقوں کی قوت تو ہے جاں کباب
فقر فی اللہ مثل عنقا بے حساب

نیز شرح طے و طاعت

طالب جو رحمت کی بارش کا پیاسا ہے۔ اسے معرفت کے گہرے دریا کو

نوش کرنے کا ذکر سکھایا جاتا ہے۔ جس کا پانی پی کر وہ یکدم (سیراب ہو جاتا) ہے۔ کامل مرشد (طالب صادق کو) ایک رات دن یا ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا ایک سال میں یا ہر گھڑی یا ہر لحظہ یا طرفہ زد میں (طے کے طریقہ سے)(دریائے توحید دریائے رحمت دریائے کرم کا پانی پلا دیتا) ہے۔بلکہ (کامل مرشد) تو جان بلب قبر کنارے پہنچے ہوئے (طالب) کو بھی یقین اور اعتبار کے (مقامات طے) کروا دیتا ہے۔

دنیا میں تیری زندگی چند روزہ ہے۔ اور یہ زندگی تجھے بندگی دوام کے لئے عطا کی گئی ہے۔ اور اس بندگی سے مراد معرفت تمام ہے۔ جس میں روح نفسانی جثہ کو چھوڑ کر قلب کے جثہ کو(بطور لطیف جسم) اختیار کر لیتی ہے۔ جس سے اس کی حیات اور ممات برابر ہو جاتی ہے۔

الحدیث۔۔۔ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔۔

موت ایک پل ہے۔ جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔ چنانچہ یہ وصال کی نیند ہے۔ جو دلہن کی نیند کی مانند (راحت و آرام کا باعث ہوتی) ہے۔ (یہ موت در حقیقت) نوری وجود کا حضوری مشاہدہ ہے۔

الحدیث۔۔۔ اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتُ۔۔۔نیند بھی موت کی بہن ہے۔اس قسم کا ہر طریقہ اور ہر توفیق تصور اسم اللہ ذات سے تحقیق شدہ ہے۔ کامل مرشد سے طالب صادق کو ہمیشہ کے لئے دیدار کا مشاہدہ اور با اعتبار مجلسِ محمدی ﷺ نصیب ہوئی ہے۔کامل مرشد سے طالب صادق کو ظاہر باطن میں اس قسم کی توفیق مرتبہ اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ جسے جمعیت کل کہتے ہیں۔۔۔

اور جمعیت کل اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ مرشد طالب

کو سات قسم کے علوم عطا نہ کر دے۔ اول علم کیمیا اکسیر جس سے تمام دنیا اس کی قید و تصرف میں آ جاتی ہے۔ علم کیمیا اکسیر سنگ پارس کی تاثیر میں ہے۔ اور علم سنگ پارس تاثیر علم تفسیر (آیات قرآن) میں ہے۔ اور علم تفسیر لوح محفوظ روشن ضمیر کی قید میں ہے۔ اور علم روشن ضمیر علم عین العیان ناظر نظیر کی قید میں ہے۔ اور عالم ناظر نظیر کونین پر امیر فنا فی اللّٰہ فقیر کے مراتب ہیں۔۔

جو مرشد پہلے ہی روز یہ جملہ علم علوم ان کا مطالعہ معلوم طالب کو تکرار سے طے نہ کروا دے اس کو مرشد کیسے کہہ سکتے ہیں۔ وہ تو چارپایوں سے بھی بد تر ہے۔ وہ مرشدی راہ سے واقف نہیں۔ ہر علم کا عالم احوال کا واقف۔ صاحب قرب وصال۔ عارف لازوال فقر قادری طریقہ میں ہی ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ تو وہ جھوٹا اور لاف زن ہے

مثنوی

طالب صادق مثل عنقاء بہت کم
عیسیٰؑ صفت مرشد اگر ہو کہہ دے قم
مرد کا راہبر تو ہے مرد خدا
کیسے ہوں مرشد یہ طالب سر ہوا

شرح مستی

ایک مستی نفس کی ہستی سے ہوتی ہے ایک مستی قلب کی خدا پرستی (ذکر اللّٰہ

کی ہوتی) ہے۔ ایک مستی روح کی ہے جو فنافی اللہ ہو کر مشرف دیدار ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مستی روز الست کے فیض فضل اللہ (خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ) کی خوشبو کی مستی ہوتی ہے۔

بیت

مست چشم مست سے دیکھے لقاء
عالم کو ہے علم میں ہی جاننا جائز روا

مست فقیر کو موتی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جسے وہ (بحر توحید میں غواصی کر کے) حاصل کر لیتا ہے۔

بیت

موتی کو ہم نے پا لیا دیکھیں دوام
یہ (موتی) ہے دیدار اللہ کا تمام

جو اس کی شناخت نہیں کر سکتا وہی بے عقل ہے۔ جس نے اس کی پہچان کر لی۔ اس نے حضوری میں اسے پا لیا۔ عقل کلی والا (طالب) ذکر مذکور (کی طے) میں باحضور رہ کر حضوری میں اسے پالیتا ہے

ابیات

فقر کی ہے فقر میں ہر دم قدم ہی طے تمام
ایک دم میں طے کریں سارا عام خاص و عام
چشم بینا حاصل کر کے غرق ہو در اسم حق
حق سے حق کو پا لیا تو غالب ہو گا بر جملہ خلق

احتیاج رکھنا نہیں التجا مجھ کو نہ بس
غرق فی التوحید ہوں فنا فی اللّٰہ بس

اللّٰہ تعالیٰ کا یہ فیض و فضل اور اس کی یہ عطا کامل مرشد سے نصیب ہوتی ہے۔جو محبوب (بارگاہ) بنا دیتی ہے۔ مجذوب کے طالب کی عاقبت بے شک مردود ہوجاتی ہے۔ وہ خلاف شرع ہو جاتا ہے۔ جو کوئی خلاف شرع ہو جاتا ہے وہ کسی منزل مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔وہ جو کچھ کہتا ہے محض لاف وگزاف ہوتی ہے۔

نیز شرح طے

اسم اللّٰہ ذات(کی طے سے) طالب کے وجود کے ساتوں مردہ اعضاء قلب قالب زندہ ہو کر نجات پا لیتے ہیں۔طالب حیات حاصل کرکے زندہ ہو جاتا ہے۔

بیت

جس کو طے کی طاقت حاصل ہو تمام
دیدار ہو گا اس کو حاصل ہر دوام

جان لو! کہ زبور۔توریت۔انجیل اور قرآن مجید یہ چار الہامی کتابیں۔۔۔۔۔۔ اور کل مخلوقات جن و انس فرشتے ذات صفات کے تمام (مقامات) ہر قسم کے طبقات اسم اللّٰہذات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی طے میں ہیں۔

بیت

طرفہ زد میں کھول دوں طے کا مقام
ہر مطالب طے سے ہوں پورے تمام

جان لو! کہ شرح استغراق طے۔ غرق توحید کی چند اقسام ۔اس کے چند نام۔ اور اس کے چند رسم (طریقے) ہیں۔ چنانچہ غرق توفیق و غرق تحقیق ۔و غرق طریق و غرق دریائے عمیق و غرق نفسیانی شیطانی دنیا۔ خطرات پریشانی جنونیت زندیق اور غرق فرشتگان طیر سیر کا دوسرا طریقہ ہے۔ اور غرق مجلس انبیاء اولیاءاللّٰہ روحانی لاھوت لامکان کا ایک الگ طریقہ ہے۔

بعض کو ظاہر میں (غرق) کی توفیق اور باطن میں تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو ظاہر میں غرق کی تحقیق اور باطن میں توفیق حاصل ہوتی ہے۔ بعض ظاہر باطن میں وہم خیال سے (باتوفیق اوراہل تحقیق)بن جاتے ہیں۔ وہ اس راہ کے راہزن ہیں۔

کونین پر امیر حاکم امیر کامل فقیر وہی ہے۔جس کو اسم اللّٰہ ذات کے حروف کے درمیان سے (شعلہ نور متجلیٰ ہو جائے) اور وہ غرق فنا فی اللّٰہ نور ہو کر طرفہ زد (آنکھ جھپکنے میں) حضوی میں پہنچ کر فنا فی اللّٰہ ہو جائے۔

یا یہ کہ قرب اللّٰہ سے اسم اللّٰہ ذات کو اس طرح طے کرے کہ فنا فی اللّٰہ میں ایک دم اور ایک قدم پر غرق ہو جائے۔ کہ اس کے کانوں میں صور اسرافیل کی آواز سنائی دے ۔(وہ قیامت کے تمام احوال دیکھ کر) اسی ایک دم میں مراقبہ سے باہر آ جائے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ تصور سے اسم اللّٰہ ذات کی طے کا سبق اس طرح پڑھے کہ ایک دم اورایک قدم پراس طرح غرق ہو

جائے کہ اسے روز حشر حساب گاہ ہرگز یاد نہ آئے۔ وہ اپنے وجود کو اسم اللہ ذات فی اللہ میں اس طرح لپیٹ لے کہ اللہ تعالیٰ کے (نور کی برکت سے) دنیا میں اور آخرت میں زندہ ہو جائے۔

بیت

اول فناء پھر ہے بقاء آخر لقاء
پہلے دن حاصل کریں یہ مراتب اولیاء

فقیر کو اگر قرب (اللہ) میں توفیق تحقیق سے اس قسم کا استغراق و محویت دائمی طور پر حاصل ہو بھی جائے۔ تب بھی اسے ان مراتب میں ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی فرض نماز اہل سنت جماعت طریقہ سے قضا نہ کرے۔ کیونکہ پنجگانہ نماز خدا تعالیٰ اور رسول خدا ﷺ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔ جو کوئی نماز دائمی اور نماز وقتی کو درست رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے۔ اور اسے لازوال مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔۔ راز نماز میں ہے اور نماز راز میں ہے۔ عارف باللہ فقیر کے لئے نماز (ظاہری) اور راز (باطنی) اس کے دو بال و پر ہیں (جس سے وہ روحانی پرواز کرتا) ہے۔ اللہ بس و ماسوٰی اللہ ہوس

شرح مراقبہ و استغراق

اگر طالب صاحب قلب اور صاحب قرب ہو لیکن کسی (کامل) کے قہر یا جذب کے سبب (اپنے مقام و مرتبہ) سے سلب ہو جائے۔ یا طالب رجعت کھالے۔ یا طالب فقر فاقہ بھوک کا شکار ہو گیا ہو کہ شب و روز فقر میں اللہ

تعالیٰ کا شاکی ہو جائے اور معرفت اللہ ہدایت سے محروم ہو جائے یا مجلس محمدی ﷺ سے رد ہو کر باہر نکال دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے منکر ہونے پر (بارگاہ الٰہ) سے عاق کر دیا جائے یا طالب مرشد کے سامنے منافقت اختیار کرے یا طالب شب و روز بے قرار بے جمعیت ہو جائے ہمیشہ مقام حیرت عبرت دیوانگی اور جہالت میں مبتلا رہے یا دعوت تکسیر کا علما سے حاصل نہ ہوتا ہو۔ اور علم (کے مطالعہ) سے طبیعت و ملکہ۔ذہن اور فہم کشادہ نہ ہوتا ہو

یا وہ یہ چاہتا ہو کہ کل و جز تمام مخلوق ۔ ہر روحانی (کو اپنے قبضہ و قید میں لے آئے) ذات و صفات کے تمام مقامات و درجات کو تصور اسم اللہ کی ذات کی قوت توفیق اور تصرف تحقیق سے اپنے عمل میں آئے۔

یا یہ کہ وہ ظاہر میں تو ہمیشہ ہر خاص و عام سے ہم سخن رہے۔ لیکن باطن میں انبیاء اولیاء اللہ سے ہم مجلس رہے۔

(یا) ذکر مذکور سے ماضی مستقبل کی حقیقت سے واقف ہو جائے۔(یا) وہ واصل تمام ہونا چاہئے۔ (لیکن یہ امر محال نظر آتا ہو) تو ان میں سے ہر ایک کا کیا علاج ہے ؟

طالب مرید کے لئے اول مرتبہ ء کیمیاء اکسیر اور دعوت تکسیر کا علم حاصل کرنا ہے ۔ (جو مرشد) طالب کو عطا کر دیتا ہے جس سے طالب لایحتاج ہو جاتا اور غنایت کے مراتب حاصل کر لیتا ہے ۔پھر وہ غرق فنا فی اللّٰہ ہو کر مشاہدہ معراج (میں مستغرق ہو جاتا) ہے۔ طالب اللّٰہ کو ان علوم کی تلقین کرنا کامل مرشد پر فرض ہو جاتا ہے۔

ابیات

سن! اگر عقلمند ہوشیار ہے تو کانوں سے غفلت کی روئی نکال ڈال۔اگر عامل ہے تو اعتبار کر لے۔ اگر کامل ہے تو دیکھ لے۔ اور اس بات کو سو بار یاد رکھ اور ہزار بار جان لے کہ حضرت شاہ محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کا قادری طریقہ راز کا خزانہ بخشنے والا ہے۔ جو ناقصوں کو ریاضت کے رنج کش طریقوں سے باہر نکال لاتا ہے۔ قادری طریقہ مثل شمشیر برہنہ بلکہ اس سے بھی تیز تر ہے۔ جو کوئی حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے طالب مرید سے دشمنی کرتا ہے۔اس کا سر اس کی گردن سے جدا ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر دستگیر کا طالب مرید صالح ہے یا طالع ہے تو وہ حضرت پیر دستگیر کی آستین (کی پناہ میں ہوتا) ہے۔اور حضرت پیر دستگیر کا جو مرید اور طالب ان کی آستین میں ہوتا ہے ۔وہ آپ کے فرزند کی مثل ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اسے آزار پہنچاتا ہے حضرت پیرا اپنی آستین جھاڑ دیتے ہیں جس سے تکلیف پہنچانے والا سات پشتوں تک خراب ہو جاتا ہے۔

جان لو! کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ معراج کی شب سفر پر روانہ ہوئے تو اثنائے سفر سدرۃ المنتہیٰ سے بہت آگے حضرت پیر دستگیر نے اپنی گردن حضور پاک ﷺ کے قدم مبارک کے نیچے رکھ دی۔ تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا (اولین و آخرین میں سے) ہر ولی اللہ حضرت پیر دستگیر کا مبارک قدم اپنی گردن پر رکھ لے۔ (پس ہر ولی اللہ کی گردن پر حضرت پیر دستگیر کا مبارک قدم ضرور ہوتا ہے۔) ہر طریقہ تو خرقہ پوش ہے لیکن قادری طریقہ محبت و معرفت سے اللہ کی توحید کا دریا نوش کرنے والا ہے۔

ہر طریقہ میں سجادگی (اور خلافت ہی کو کافی سمجھا جاتا ہے) جبکہ قادری طریقہ

میں فنافی اللہ اور نفس سے آزادی حاصل کی جاتی ہے۔

ہر طریقہ میں (محض) قائم مقام ہو جانا (حصول منزل خیال کیا جاتا ہے) جبکہ قادری طریقہ میں ہدایت معرفت اور فقر تمام حاصل کیا جاتا ہے۔

ہر طریقہ میں جبہ و دستار (کا رواج) ہے۔ جبکہ قادری طریقہ میں جمالیت کے مشاہدہ حضوری سے مشرف دیدار ہوتے ہیں۔

ہر طریقہ میں ورد اوارد و تسبیح (کا طریقہ تعلیم کیا جاتا) ہے۔ جبکہ قادری طریقہ سے (نور) وحدت میں غرق ہو کر نفس کو (مذموم خواہشات) سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔

ہر طریقہ میں طالب مرید کو (محض رسم رسوم) کی تقلید کرنا ہوتی ہے۔ جسکی مثال بال کاٹنے والے حجام جیسی ہوتی ہے۔ جبکہ قادری طریقہ میں عین نما توجہ سے توحید مطلق حاصل کی جاتی ہے۔

قطعہ

ہر طریقہ مفلس ہے ہر در پر سوال
قادری صاحب غنایت با وصال
قادری ہوں حاضر ہوں میں با ندا
طالبوں کو (بیشک) دکھائیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر جو کچھ بھی کہتا ہے حساب کی راہ سے کہتا ہے نہ کہ حسد کی راہ سے حضرت شاہ محی الدین کا قول بھی (اس بات کا شاہد ہے) قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

حضرت پیغمبر ﷺ جب براق پر سوار ہو کر معراج پر روانہ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے آگے پا پیادہ جلوہ دار بن کر (سدرۃ المنتہٰی تک بڑھتے چلے گئے اور وہاں جا کر رک گئے) حضور پاک ﷺ عرش سے بہت اوپر مکان اعلیٰ سے گذر کر کونین اور شش جہات سے باہر نکل کر قرب حق تعالیٰ میں فنا فی اللہ ذات اور قاب قوسین پر پہنچے تو اس وقت آپ ﷺ نے خدا تعالیٰ کی حضوری میں خوبصورت ترین نور الہدیٰ صورت فقر کو دیکھا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ فقر کی (نورانی) صورت کس کی ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کی حضوری میں معشوق الٰہی ہے۔ جواب ملا کہ یا محمد ﷺ آپ کو مبارک اور خوش خرم ہو کہ یہ زیباتر صورت فقیر محی الدین شاہ عبدالقادرؒ کی ہے۔ جو آپ کی آل اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسنی الحسینی اولاد اور الجیلانی (سادات) ہیں جن کا خطاب فقیر ہے۔

الحدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ اَلْفَقْرُ مِنِّیْ ط

حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ محی الدین میرے فقر سے ہے اور میں محی الدین کا فخر ہوں۔

یہ بھی جان لو! کہ جو کوئی محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کا اسم مبارک آپ کی حیات میں بے وضو لیتا تھا اس کا سر اس کی گردن سے جدا ہو جاتا تھا۔ لوگوں کی یہ آزمائش ان مراتب فقر کی وجہ سے تھی جو حضرت محی الدین کو قرب خدا سے حاصل تھے۔ جن کے بھاری بوجھ کو سر تا قدم ابتداء سے انتہا تک آپ نے اٹھا رکھا تھا۔ جان لے اور آگاہ ہو جا کہ اہل تقلید مثل حجام بال

کاٹنے والے زن مرید پیر و مرشد تو بہت مل جاتے ہیں۔ لیکن مرشد تو قادری ہونا چاہیئے جو ایک ہی نگاہ سے طالب کو حاضر (حضوری) ناظر (آلہ) بنا کر اس کے دل سے دنیا مردار کی محبت کا (نقش) کھرچ ڈالے۔

معراج کی شب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت پیر و دستگیر کی روح کو علم (فقر) تعلیم کیا۔ علم حلم کی تلقین کی۔ معرفت حضوری شرف عنایت کیا۔ دست بیعت کر کے ان کو متفخر و سربلند فرمایا اپنا قائم مقام (نائب) مقرر کیا۔ اورشاہ عبدالقادر کا خطاب دیا۔

حضرت پیر دستگیر مادر زاد ولی تھے۔ چونکہ آپ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے دست بیعت کی تھی۔ اس لئے اگر کسی نے ظاہر میں کسی مرشد سے دست بیعت کر رکھی ہو لیکن وہ ابھی طلب میں ہی ہو۔ (اپنے مقصود کو نہ پہنچا ہو) یا جو مرشد خود ابھی طلب کے ناقص مقام میں پھنسا ہوا ہو۔ حضرت پیر دستگیر ایسے طالب اور مرشد کو توجہ باطنی کے ساتھ مقام طلب سے باہر نکال کر مرشد کے انتہائی مراتب تک پہنچا دیتے ہیں۔ دوسرے مرشد تو طالب بناتے ہیں جبکہ حضرت پیر دستگیر طالبوں کو مرشدی مرتبہ و منصب عطا کر دیتے ہیں۔ ظاہر میں تو سب لوگ حضرت پیر دستگیر کے طالب اور مرید ہیں لیکن حضرت پیر دستگیر کے باطنی (مقام و مرتبہ) کو کوئی نہیں جانتا۔

الحدیث۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ۔۔۔ وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ وہ تھا۔

جان لو! کہ قادری طریقہ بادشاہ کی مثل ہے۔ اور دوسرے طریقے رعیت کی مانند فرماں بردار او اس کے حکم کے تابع ہیں۔ ہر طریقہ میں ریاضت اور سلک سلوک کی طریقت پیشوائے راہ ہے۔ جبکہ کامل قادری پہلے ہی روز

قرب اللہ میں حضوری انوار سے مشرف دیدار ہو جاتا ہے

مثنوی

سُہروردی اس نُر سے آگاہ نہیں
نقش بندی کو یہ حاصل راہ نہیں
خواجہ چشتی ریاضت راہ بر
بہر دنیا ز و جاہ حاصل نظر
ابتدائے قادری حاصل لقاء
انتہائے قادری با مصطفیٰ ﷺ

الحدیث۔۔ مَنْ سکت عَنِ اَلْکَلِمَۃِ اَلْحَقِّ فَھُوَ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ۔۔ جس نے حق بات کہنے کے (موقعہ) پر خاموشی اختیار کر لی وہ گونگا شیطان ہے۔

فقیر جو کچھ کہتا ہے از روئے حساب کہتا ہے۔ نہ کہ از روئے حسد۔ قادری فقیر کا مرتبہ لاحد۔ لاعدد ہے جو وہم و فہم میں نہیں سما سکتا۔

قادری طریقہ کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اول یہ کہ یا تو وہ رافضی خارجی قادری سلسلہ کا دشمن ہے۔

دوم یہ کہ یا وہ ناقص کاذب اور حاسد ہے۔

سیوم یہ کہ وہ مردود منافق ہے۔

اے جان عزیز! تجھے اتنی عقل و تمیز تو ہونا چاہیئے کہ جب راہ فقر میں قدم رکھے تو طریقت کی ابتداء و انتہاء کا (ہر) طریقہ اور مرشد کے حق و باطل ہونے کو باتوفیق ہو کر تحقیق کرے۔

توفیق کی بھی چار اقسام ہیں۔

اول توفیق علم -- (جس سے راہ سلوک و طریقت کی تحقیق کی جاتی ہے) اس قسم کی توفیق مطلق (انسانی) شعور سے حاصل ہوتی ہے۔

دوم توفیق تصور اسم اللّٰہذات کی ہے جو ولی اللّٰہ اہل حضور کو نصیب ہوتی ہے۔

سیوم توفیق قلبی تصدیق سے حاصل ہوتی ہے۔ جس میں ذکر قلبی سے انوار ذات میں غرق ہو کر مشرف دیدا۔ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح باطن معمور ہو جاتا ہے۔

چہارم توفیق وہ ہے۔ جسمیں (فناء) کے تصور سے نفس کو فناء اور (بقاباللہ) کے تصرف سے روح کو بقا نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ عارف خدا کا مرتبہ ہے جو ہمیشہ۔ بمد نظر اللہ منظور ہوتا ہے۔ قادری طریقہ میں مرشد کے لئے فرض عین اور لازمی ہے کہ وہ طالب اللہ کو توفیق کے ان چاروں طریقوں کی تلقین کرے۔ جاننا چاہیے کہ (راہ) طریقت کا ہر طریقہ رنج کش آفات میں (مبتلا) کر دیتا ہے۔ جبکہ قادری طریقہ میں پہلے ہی روز تصور (اسم اللہ) ذات سے فنافی اللہ ہوجاتے ہیں۔

قادری طریقہ مثل آفتاب ہے جبکہ دوسرے طریقہ ہائے (سلوک) مثل چراغ ہیں۔ (چراغ راچہ نسبت با آفتاب)

بعض شیطانی وسواس (کے اسیر) اور نفسانی خطرات (کے غلام) جاسوس بن کر (قادری طریقہ اختیار کرلیتے ہیں)

بعض کسی حیلہ یا وسیلہ سے قادری (سلسلہ) خلافت حاصل کر لیتے ہیں۔

اس طرح ان کا ظاہری مقصود (حصول خلافت کی خواہش) تو پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن باطن میں وہ مردود ہی رہتے ہیں۔ بعض (دنیاوی شہرت کی خاطر) کہا کرتے ہیں کہ ہمیں ہر طریقہ کی خلافت حاصل ہے (اور ہم ہر طریقہ سلوک میں لوگوں کو بیعت کرنے کے مجاز ہیں) قادری طریقہ (جیسا نورالہدیٰ کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہو گا) اتنا عظیم تر ہے۔ کہ قادری کو صد حیاء اور ہزار شرم آتی ہے کہ وہ کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ (جو قادری سلوک کا عامل کامل) ہے۔ اور طالب مرید قادری ہے۔ نہ تو وہ کسی دوسرے طریقہ کے (مرشد) سے کوئی التجا کرتا ہے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے طریقہ کے (ذکر اذکار مراقبہ) کی احتیاج رکھتا ہے۔ (لیکن جو جاہل ہے دربدر دھکے کھانا اس کا مقدر ہے)۔

طالب مرید قادری مثل شیر ہے۔ وہ ہرگز لومڑی کا منہ دیکھنا پسند نہیں کرتا طالب مرید قادری مثل شہباز بلند پرواز (عالم) قدس کا (سیرانی) ہوتا ہے۔ وہ کبھی گدھ کی ہم نشینی اختیار نہیں کرتا۔ طالب مرید قادی مست اونٹ کی مثل ہے۔ جو کانٹے کھاتا ہے لیکن بھاری بوجھ اٹھاتا ہے۔

جو کوئی خاص اعتقاد اور اخلاص سے "یا شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ شیئاً للہ" کہتا ہے۔ اس نام مبارک کی برکت سے (راہ سلوک) کی ابتدا اور انتہا اس پر روشن ہو جاتی ہے۔ معرفت، ہدایت ولایت اور فقر تمام اسے حاصل ہو جاتا ہے وہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جب فقر تمام ہوتا ہے تو اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے کا (مصداق بن جاتا ہے) شاہ عبد القادر محی الدین کے معظم اور مکرم نام میں وہ تاثیر ہے جس سے مشاہدہ معراج نصیب ہو جاتا ہے۔ جس کسی کو

آپ کا معظم نام پکارنے سے حضوری مشاہدہ معراج کی معرفت نصیب ہو جائے اسے ریاضت، چلہ کشی کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

ہر طریقہ میں طالب مرید کو ذکر فکر مراقبہ میں کوشش کرنا ہوتی ہے۔ اور مرشد کے لئے باطنی توجہ کی کشش سے (اپنے مرید کو روحانی مناز طے کروانے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ قادری طریقہ میں نہ تو کوشش کی ضرورت ہے نہ کشش کی حاجت۔ کیونکہ (قادری مرشد) طالب اللّٰہ کو اسم اللّٰہ کی ذات کے تصور کی تلقین کر کے ایک ہی توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

مثنوی

نہ ہی کشش نہ ہی کوشش کا ثواب
غرق فی التوحید فی اللّٰہ بے حجاب
نفس و روح و ہوا سب کچھ گیا
غرق فی التوحید ہوں دیکھوں خدا

غرق کیا ہے؟ اور توحید کسے کہتے ہیں؟

غرق اور توحید غیر مخلوق ہے۔ جو اسم اللّٰہ ذات سے نظر آتا ہے۔ یہ حق کے مراتب ہیں اور حق کے ساتھ ہیں۔۔ جب کوئی تصور اسم اللّٰہ ذات سے (حق) کی حضوری حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کا باطن نور حق سے معمور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (پ ۲۶ ع ۹) اللّٰہ تعالیٰ تمہارے پہلے اور بعد کے گناہ بخش دے گا۔ پس اہل مغفور کا وجود اسم اللّٰہ ذات لا زوال کی قید میں

آجاتا ہے۔ جس سے وہ باوصال ہو جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تصور اسم اللّٰہ ذات سے صاحب وصال صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے بھی سلب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی تقویت اسم اللّٰہ ذات لازوال سے ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو کوئی سر تا قدم اسم اللّٰہ ذات کے تصرف میں آجائے اس کا(وجود) نور ہو جاتا ہے۔ (بعد ازاں) جو کوئی علم نور کا سبق پڑھتا ہے(اور اس پر مداومت اختیار کرتا ہے) اس کا نفس نور۔ قلب نور۔ روح نور۔ سر نور اس کی بینائی نور شنوائی نور اور گویائی نور ہو جاتی ہے۔ اس کی قال نور اس کے افعال نور اعمال نور۔ احوال نور وصال نور۔ جمال نور ہوجاتا ہے۔ اس کا کھانا پینا نور بن جاتا ہے۔ اس کی خواب نور ہو جاتی ہے۔ وہ دیدار میں بھی مشرف نور ہوتا ہے۔ اس کا تصور تصرف نور توجہ نور۔ اس کا قرب معرفت نور اس کو نور جمعیت با ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہر عضو نور بن جاتا ہے۔ طالب مرید قادری با ایمان باطن معمور کے یہ ابتدائی مراتب ہیں۔ حضرت محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ اَلْمُرِیْدِیْ لَا یَمُوْتُ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ۔۔ میرا مرید نہیں مرتا مگر ایمان پر کیونکہ جانکنی کے وقت حضرت شاہ محی الدین کی رفاقت سے بالتحقیق کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کی توفیق (طالب مرید قادری) کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اور کلمہ طیب اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

پس نور کیا ہے ؟ اور نور کسے کہتے ہیں

(صاحب تصور کو) اسم اللّٰہ ذات کے حروف کے درمیان سے نور ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ انوار ہی دیدار کا وسیلہ ہیں۔ جو شریعت میں ہوشیار ولی اللہ کو

نصیب ہوتے ہیں۔(ایسے لوگوں کے لئے) دنیا مردار بدبودار ظلمات کا درجہ رکھتی ہے۔

قولہ تعالیٰ ۔۔۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (پ۳ ع۲)

اہل ایمان میں سے اللہ تعالیٰ جس کو اپنا ولی بناتے ہیں اسے ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔ طالب مرید قادری اہل نور اولیاء اللہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری اور بمد نظراللہ منظور ہوتے ہیں۔ جو کوئی ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے وہ قرب اللہ کی قید میں آجاتا ہے۔۔ پھر وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے ۔ اور اپنی ذات کو کبھی بھی درمیان میں نہیں لاتا جو کوئی قرب اللہ حیّ و قیوّم سے معرفت اور تصوف کے علم علوم کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ تصوف میں وصال کے حال احوال سے بے خبر رہ کر سیاہ دل اور شرمندہ ہو جاتا ہے۔ اسے حروف میں نور کی صورت کی (بھی خبر نہیں ہوتی) وہ حضوری توفیق سے بھی (بے بہرہ) رہتا ہے۔

یہ کلام سخن خدا عطائے خدا تعالیٰ ہے۔ اور جو کچھ سر اسرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے باعث باقی رہ گئے تھے۔ آج بھی ان کا ظہور ہو رہا ہے۔ یہ تصنیف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات کا(بیان) ہے۔ جو باقی رہ گئے تھے جنہیں فقیر باھُو نے حضوری علم سے حاصل کیا ہے۔اس تصنیف کے مطالعہ سے سراسرار کے منور معجزات کا علم بالیقین و با اعتبار ظاہر ہو جاتا ہے۔ اکثر بزرگان (دین) اور مصنفوں کی کتابیں الہامی ہوتی ہیں۔ لیکن اس فقیر کی تصنیف قرب اللہ اور حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر لکھی

گئی ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کم بخت بد طالع کو نیک طالع بنا دیتا ہے۔ اس لئے اس کتاب کا شب و روز مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔ اللّٰہ بس ماسویٰ اللّٰہ ہوس یہ کتاب نہ تو علم وارادات پر مبنی ہے۔ نہ ہی نفی اثبات کی ابتداء کے بیان پر مشتمل ہے۔ یہ ذات کی طرف سے (عطائے الٰہی) ہے۔ جو (ذات) باذات کر دیتی ہے۔ یہ (حیّ وقیّوم) کی طرف سے (درس) حیات ہے جو ([illegible] کو) حیات بخش دیتی ہے۔ یہ (منجانب اللّٰہ وسیلہ) نجات ہے جو نجات عطا کر دیتی ہے۔ یہ قرآن مجید کی ناسخ آیات کی طرح (باطل راہوں) کو منسوخ کرنے والی اور (محکم) آیات کو واضع کرنے والی ہے۔ اس (کتاب اور اس کی تعلیمات) کو اس قسم کے اعلیٰ درجات اس لئے حاصل ہیں۔ کیونکہ اس کی ابتداء میں ہی قرب حق تعالیٰ بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ نعمت و سعادت صرف عاشقوں اور واصلوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جَزَاکَ اللّٰہُ فَنَافِی اللّٰہِ کے یہی مراتب ہیں۔

ابیات

کوئی گر پوچھے کہ کیا ہے قرب حق
ترک کر جملہ خلق اور ہر طبق

جز خدا دیگر نہ دیکھ گر بینا ہے
گر دیکھتا نہیں تو حاسد اہل کینہ ہے

فقیر جو کچھ کہتا ہے حساب کی رو سے کہتا ہے نہ کہ حسد کی راہ سے بعض طریقتوں میں بدبودار دنیا مردار درم و دینار بے شمار حاصل ہوتے ہیں بعض

طریقوں میں ریاضت سے تقویٰ بہشت گلشن گل بہار (کی امید) ہو جاتی ہے۔
جبکہ قادری طریقہ سے (دنیا میں ہی) معرفت اللّٰہ دیدار حاصل ہو جاتا ہے۔
الحدیث:۔ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ ------ جس کا مولیٰ ہے اسی کا سب کچھ ہے۔
الحدیث:۔ اَلسَّاكِتُ عَنِ الْكَلِمَةِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ اَخْرَسُ --- جو کوئی حق بات کہنے سے خاموشی اختیار کرلیتا ہے وہ گونگا شیطان ہے۔

دنیا کا طالب مخنث ہے۔ عقبیٰ کا طالب مونث ہے۔ مولیٰ کا طالب مذکر ہے۔ ہر طریقہ (کا طالب مرید دنیا کا) تارک اور (خواہش جنت) سے فارغ مرد مذکر ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ معرفت اور توحید تمام میں توجہ سے کل مخلوقات ہر ایک منزل مقام کو طے کیا جاتا ہے۔ ہر خاص و عام ہر دو جہان کو توحید کے ایک حرف میں طے کرلیتے ہیں۔ راہ معرفت کی انتہا تجرید و تفرید ہے۔ معرفت کی انتہاء توحید تفرید ہے (کامل مرشد) ابتداء میں محبت کا سبق بغیر محنت بخش دیتا ہے۔ وہ طلب بے طاعت۔ راز بے ریاضت۔ مشاہدہ بے مجاہدہ۔ معرفت بے مراقبہ۔ گنج بے رنج۔ توفیق بے طریق۔ قرب ۔بے قوت۔ آگاہ بے نظر نگاہ۔ ذکر بے فکر۔ بقاء بے فناء۔ لقاء بے جفا۔ دیدار بے قلب بیدار۔ معراج بے استدراج۔ بخش دیتا ہے۔ وہ حضوری با جسم نور۔ علم با حلم۔ حکمت با حکم۔ دم بے غم۔ وجود با کرم۔ پاس باانفاس۔ صدق باتصدیق۔ اقرار باصدیق۔ ترک باتوکل۔ رحمت با روح۔ زندگی باقلب ۔ تصفیہ نظر با چشم عیان۔ تزکیہ بانفس امارہ۔ سر بااسرار۔ مجلس بااعتبار۔ یقین بادیدار۔ جمعیت باجمال۔ وحدت باوصال

- وصال لازوال- قال باحوال- تصرف باتصوروتوجہ- تفکروغرق بامشاہدہ حضور- کشف وکرامات بااہل قبور- حیات باممات- سیری باگرسنگی- عنائیت باعنایت- ہدایت بانہایت- ادب باحیاء- رضاءباقضاء- وصل بااصل- توفیق با علم دقیق کے جملہ مراتب قرب خدا اور مجلس محمدی ﷺ سے بخش دیتا ہے- یہ سب مراتب بھی مبتدی قادری کے ہیں- ان پر غرور نہ کرنا چاہیے- فقر کی راہ اس سے بہت آگے ہے-

چنانچہ فقر(فخر) محمدی ﷺ جسکا فیض فضل قادری (طالب مرید) کو عطا کرتا ہوں وہ بیان کرتا ہوں- اے طالب جان فدا سن لے اور اے مرشد فیض فقر نما تو بھی سن لے! اکثر کہا جاتا ہے، کہ فقر کی انتہا ایک توجہ ہے دوسرے رضا-(ان ہردو مقامات) کے حصول پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے- بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنا چاہیے -

آخر فقر کیا ہے؟

فقر کے چار مراتب ہیں-

اول یہ کہ تصور اسم اللہذات سے وہ ہمیشہ (نور ذات) میں غرق رہے- اور کونین ہر دو جہاں اس کے قدموں کے نیچے ہوں- اور جملہ فرشتے غلاموں کی مانند اس کے حکم کے تابع ہوں- یہ بھی فقر تمام ہے- لیکن فقر خام ہے - اس پر مغرور نہ ہونا چاہیے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنا چاہیے-

دوم یہ کہ (فقیر) پر بھی یہ فرض عین اور لازم ہے کہ عرش تا تحت الثری نظر سے طے کرے- اور نظر سے ہی اہل قبور کو زندہ کر کے (قلب و روح) کی زندگی بخش دے- لوح محفوظ کا ہمیشہ مطالعہ کر کے لوگوں کو ان کی قسمت

نیک و بد بتاتا رہے۔ پانچوں وقت کی نماز حرم طیبہ میں حاضر ہو کر ادا کرے حلال کھائے اور حرام کو ترک کر دے۔ یہ بھی فقر تمام ہے لیکن فقر خام ہے۔ اس پر بھی مغرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ اور آگے بڑھنا چاہیے۔

یہ سب ناسوتی مراتب ہیں اور محتاج کے (درجہ میں ہیں) جبکہ فقیر لایحتاج ہوتا ہے۔ اور لایحتاج اسے کہتے ہیں جس نے سات خزانے اور سات قسم کے معراج کا مشاہدہ حاصل کر لیا ہو۔

الحدیث:۔ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ۔ فقر لایحتاج ہوتا ہے (ہر ایک سے) سوائے اللہ کی ذات کے۔

وہ سات خزانے حسب ذیل سات قسم کے معراج سے تعلق رکھتے ہیں۔

اول معراج علم۔ دوم معراج حلم۔ سوم معراج محبت۔ چہارم معراج معرفت۔ پنجم معراج مشاہدہ حضور۔ ششم معراج ہم مجلس صحبت انبیاء واولیاء اللہ۔ ہفتم معراج فقر۔ فقر کے یہ مراتب الحدیث:۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب فقر تمام ہوتا ہے (تو فقیر کے وجود میں) اللہ ہی رہ جاتا ہے۔ کے مطابق حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقر تمام کو پہنچے ہوئے فقیر کی شناخت اس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ ایسے فقیر کی تلقین سے [illegible] (طالب مرید) پہلے ہی [illegible] تمامیت فقر کے مرتبہ پر پہنچ کر کونین پر امیر ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا فقر اور فقیر قادری طریقہ میں ہی ہو سکتا ہے۔ قادری طریقہ کو کسی دوسرے طریقہ والا سلب نہیں کر سکتا کیونکہ طالب مرید قادری سب طریقوں پر غالب ہوتا ہے۔ قادری طریقہ اور قادری فقر خدا تعالیٰ کے امر میں سے ایک غالب امر ہے۔ قولہ تعالیٰ

-- وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ -- اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے--(پ۱۲ع ۱۳)

سن لو! کہ قادری کو (سنگ) پارس کے سات خزانے حاصل کرنا ہوتے ہیں - جو کوئی انہیں حاصل کرلیتا ہے اسے مرتبہ فقر میں غنی فقیر کہتے ہیں - وہ لایحتاج ہوتا ہے- جو نبی ﷺ کی مجلس کا حضوری ہوتا ہے- جو فقیر اس صفت سے موصوف نہ ہو وہ اہل شکایت بن جاتا ہے- وہ روٹی کی طلب میں زبان کھولتا ہے- اور اپنی قسمت پر نہ تو شاکر ہوتا ہے - اور نہ ہی (اپنا رزق) منجانب اللہ ہونے پر (یقین) رکھتا ہے- اس قسم کے فقیر کو اہل شقی کہتے ہیں-

شرح کامل عامل مکمل

نورالہدیٰ و معشوق خدا جامع عاشق محمد مصطفیٰ ﷺ

کامل کل کے یہی جملہ مراتب ہیں- کہ اسے کامل مکمل - اکمل جامع -- نورالہدیٰ - عاشق و معشوق کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے - اسی لئے اس کو کامل کل اہل توحید کہتے ہیں- کیونکہ اس کی نظر اور توجہ مثل کلید ہوتی ہے- وہ اس چابی کو جس مقصد کے حصول کے لئے کسی بھی تالے میں لگاتا ہے- اسے کھول کر دکھا دیتا ہے-

کامل بھی کئی قسم کے ہیں- بعض اہل تقلید - بعض اہل توحید - بعض خلق پسند اہل زندیق- بعض کامل خالق پسند ہوتے ہیں- اسی طرح کامل بھی بہت سے ہیں - اور ناقصوں کو کامل کہنے والے لوگ بھی بہت سے ہیں

درا صل کامل تین ہی قسم کے ہیں۔

کامل حیات اہل نفسانی

کامل ممات اہل روحانی

کامل ذات صاحب قرب ربانی ۔ جیسا کہ سلطان عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز(کامل ذات) ہیں۔

پس کامل حیات۔کامل ممات اور کامل ذات کس کو کہتے ہیں۔ ؟ کامل حیات اس کو کہتے ہیں جو اپنی ظاہری زندگی میں اپنی طالبوں اور مریدوں کو تلقین کر کے فیض یاب کر دیتے ہیں۔اوراس کے ہر مطلب تک پہنچا دیتے ہیں ۔ ایسے کامل کو توجہ توفیق میں(کامل) کہتے ہیں۔

کام ممات اس کو کہتے ہین ۔جو اپنی زندگی میں توکسی کو طالب مرید نہ کرے لیکن جب وہ فوت ہو کر عالم ممات میں چلا جائے تو لوگوں کو خواب میں طالب مرید کر کے فیض سے بہرہ ور کر دے۔ اور (باطن میں) جو کچھ بھی اپنے طالب مریدوں سے کہے ظاہر میں ان کو وہ مطلب حاصل ہو جائے۔ ایسے (کامل) کو کامل تصدیق کہتے ہیں۔

کامل ذات وہ (فقیر ہوتا) ہے جس کیلئے حیات و ممات ایک ہو۔ جس کے لئے ظاہر باطن اور باطن ظاہر ایک ہو۔ وہ اپنے طالبوں اور مریدوں کو ہر قسم کے درجات سے بہرہ ور کر دے۔ ہر قسم کے مطلب و مطلوب مرغوب القلوب تک پہنچا دے۔

قولہ تعالیٰ۔۔۔۔۔۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پ۲ ع۳)
اور جو لوگ راہ خدا میں قتل ہو جاتے ہیں۔ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔ اس قسم کے کامل قاتل نفس ہوتے ہیں۔ نفس کے قتل کی شہادت اور تحقیق ان کے (زندہ) قلب ہونے سے ملتی ہے۔ وہ شہید اکبر روح اور شہید اکبر سر فقیر صاحب اسرار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مشاہدہ دیدار میں غرق ہوتے ہیں۔اس قسم کے کامل فقیر کو اگر کوئی طالب مرید بااخلاص یا دوست آشنا اعتقاد خاص سے یاد کرتا ہے تو وہ اسی وقت روحانی توفیق سے جُثہ نفس یا جثہ قلب یا جُثۂ روح یا جُثۂ سر یا جُثہ نور سے حاضر ہو جاتا ہے۔ جو کوئی کامل (ذات) کا نام لیتا ہے۔ بے شک وہ حاضر ہو جاتا ہے۔بلکہ طالب مرید سے ہم سخن ہو جاتا ہے۔ وہم یا دلیل یا الہام یا خیال یا آواز یا خوشبو سے اپنی (آمد کی اطلاع) دے دیتا ہے۔ یا تسبیح کا حکم دیتا ہے۔ یا اپنے جمال (باکمال) کا دیدار کروا دیتا ہے ۔ لیکن دیکھنے والا بھی صاحب معرفت قرب و وصال کا مرتبہ رکھنے والا ہونا چاہیئے۔ اگر مرشد ظاہر باطن اور باطن ظاہر میں (قوت) نہ رکھتا ہو اور اس صفت سے موصوف نہ ہو۔اس کا وجود عظیم ظاہر نہ ہو اور وہ ظاہر میں (طالبوں) سے ہم سخن نہ ہو سکتا ہو۔ تو ایسا زن سیرت اور مخنث صورت (کامل) مرشد کیسے ہو سکتا ہے۔ ؟ کیونکہ وہ مردہ دل چارپائیوں (حیوانوں) سے بد تر نفس کا قیدی اور ظالم ہے ۔ مرشد اور پیر ہونا طالب اور مرید ہونا آسان کام نہیں ۔ بلکہ سراسرار کا مشاہدہ ہے۔ اس قسم کا کامل فقیر تمام ہوتا ہے۔جس کے لئے حیات اور ممات برابر ہو جاتی

ہے۔ وہ نور معرفت اللہ سے آب حیات کا جام پی لیتا ہے۔ ایسا فقیر ہی کامل فقیر ہے۔ جو فقر کے لئے تمام ہے۔

الحدیث ------اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط

تمامیت فقر لا زوال ہے۔ جو کسی قسم کے گناہ سے بھی سلب نہیں ہوتی۔ وہ بد نظر اللہ (منظور) بارگاہ ہوتا ہے۔ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ تمامیت فقر و کاملیت فقر و معرفت و قرب حضوری فقر و مشاہدہ انوار دیدار فقر طریقہ قادری میں ہی ہے۔ اگر کوئی دوسرا ایسا دعویٰ کرتا ہے تو وہ لاف زن جھوٹا مردہ دل اہل حجاب ہے۔ لیکن مثل آفتاب روشن اور فیض بخش کامل قادری بھی جہان میں (مثل عنقا) کمیاب ہیں۔ کامل قادری کو اس بات سے شناخت کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے طالب مرید کو ظاہر میں تلقین ارشاد نہیں کرتا بلکہ توجہ باطنی

یا حاضرات اسم اللہ ذات

یا کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کی کُنہ سے مجلس محمدی ﷺ میں داخل کر کے حضور پاک ﷺ سے اس کو تعلیم تلقین۔ہدایت ولایت کا منصب اور حکم اجازت سے سرافرازی عطا کر دیتا ہے۔ اور طالب کو خدا و رسول ﷺ کے سپرد کر کے خود کو درمیان سے نکال لیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ--وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ (پ ۲۴ ع

کامل قادری جو باطنی طریقہ سے حضوری مجلس ﷺ میں پہنچا نہیں سکتا اور

اس قسم کی توفیق نہیں رکھتااور محمد رسول اللہ ﷺ سے فیض نہیں دلا سکتاوہ شخص قادری طریقہ کے کاملوں کی راہ سے واقف نہیں۔ اور قادری کو جو حقیقی قرب حاصل ہوتا ہے اس سے آگاہ نہیں۔ کامل سے تلقین لینا ہی مقصود حقیقی ہے۔ ورنہ ناقص سے تلقین لینا تو طالب کے لئے حرام ہے۔

بیت

میں ہوں قادری کامل ہوں قرب از کرم
قادری کی دشمن ہے دنیا درم

مطلب یہ کہ قادری طریقہ میں قدرت و قرب و توفیق و جمعیت با لتحقیق الرحمٰن (کی رحمت) شریعت کی (پیروی) کی برکت قرآن مجید کی تفسیر با تاثیر نص حدیث (کی راہ سے) روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ دنیا کو جمع کرنا اور اس سے جمعیت حاصل کرنا فرعونی خصلت اور متاع شیطان ہے۔ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ دین و دنیا دونوں مجھ پر عطا و بخشش ہیں۔ یہ سب شیطانی حیلہ اور نفسانی خواہشات (کی کثرت) کی وجہ سے ہے۔

قادری کے لئے لازم ہے کہ اول تمام دنیا کو اپنے تصرف میں لے آئے۔ چنانچہ جس طرح اپنے (تصرف میں) لائے اسی طرح اسے چھوڑ دے۔ (اور یہ بھی یاد رکھے) کہ دنیا کو اپنے تصرف میں لانے کا عمل صرف اس لئے ہے کہ دنیا سے اس کا دل سرد ہو جائے اور بعد ازاں اسے دنیا کبھی یاد نہ آئے۔

مصرع۔ دنیا جسے ملی نہیں دیتا ہے پارسائی کا فریب

شرح دعوت

انتہائی دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے عرش و کرسی لوح و قلم۔ کعبۃ اللہ و حضرت مدینہ از ماہ تا ماہی جنبش میں آجاتے ہیں۔ گویا کہ بود سے نابود ہو گئے۔ گویا کہ قیامت قائم ہو گئی۔ حشر گاہ کی مثل اٹھارہ ہزار عالم حیرت عبرت کھا جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ صاحب دعوت اس دعوت سے فارغ نہیں ہوتا کہ (اس کی جملہ مہمات انجام پذیر) ہو جاتی ہیں۔ اس دعوت پڑھنے والے کو (مندرجہ ذیل امور) مد نظر رکھنا چاہیے۔

i۔ قبر (پر دعوت حسب دستور پڑھی) جائے۔

ii۔ قرآن مجید پڑھا جائے۔

iii۔ صاحب (دعوت) قرب (اللہ) سے دعوت پڑھنا جانتا ہو

iv۔ (صاحب دعوت) کا قلب قالب زندہ ہو

ایسی دعوت پڑھنے والے کو یہ مراتب (حاصل) ہوتے ہیں۔ کہ وہ دائرہ دل میں (زندہ) دم کے ساتھ ذکر (اسم ذات یا ذکر کلمہ طیبؐ) سے شروع کرتا ہے۔ جس سے ذاکر کو ہمیشہ فرحت روح نصیب ہوتی ہے۔ جس سے وہ بے غم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے (دعوت پڑھنے والے) ذاکر اس جہاں میں بہت کمیاب ہیں۔

بیت

سارا عالم ایک دم ہے کرلے دم در دم فناء

زندہ اس سے ہو گا ذاکر باخدا

الحدیث--- ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِّنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ --- اللہ تعالیٰ کا ذکر سب فرائض سے پہلا فرض ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ابیات

ہر حرف کلمہ سے حاصل ذکرش ہزار
ہر حرف سے حاصل ہو وحدت نگار
ذکر کروا دیتا ہے دیدار خدا
دیدار نہ ہو تو ذکر کیسے روا
ذکر حق تو نور ہے اور بے آواز
ایسا ذکر کرتے ہیں عاشق جانباز
غرق فی اللہ غرق سے دیدار ہو
ذاکروں کی نظر بر دیدار ہو

قولہ تعالیٰ -- وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (پ۱۵ ع ۱۲) اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر (استغراق فی اللہ میں) کیا کرو۔

ایسا ذکر پہلے تو ذاکر کو حضوری مشاہدہ میں لے جاتا ہے۔ بعد ازاں ذاکر اپنے جُثہ کو بھول کر (نور اللہ) میں غرق ہو جاتا ہے۔

ابیات

ذکر با نور ہے جو لے جائے حضور
کس طرح ذاکر بنیں اہل الغرور

ذکر تو اک ذوق ہے بس لازوال
ذاکروں کو ذکر کر دے با وصال
ذکر با موت ہے یعنی موت معرفت
مردہ کو زندہ کرے عیسیٰؑ صفت
ذکر حبس اور روکنا دم سر ہوا
کیسے ذاکر ہو سکیں یہ بے حیاء
ذکر با عین ہے ذاکر با عیان
ذاکروں کی موت ہے بس لامکان
ذکر جس کو جانتا ہے ہر گز نہیں ذکر
دیدار اللہ کے بغیر کوئی نہیں ذکر

قولہ تعالیٰ۔۔ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى
جو اس جگہ اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہے۔ (پ۱۵ ع۸)

ابیات

ذاکروں کا چہرہ تو ہے خوب تر
کس طرح ہوں گے یہ ذاکر گاؤ خر
آنکھیں بند کرنا رسم ہے اندھوں کا
مجھ کو چہرہ نظر آئے از وحدت لقاء
دیکھتا ہے جو وہی ہے قادری
کامل و عامل بود حاضر نبی ﷺ

جس کو حاصل ہے ذکر با توفیق حق
پاؤں اس کے چومے گی جملہ خلق
با حضوری ذکر ذاکر خاص دین
ذاکر خدا خوش ہو کے دیکھیں اہل از یقین
ذاکروں کو بے سر ہوئے نے حاصل اسرار
پہلے تم خود دیکھ لو پھر اعتبار
پیر میرا محی الدین وہ نیک نام
ہم عرب ہم عجم ہندی سب غلام

جاننا چاہیئے کہ پیر (غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ) کو پیغام کی آمدورفت پیغمبر علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ جو لازوال ذکر بخشنے والے اور معرفت وصال میں پہنچانے والے ہیں۔

ابیات

ذکر اک توفیق ہے تحقیق از خدا
ذکر اک تلقین ہے از مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
بے پیر بے مرشد تو ہے شیطان صفت
طالبوں کا راہزن ہے بے معرفت
جس کو حاصل یہ ذکر وہ ثانی خضر
جو کوئی بے ذکر ہے مردود تر

احوال حاضرات

نقش دائرہ (حروف تہجی) کی وجود یہ مشق سے کلیہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

اوہو اس کو (رقم) مرقوم کرنے سے کل و جز معلوم ہو جاتے ہیں۔ وجود میں موجود طلسمات کے معما کو صاحب معما ہی کھول سکتا ہے۔ یہ محبت۔ معرفت۔ اِلَّا اللہ کی معرفت اور مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونے کی کلید ہے۔ جو کوئی باتوفیق مرشد کامل یا طالب (مولیٰ) ہے تو وہ اس سی حرفی کی حاضرات سے حق و باطل کی تحقیق کر سکتا ہے۔ بالیقین اس (سی حرفی) کا ہر ایک دائرہ روشن آئینہ کی مانند ہے۔ جس میں قرب خدا جل و علیٰ شانہ و عز اسمہ کی معرفت سے (تجلیات نور ذات) کی رونمائی ہو جاتی ہے۔ وہ دائرہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصرف تسخیر ا تصور حاضرات	تصرف تسخیر ب تصور حاضرات	تصرف تسخیر ت تصور حاضرات	تصرف تسخیر ث تصور حاضرات	تصرف تسخیر ج تصور حاضرات
تصرف تسخیر ح تصور حاضرات	تصرف تسخیر خ تصور حاضرات	تصرف تسخیر د تصور حاضرات	تصرف تسخیر ذ تصور حاضرات	تصرف تسخیر ر تصور حاضرات
تصرف تسخیر ز تصور حاضرات	تصرف تسخیر س تصور حاضرات	تصرف تسخیر ش تصور حاضرات	تصرف تسخیر ص تصور حاضرات	تصرف تسخیر ض تصور حاضرات
تصرف تسخیر ط تصور حاضرات	تصرف تسخیر ظ تصور حاضرات	تصرف تسخیر ع تصور حاضرات	تصرف تسخیر غ تصور حاضرات	تصرف تسخیر ف تصور حاضرات
تصرف تسخیر ق تصور حاضرات	تصرف تسخیر ک تصور حاضرات	تصرف تسخیر ل تصور حاضرات	تصرف تسخیر م تصور حاضرات	تصرف تسخیر ن تصور حاضرات
تصرف تسخیر و تصور حاضرات	تصرف تسخیر ھ تصور حاضرات	تصرف تسخیر لا تصور حاضرات	تصرف تسخیر ء تصور حاضرات	تصرف تسخیر ی تصور حاضرات

ان حروف سے بیان (یعنی علم دعوت) اور (عین) العیان کے (دونوں مراتب حاصل ہو جاتے ہیں) جس سے معرفت مکشوف ہو کر روشن ضمیر بن جاتے ہیں ۔ ہر دائرہ میں دولت کے دائمی خزانے علم کیمیاء اکسیر کا مکمل عمل موجود ہے۔ جس سے ہر موکل قیدی اور غلام ہو جاتا ہے۔

لیکن طالبوں کے لئے کھلی خوشخبری ہے کہ وہ (یہی سب کچھ) بطور نعم البدل (اللہ تعالیٰ) کے ننانویں (صفاتی) اسماء سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اسم اعظم کو بھی اپنے تصرف میں لا سکتے ہیں۔ ننانویں اسمائے پاک کا دائرہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصرف یامالک حاضرات	تصرف یارحیم حاضرات	تصرف یارحمٰن حاضرات	تصرف یااللہ حاضرات
تصرف یامؤمن حاضرات	تصرف یاسلام حاضرات	تصرف یاسبوح حاضرات	تصرف یاقدوس حاضرات
تصرف یامتکبّر حاضرات	تصرف یاجبّار حاضرات	تصرف یاعزیز حاضرات	تصرف یامھیمن حاضرات
تصرف یاغفّار حاضرات	تصرف یامُصوّر حاضرات	تصرف یاباری حاضرات	تصرف یاخالق حاضرات

تصرف یاقہّار حاضرات	تصرف یاوہاب حاضرات	تصرف یارزّاق حاضرات	تصرف یاشکور حاضرات
تصرف یاعلیّ حاضرات	تصرف یاکبیر حاضرات	تصرف یاحافظ حاضرات	تصرف یامقیت حاضرات
تصرف یاجلیل حاضرات	تصرف یاکریم حاضرات	تصرف یارقیب حاضرات	تصرف یامجیب حاضرات
تصرف یاواسع حاضرات	تصرف یاودود حاضرات	تصرف یامجید حاضرات	تصرف یاباعث حاضرات
تصرف یاشہید حاضرات	تصرف یاحق حاضرات	تصرف یاوکیل حاضرات	تصرف یاقویّ حاضرات
تصرف یافتّاح حاضرات	تصرف یاعالم حاضرات	تصرف یاقابض حاضرات	تصرف یاباسط حاضرات
تصرف یاحفیظ حاضرات	تصرف یاربّ حاضرات	تصرف یارافع حاضرات	تصرف یامعزّ حاضرات
تصرف یامُذِلُّ حاضرات	تصرف یاسمیع حاضرات	تصرف یابصیر حاضرات	تصرف یاحکم حاضرات

تصرف یاعدل حاضرات	تصرف یاخبیر حاضرات	تصرف یاحلیم حاضرات	تصرف یاعظیم حاضرات
تصرف یاعلیم حاضرات	تصرف یاغفور حاضرات	تصرف محمدؐ حاضرات	تصرف فقر حاضرات
تصرف ھو حاضرات	تصرف جمعیت حاضرات	تصرف کل حاضرات	تصرف یامتین حاضرات
تصرف یاولیّ حاضرات	تصرف یاحمید حاضرات	تصرف یاخفی حاضرات	تصرف یابدیع حاضرات
تصرف تصور یامحی کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاممیت کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاحیّ کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاقیّوم کلید حاضرات کل
تصرف تصور یاواحد کلید حاضرات کل	تصرف تصور یااحد کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاصمد کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاقادر کلید حاضرات کل
تصرف تصور یامقتدر کلید حاضرات کل	تصرف تصور یامقدم کلید حاضرات کل	تصرف تصور یامؤخر کلید حاضرات کل	تصرف تصور یااوّل کلید حاضرات کل
تصرف تصور یاآخر کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاظاهر کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاباطن کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاوالی کلید حاضرات کل

تصرف تصور یامتعالی کلید حاضرات کل	تصرف تصور یابرّ کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاتوّاب کلید حاضرات کل	تصرف تصور یامنعم کلید حاضرات کل
تصرف تصور یامنتقم کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاعفوّ کلید حاضرات کل	تصرف تصور یارؤف کلید حاضرات کل	تصرف تصور یامالک کلید حاضرات کل
تصرف تصور یاذوالجلال کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاجامع کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاغنی کلید حاضرات کل	تصرف تصور یامغنی کلید حاضرات کل
تصرف تصور یامعطی کلید حاضرات کل	تصرف تصور یامانع کلید حاضرات کل	تصرف تصور یارافع کلید حاضرات کل	تصرف تصور یانور کلید حاضرات کل
تصرف تصور یاهادی کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاباقی کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاوارث کلید حاضرات کل	تصرف تصور یارشید کلید حاضرات کل
تصرف تصور یاصبور کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاصادق کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاستّار کلید حاضرات کل	تصرف تصور یاضار کلید حاضرات کل
تصرف تصور یاصابر کلید حاضرات کل	تصرف تصور یانافع کلید حاضرات کل	تصرف تصور فنافی اللہ کلید حاضرات کل	تصرف تصور بقاباللہ کلید حاضرات کل
تصرف تصور الذی کلید حاضرات کل	تصرف تصور لیس کلید حاضرات کل	تصرف تصور کمثلہ کلید حاضرات کل	تصرف تصور شیء کلید حاضرات کل

تصرف تصور وھو کلید حاضرات کل	تصرف تصور السمیع کلید حاضرات کل	تصرف تصور العلیم کلید حاضرات کل	تصرف تصور وعداللّٰہ کلید حاضرات کل
تصرف تصور الحقّ کلید حاضرات کل	تصرف تصور انّک کلید حاضرات کل	تصرف تصور لاتخلف کلید حاضرات کل	تصرف تصور المیعاد کلید حاضرات کل
تصرف تصور اَللّٰہُ بس کلید حاضرات کل	تصرف تصور ماسوی کلید حاضرات کل	تصرف تصور اللّٰہ کلید حاضرات کل	تصرف تصور ھوس کلید حاضرات کل

سن لو! کہ ہر قسم کے احوال میں آدمی کو باعلم اور باشعور رہنا چاہیئے۔ خواہ وہ عالم ناسوت میں پھنسا ہوا ہو خواہ وہ لاہوت لامکان میں حضوری ہو۔ وہ ہر ذکر مذکور سے خواہ غرق میں فنافی اللّٰہ بمہ نظراللہ منظور ہو خواہ حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات سرور کائنات فخر موجودات کی حضوری مجلس میں (جثہ) نور سے (مقام) عین القرب میں حاضر ہو۔ خواہ وہ طالب مبتدی ہو۔ صاحب حاضرات اہل مراقبہ واہل عیال یا اہل خواب ہو کہ جب وہ اشتغال (اللّٰہ) میں مصروف ہو کر تصرف و تصور و توجہ و تفکر اختیار کرے۔ تو اسے چاہیے کہ اول درود یا لاحول۔ یا کُنہٖ سے کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔ اس طرح جب وہ ذکر مذکور سے آورد برد (آمدورفت) کرے گا۔ اور حضوری مجلس سے مشرف ہو گا۔ اور حقیقی مجلس اپنے حال پر قائم رہے گی۔ اگر (وہ مشاہدہ) اور احوالات نفسانی شیطانی جنات کی طرف سے یا پریشان خیالی کے باعث ہوں گے تو وہ زائل ہوجائیں گے۔ وہ

کونسی راہ ہے۔ کہ جس میں تصور اسم اللّٰہ ذات سے حضوری حق اور تصور اسم محمد ﷺ کے تبرکات سے مجلس محمد رسول اللہ علیہ افضل الصلوٰتہ واکمل التحیات حضرت سرور کائنات (کی حضوری حاصل ہو جاتی) ہے اور اہل تصور کو اسم ذات اور حضوری مجلس کی تاثیر اس طرح اپنے قبضہ میں لے آتی ہے۔ کہ وہ اسم اللّٰہ ذات کی گرمی اور مجلس محمدی علیہ الصلوات والسلام کی عظمت سے وہ جان سے بے جان ہو جاتا ہے گویا کہ (مصنوعی موت) سے مر گیا ہے۔ اگر وہ دیکھتا ہے تو جان سے جاتا ہے اگر وہ نہیں

دیکھتاتو حیرت سے پریشان ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ جس کسی کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ اس کے وجود کے ساتوں اعضاء نور ہو جاتے ہیں وہ حضوری کے لائق ہو جاتاہے۔ جب ساتوں اعضاء پر یہ نقش (مرقوم) ہوجاتا ہے تووہ مجسمہ نور ہو کرلائق حضور ہو جاتاہے۔

مثنوی

باتصور اسم اللّٰہ جثہ میرا نور ہے
باطن میرامعمور ہے جان بھی مغفورہے
یہ مراتب قادری کے از خدا
عزو شرف حاصل ہوا از مصطفیٰ ﷺ

حضورپاک ﷺ کی صحیح مجلس جس میں ذکرمذکور۔یعنی حدیث(کابیان)اور(ذکراللّٰہ) کی تسبیح خوانی ہوتی ہے۔ میں داخل ہونے کیلئے کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی قاتل تلوار سے (نفس کو قتل کر کے) داخل ہو جاتے ہیں۔ اور درود پاک پڑھنے سے مقصود اصلی حضور پاک محمد ﷺ نبی الکریم پیشوائے امت کے دیدار انوار سے مشرف چشم اعتبار اوریقین سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔ اور وصال (حضوری)میں جواب با صواب سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔ یہ محض خام خیالی نہیں۔ عارف باللہ کو عین جمال میں (حضوری دیدار) نصیب ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان کیاگیاہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

بِسم اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم ۵

بیاض اللون حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ رکھتے تھے۔

واسعۃ الجبہ۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ تھی۔

افلج الانسان حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کشادہ تھے

اقنی الانف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند تھی

اسود العین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک سیاہ تھیں۔

محمة اللحیہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی

طویل الیدین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک لمبے تھے۔

رفیق الاناصل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں مبارک پتلی تھیں

تام القد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔

ولیس فی بدیہ شعرٌ الا کا لخط من سدرہ الی سرۃ ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک پر بال نہ تھے۔صرف ایک خط سینہ سے ناف تک کھینچا ہوا تھا۔

حدیث۔مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ اَیْ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰی تَحْقِیْقًا" لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَایَقْدِرُ عَلٰی صُوْرَۃِ النَّبِیِّ وَاِنْ تَصَوَّرَ عَلٰی ھَیْئَۃِ اَلشَّیْخِ الْکَامِلِ وَلَایَصِیْرُ عَلٰی صُوْرَۃِ کَعْبَۃُ اللّٰہِ فَمَنْ اَنْکَرَ عَنْ رُؤْیَۃِ النَّبِیِّ بِمُوَافِقَہِ الْحُلْیَۃِ فَقَدْ اَنْکَرَ الْحَدِیْثَ النَّبِیِّ عَنْ وَجْہِ الْاِنْکَارِ فَقَدْ اَنْکَرَ النَّبِیُّ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ اَنْکَرَ اللّٰہَ وَمَنْ اَنْکَرَ اللّٰہَ فَقَدْ کَفَرَ۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے (خواب مراقبہ مکاشفہ یا عین العیان) دیکھا، تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا۔بے شک شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کعبہ کی (صورت بن سکتا ہے)۔جس نے مجھے خواب میں بھی دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا۔شیطان کو یہ طاقت نہیں کہ وہ نبی ﷺ کی صورت شیخ کامل کی ہیئت اور کعبتہ اللہ کی صورت اختیار کر سکے۔جس کسی نے حلیہ مبارک کے موافق حضور پاک ﷺ کی حدیث کا انکار کیا اور آپ کے چہرہ انوار کے دیدار سے انکار کیا۔اس نے نبی علیہ السلام کا انکار کیا۔جس نے نبی علیہ السلام کا انکار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔

ابیات

میں نے دیکھا ہے اور دیکھتا ہوں ہر دوام
دیدار میرا ورد ہے ہر صبح و شام
جو کوئی منکر ہو از دیدار مصطفیٰ ﷺ
کاذب و مردود ہو گا. رو سیاہ

حدیث قدسی

عِبَادُ الَّذِیْ قُلُوْبُهُمْ عَرْشِيَّةٌ وَ اَبْدَانُهُمْ وَ خَشْنَةٌ وَ هِمَّتُهُمْ سَمَاوِيَّةٌ وَ ثَمَرَةُ الْمَحَبَّةِ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَقْدُوْسَةٌ وَخَاطِرُهُمْ جَاسُوْسَةٍ وَسَمَاءُ سَقْفُهُمْ وَالْاَرْضُ بِسَاطُهُمْ وَذِكْرُ اَنِيْسُهُمْ وَ رَبُّ جَلِيْسُهُمْ اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کے قلوب (اللہ تعالیٰ) کا عرش ہیں۔جن کے بدن پراگندہ (نظر آتے ہیں) لیکن ان کی ہمت آسمانوں جیسی (بلند) ہے۔ان کے دلوں میں (اللہ تعالیٰ کا نور) ان کی محبت کا پھل ہے۔اور ان کی طبع (باطن) کی جاسوس ہے۔ آسمان ان کے گھر کی چھت ہے اور زمین ان کی سیرگاہ (صحن) ہے۔ذکر ان کا انیس ہے اور رب کریم ان کا ہم مجلس ہے۔

حدیث قدسی۔عِبَادُ الَّذِیْ اَجْسَادُهُمْ فِی الدُّنْيَا كَمِثْلِ الْمَطَرْ اِذَا نَزَلَ فِیْ الْبَرِّ يُنْبِتُ الْبَرَّ وَاِذَا اَنْزَلَ فِی الْبَحْرِ خَرَجَ الدُّرَّ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کے جسم دنیا میں اس بارش کی مانند ہیں (جس کی رحمت سے) زمین پر بناتات اگتی ہے اور

جب وہ بارش سمندر پر گرتی ہے تو موتی پیدا ہوتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (پ۱۹ ع ۴)

اور رحمان کے بندے وہی ہیں جو زمین پر آہستہ روی سے (اس کے منکسر بندوں کی طرح) چلتے ہیں۔ اور جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں (تو ان کے ساتھ بحث میں الجھنے یا ان سے مزاحم ہونے کی بجائے) ان کو سلام کہتے ہوئے (چل دیتے ہیں

قولہ تعالیٰ۔۔ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (پ۲۰ ع۶) (یا اللہ العالمین) تو جو کچھ بھی میری طرف نازل فرمائے (میں تیری بارگاہ) میں اس کے لئے سب سے بڑا فقیر ہوں۔

الحدیث۔۔۔۔لَوْلَا الْفُقَرَاءُ لَهَلَکَ الْاَغْنِیَاءُ۔۔ اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیاء ہلاک ہو جاتے

الحدیث۔۔۔۔لَوْلَا الْفُقَرَاءُ لَبَرَصَ الْاَغْنِیَاءُ۔۔۔۔۔ اگر فقراء نہ ہوتے تو اہل دنیا زحمت سے ہلاک ہو جاتے۔ فقیر وہی ہے جو انوار دیدار میں غرق فی التوحید ہو جائے

فرد

دیدار میں جان جاتی ہے جب
جان چلی جائے تو دیدار کیسے کروں
حیران اسی بات پر ہوں کہ
دیکھوں یا جان دے دوں

قطعہ

جس نے دیکھا ہو گیا کامل تمام
دنیا عقبیٰ ہوگئے اس کے غلام
ہر مرتبہ کی حد سے بڑھ کر ہے لذت دیدار
مرتبہ دیدار دیا ہے تو لطافت دیدار عطا کر

اگر تو آئے تو (رحمت) کا دروازہ کھلا ہے اور اگر تو نہ آئے تو (تیرا ہی نقصان ہو گا) اللہ تعالیٰ کی ذات تو بے نیاز ہے۔

شرح دعوت روضہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

اگر کوئی شخص علم دعوت پڑھنا چاہے تو وہ اول چولستان کے علاقے میں پاک ریت پر حرم روضہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ با ترتیب بنائے۔ اس (چاردیواری کے) اندر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک بنائے اور قبر مبارک کے اوپر انگلی سے خوش خط محمد بن عبداللہ لکھے۔ بعد ازاں قبرِ مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد انگشت شہادت سے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۲ ع۴)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (محمد رسول اللہ) پر درود بھیجتے ہیں ۔ ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

پھر تین بار (حضور پاک ﷺ پر) درود و سلام بھیجے پھر تصور اسم اللہ ذات سے حضور پاک ﷺ کی جانب متوجہ ہو کر (سورۂ مزمل۔ سورت ملک یا سورت

یٰسین) کی دعوت پڑھے۔اور مراقبہ میں (مستغرق ہو جائے) تو بیشک ارواح مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مع جمیع اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم و باجمیع لشکر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم و باامام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و باحضرت شاہ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہو جائیں گے۔ (اور زندہ قلب کو قلبی وجود سے زندہ اہل روح کو روحی وجود سے زندہ سری وجود کو سری وجود سے اورنوری وجود والے کو نوری وجود سے نظر آ جائیں گے۔ لیکن نفسانی کو جسے باطنی آنکھ کا مشاہدہ حاصل نہیں اسے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ پھر حضور پاک ﷺ کمال مہربانی سے (صاحب دعوت کو) سرفراز فرمائیں گے۔ (جس پر وہ ہمیشہ متفخر رہے گا) ابھی وہ اپنے ورد دعوت سے فارغ نہ ہوگا کہ اسی وقت وہ اپنا مقصود حاصل کر لے گا۔بعد ازاں روح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ایصال ثواب کے لئے دوگانہ پڑھے اور (ہر رکعت میں) سورت ملک ختم کرے۔اور فاتحہ پڑھ کر حضرت خاتم النبین رسول رب العالمین کے طفیل اور وسیلہ سے جملہ اصحاب و مومنین کی ارواح کو ہدیہ کیا کرے۔ تاکہ اس کی دعوت کا علم و عمل روز بروز ترقی کرے۔اور قیامت تک اس میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو خواہ وہ کسی کو نواز دے خواہ وہ کسی کو (اس کے مقام مرتبہ) سے گرا دے۔ خواہ وہ کس ملک کو آباد کر دے خواہ وہ کسی ملک و ولائت کو ویران کروے ۔روضہ پاک اور حرم پاک یہ ہے۔(لیکن اس کامیابی کی شرط یہ ہے) کہ اہل دعوت صاحب عمل ۔عامل کامل۔با اعتبار عصمت بردار صاحب(مراتب) یقین ہونا چاہیئے۔(وہ

بالضرور) بالیقین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (کی برکت سے حضوری دیدار سے) مشرف ہو جائے گا۔

روضتہ المبارک

طالب اگر خواہشمند ہو کہ وہ جس وقت بھی چاہے قرب دیدار خدا کی حضوری سے مشرف ہو جائے۔اور جس وقت بھی چاہے حضوری مجلس محمد رسول اللہ ﷺ میں داخل ہو جائے اور جس وقت بھی چاہے ہر ایک انبیاء اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات کرے (اور معلوم کرنا چاہے کہ) اس قسم کی

راہ راستی اور قرب انوار کی معرفت کے حصول کے لئے کون سا علم راہنما پیشوا وسیلہ اور گواہ ہے۔ تو اسے جان لینا چاہیئے کہ ایسا سلک سلوک جس میں کوئی غلطی نہیں جو بغیر سلب رجعت لا زوال ہے حسب ذیل ہے۔

اول حضوری خواب میں ہوتی ہے ۔اس قسم کی خواب میں غفلت مسلط نہیں ہوتی بلکہ با توفیق ہو کر تحقیق کے طریقہ سے حضوری سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ ایسا خواب خلوت (با خدا) معرفت وصال سے ہوتا ہے۔ نہ کہ محض خواب خیال۔

دوم حضوری قرب اللّٰہ کی معرفت سے ذکر اللّٰہ میں باتوفیق ہو کر تصور اسم اللّٰہ ذات کی تحقیق سے الہام ہونے لگتا ہے۔ یہ الہام خاص ہے جو قرب اللّٰہ سے وصال میں ہوتا ہے۔ نہ کہ محض خام خیال۔

سیوم حضوری مراقبہ میں نصیب ہوتی ہے۔جس میں معرفت الٰہی سے روشن ضمیر نفس پر امیر باتوفیق ہو کر تصور اسم اللّٰہ ذات کی تحقیق سے بعین جمال کے ساتھ (حضوری مشاہدہ) کرتے ہیں۔ نہ کہ محض خام خیالی سے۔

چہارم حضوری با عیاں کی جاتی ہے۔ یہ اس شخص کو نصیب ہوتی ہے ۔جس کا قلب زندہ اور روح کو مشاہدہ حضوری حاصل ہوتا ہے ۔ جس سے اس کا نفس (ہر دم) پریشان رہتا ہے۔ ایسا باتوفیق شخص تصور اسم اللّٰہ ذات کی تحقیق اور فنا فی اللہ بقا باللّٰہ وصال (میں حضوری) ہوتا ہے۔ نہ کہ خام خیال میں۔

پنجم حضوری با تصدیق کو معرفت کی موت یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

میں باتوفیق ہونے اور تصور اسم اللّٰہ ذات سے حاضرات کی تحقیق کرنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ باجمعیت وصال (کا مقام) ہے نہ کہ خام خیال (کا وہم)

مثنوی

طالبا جو بھی طلب ہے باھُوؒ سے طلب کر
دین و دنیا بخش دے وہ بہر رب
دین تو توحید ہے دیکھوں لقاء
دنیا ساری چھوڑ دے بہر خدا

نیز شرح ذکر اللّٰہ

جب کوئی ذاکر ذکر اللّٰہ کے شغل میں مصروف ہوتا ہے۔ تو (گویا وہ) انبیاء و اولیاء اللّٰہ کی صف میں ان کے حلقہ میں اور مجلس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (حتیٰ کہ) از سر تا قدم ساتوں اعضاء اور اس کے وجود کا ایک ایک بال زبان بن کر یا اللّٰہ کا ورد کرنے لگتا ہے۔ یہ ذاکر کے ابتدائی مراتب ہیں۔ ذاکر کے متوسط مراتب فنا فی اللّٰہ اور ذاکر کے انتہائی مراتب بقاء باللّٰہ حضوری قرب دیدار پروردگار کے ہیں۔

جسم کے ہر بال دیگر اعضاء اور دل جو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے کی جنبش کو ذکر نہیں کہہ سکتے۔ ناسوتی قلب قالب کو اس قسم کی حرکت دینا ہوائے نفسانی کے باعث ہوتا ہے۔

تصور اسم اللّٰہ ذات اور ذکر اللّٰہ سے آدمی کے وجود میں قرب اللّٰہ سے چودہ قسم کے انوار (نوری لطائف) پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور تصور کی (کثرت سے)

نور حضور کی تجلی ہونے لگتی ہے۔ جس سے مشرف دیدار ہوجاتے ہیں۔یہ چودہ لطائف غیر مخلوق(سر) پروردگار سے وجود میں ظاہر ہوتے ہیں - یہ سر عنایت - ولایت۔ہدایت کا (نور) ہے۔ یہ لطیف شریف لطف اللہ مشرف الانسان (حقیقی) ذاکر کو نصیب ہوتا ہے۔ جس سے ذاکر کو سر تا قدم ذکراللہ(اپنی لپیٹ میں) لے لیتا ہے - اور اس کے وجود میں خطرات وسواس اور واہمات باقی نہیں رہتے۔ ذکر تو قرب اللہ کا راز اور حضوری مشاہدے کا نام ہے۔ افسوس صد افسوس جو (مختلف) قسم کی آوازیں نکالنے کو ذکر کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی ذکر نہیں۔اگر ذکر میں (محض) آواز نکالنا کافی ہوتا تو اس قسم کا ذکر تو کبوتر بھی کرتا ہے -- جو(غٹرغوں کی آوازیں نکالتا) ہے۔ اور اس قسم کا ذکر اللہ تو طوطے فاختہ او دوسرے پرندے بھی کرتے ہیں۔

بیت

دل سے ذکر حق کرو وگرنہ پرندے بھی
صوت و حرف سے خدا کو کریم کہتے ہیں

ذاکر انسان کو جب ذکر نصیب ہوتا ہے تو وہ مراقبہ میں فنا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ مردہ ہے۔اور لاھوت لامکان میں سکونت اختیار کرلیتا ہے۔روح کے اشغال ذکر سے جان کو جمعیت حاصل ہوجاتی ہے - حضوری ذکر سے وصال معرفت میں احوال کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ صرف قیل و قال گفتگو کو ذکر نہیں کہہ سکتے۔ خاص ذکر اور ذاکر فنا فی اللہ مشرف دیدار کو کہتے ہیں۔اور اخلاص کا یہ طریقہ کامل سروری قادری و قادری سروری کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا

ذاکراس قسم کے ذکر کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا اور اہل حجاب ہے۔ وہ ناموس کی خاطر (ذاکر بنا بیٹھا ہے) اس کا نفس اسے خراب کررہا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔۔
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (پ۸ ع ۱۴)
اپنے رب کو زاری کرتے ہوئے خفیہ طور پر پکارو

بیت

ابتدائے ذکر مجلس انبیاء
انتہائے ذکر کر دے با خدا

اے جان عزیز! اے عالم باللّٰہ با تمیز جاننا چاہئے کہ اگر تمام عالم جن وانس چنانچہ جو کوئی بھی عبادت گذار دنیا میں موجود ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ ع ۲)
اور ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا سوائے اس کے کہ وہ ہمارے عبادت گذار بندے بنیں۔ (اور یہ کہ) میری پہچان کریں یہ کام عبادت گذار اور تمام عارف اہل تفکر ہی کرتے ہیں۔ اور یہ تفکر اس قسم کا ہے جسمیں ہمیشہ (تفکر) سے انوار دیدار اللّٰہ سے مشرف رہتے ہیں۔ جس کو ایسا تفکر حاصل نہیں (اس کو اہل تفکر نہیں کہہ سکتے)

الحدیث:۔ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ ط
ایک گھڑی کا تفکر عبادت ثقلین سے بڑھ کر ہے۔
تفکر کی دوسری اقسام بھی ہیں۔

مبتدی کا تفکر ایک سال کی عام عبادت کے برابر ہوتا ہے۔

متوسط کا تفکر ستر سال کی خاص عبادت کے برابر ہوتا ہے۔

منتہی کا تفکر فکر سے تعلق نہیں رکھتا نہ ہی تفکر الہام مذکور سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ یہ تفکر از خود فناء باخدا بقاباللّٰہ مشرف تعالیٰ ہونے سے تعلق ہے۔

بیت

از خود گم ہو کر پالے خدا
درحقیقت معرفت میں ہو لقاء

پس معلوم ہوا کہ منتہی کی تلقین سے صاحب تصور کا تفکر قرب اللّٰہ کے تصرف سے ہوتا ہے۔ اور اس کا تصرف قرب اللّٰہ کی توجہ سے ہوتا ہے۔ اور اس کی توجہ قرب توحید سے ہوتی ہے۔ اہل توحید اس قسم کے تصور (تفکر) سے سات روز میں از سر تا قدم پارسائی کا نور حاصل کرلیتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے اہل قرب پارسا فقیر کی زبان پارس۔ اسکی روح پارس اس کی نظر و توجہ پارس۔ اس کا تصور پارس اور تصرف پارس ہو جاتا ہے۔ فقیر (یکتائی) میں یک رنگ ہو کر سنگ پارس سے بڑھ جاتا ہے۔ اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس

نقش اسم اللّٰہذات کے اس دائیرہ حاضرات میں باتوفیق ہو کر جو کوئی اسم نقش دائرہ کا تصور کرتا ہے۔ ہر طرف اور ہر مقام کی حاضرات کر لیتا ہے۔ بالتحقیق اسم کا یہ نقش دائرہ حاضرات کے ہر درجہ پر پہنچادیتا ہے۔ حاضرات کا دائرہ و نقش یہ ہے۔ جس میں ذات و صفات کے ہر (مقام) پر پہنچ سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اسم اللہ ناظرات	یا اسم لله ناظرات	یا اسم لهٗ ناظرات	یا اسم ھو ناظرات	یا اسم محمد ناظرات	یا اسم فقر ناظرات
یا اسم ازل ناظرات	یا اسم ابد ناظرات	یا اسم دنیا ناظرات	یا اسم عقبیٰ ناظرات	یا اسم معرفت ناظرات	یا اسم انوار ناظرات
یا اسم دیدار ناظرات	یا اسم قرب ناظرات	یا اسم حضور ناظرات	یا اسم نور ناظرات	یا اسم جمعیت ناظرات	یا اسم ایمان ناظرات
یا اسم رجا ناظرات	یا اسم خوف ناظرات	یا اسم توحید ناظرات	یا اسم سوما ناظرات	یا اسم سویدا ناظرات	یا اسم ھویدا ناظرات
یا اسم نفس ناظرات	یا اسم قلب ناظرات	یا اسم روح ناظرات	یا اسم سِر ناظرات	یا اسم لاھوت ناظرات	یا اسم لامکان ناظرات
یا اسم عیان ناظرات	یا اسم غرق ناظرات	یا اسم کلید ناظرات	یا اسم قفل ناظرات	یا اسم کل ناظرات	یا اسم جُز ناظرات

نقش وجودیہ مراتب غوث قطب کہ از ذکر قربانی جان فانی بند بند میشود از یک۔

(ذکر قربانی)

اس نقش کی مشق وجودیہ سے غوث قطب کے (مراتب) حاصل ہو جاتے ہیں۔ جسمیں ذکر قربانی سے جان مردہ ہو جاتی اور وجود کا ایک ایک بند علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک بند سے ایک (نورانی) جثہ (اسی بند کے مثل) باہر نکل آتا ہے۔ جب صاحب ذکر قربانی اس ذکر سے فارغ ہوتا ہے تو وہ دو

جثے دوبارہ ایک جثہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ان مراتب کو "قرب وجدانی" کہتے ہیں۔ فقیر کیلئے یہ بچوں کی مانند ابتدائی قاعدہ خوانی ہے۔ کیونکہ وہ ابھی عرش کے اوپر تیس ہزار مقامات کی طلب میں مصروف ہوتا ہے۔ اور ان مقامات کی خواہش ہوائے نفسانی پر مبنی ہوتی ہے۔ جس سے اسے بارگاہ حق سے الہام اور لوح محفوظ کا مطالعہ نصیب ہو جاتا ہے۔ نقش وجودیہ جسمیں ذکر خدا سے بند بند جدا ہو جاتا ہے۔ جس سے نفس کو عذاب روح کو ثواب اور جسمیں قرآن مجید (کی تلاوت وذکر) سے بالیقین قلب کو بے حجاب ثواب ہو جاتا ہے یہ ہے۔
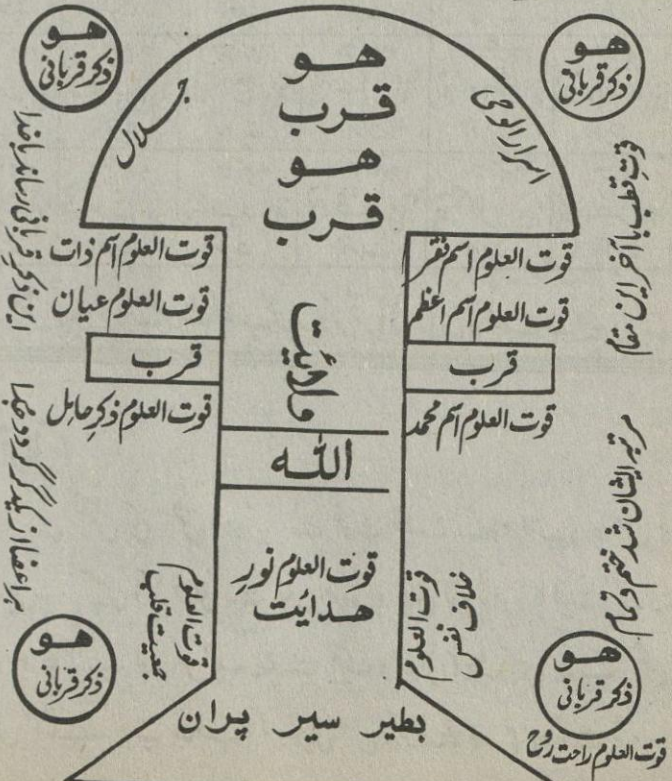
ذکر قربانی کے یہ مراتب جس میں وجود کا ایک ایک بند علیحدہ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب نفسانی ہیں جو غوث و قطب دہقانی کو حاصل ہوتے ہیں۔ جو عارف فقراء کے نزدیک (محض) بازی گری اور معرفت اللہ توحید سے دور تر ہیں۔ اگر کوئی ہوا میں پرواز کر کے فلک کے طبقات اور ستاروں سے اوپر عرش سے بالا پہنچ جائے۔ تو ایسے فقیر کو بھی مکھی اور پروانہ کہتے ہیں۔ جو کوئی دریا کی گہرائیوں میں اتر جائے یا پانی کے اوپر سے اس طرح بھاگتا چلا جائے کہ اس کے پاوں بھی خشک رہیں۔ اور دریا کے پانی سے اس کے پاوں تر نہ ہوں تو اس مرتبہ والا فقیر تنکا کی مانند ہے۔ یہ مراتب بھی معرفت اللہ اور توحید سے بعید تر ہیں۔ جو کوئی کشف و کرامات (دکھانے کے لئے) انانیت نفس سے قم باذنی کہہ کر مردہ کو زندہ کر دے تو یہ بھی معرفت اللہ توحید سے دور تر مراتب ہیں۔ ایسا کرنے والا فقر محمدی ﷺ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔ جو کوئی دل کو ہاتھ میں لانا چاہے فقر کے نزدیک وہ بھی خام ہے۔ اور جو کوئی نظر سے ذکر اللہ کے لئے دل کو زندہ کرنے کا (دعوی کرتا) ہے وہ بھی ناقص ناتمام ہے۔

پس فقر کیا ہے؟ فقر کسے کہتے ہیں؟ فقر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور کس عمل سے فقر میں واصل ہوتے ہیں؟

(جان لو!) کہ فقر کی ابتداء اور تمامیت کلمہ طیب کی طے میں ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

بیت

گر کروں شرح میں فقرش کی تمام
حاجت نہیں گنتی کروں فقر کے مقام

کیونکہ ہر قسم کے درجات ہر قسم کے منزل مقام پر قرار و جمعیت حاصل کر کے (اس منزل مقام) پر ساکن ہو جانا فقراء کے لئے حرام ہے۔

مثنوی

بے قراری اور عشق بے قرار
باہجھ مرنے کے کہاں پکڑے قرار

عاشق مست جب پی لیتے ہیں یہ جام
بعد مرنے کے بھی انکو حاصل نہیں ہوتا آرام

الحدیث:۔ اَلسُّکُوْتُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَآءِ
اولیاءاللہ کے قلوب کے لئے سکوت حرام ہے
قولہ تعالیٰ:۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی (پ ۲۷ ع ۵)
نہ تو آپ ﷺ کی آنکھ (شب معراج بوقت دیدار) بہکی نہ ہی بھٹکی۔
فقیر اولیاء اللہ کے ابتدائی مراحل یہ ہیں کہ وہ بلند ہمت۔ حق پسند اور صاحب توفیق الٰہی ہوتا ہے۔

اور انتہائے فقر میں سراسرار نامتناہی کی تحقیق کی جاتی ہے۔ فقر کو حاصل کرنا ہر دو جہان کی بادشاہی ہے۔ او ریہ مراتب کونین پر حاکم امیر فقیر کو حاصل ہوتے ہیں۔

کیا تو جانتا ہے کہ فقر کے تین مراتب ہیں۔

اول اَطِیْعُوْ اللّٰہ۔ جس میں فقیر اللّٰہ کی بندگی اختیار کر لیتا ہے اور لَاسِوٰی اللّٰہ جو کچھ بھی ہے اس کو ترک کر دیتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کو فنافی اللّٰہ کہتے ہیں۔

دوم مراتب فقیر واطیعو الرسول ایسا فقیر سنت محمدی ﷺ کر پیروی اختیار کر لیتا ہے اور شب و روز دیدار محمدی ﷺ سے مشرف رہتا ہے۔ ایسے فقیر کو فنافی محمد ﷺ کہتے ہیں۔ سوم مراتب فقیر اولوالامر کا مرتبہ ہے۔ جو فنافی الشیخ کے مراتب ہیں جس میں ہر غالب پر غالب ہو جاتے ہیں۔ یہ حکم اور نظری توجہ کے مراتب ہیں۔ جس میں کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی برکت سے حیات و ممات (برابر ہو جاتی) ہے۔ پس علماء ہی فقراء ہیں۔ جیسا کہ اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ۔ علما ہی انبیاء کے (علم) کے وارث ہیں کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نفس کو حرص طمع۔ عجب۔ کبر ہوا سے روک لیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ابتداء میں جو عالم ہوتا ہے۔ انتہا میں ولی اللّٰہ بنتا ہے۔ جو کوئی ابتداء میں عامل ہے۔ وہی انتہامین کامل فقیر ہو گا۔ پس جو کوئی علماء سے راہ فقر طلب کرے گا۔ اور ان کی غلامی اختیار کر لے گا۔ تو وہ اسے روایت سے نفس کو قتل کرنے کی (تلقین) کریں گے۔ جو سرہدایت ہے۔ اور

صاحب روایت کو اسی سے ہدایت حاصل ہو جائیگی۔ الحدیث:۔ اَلنِّهَائِیتُ الرُّجُوْعِ اِلَی الْبَدَائِیتِ۔ انتہا (در حقیقت) ابتداء کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے۔ مراتب کی انتہا اور معرفت فقر ہدایت کا علم بدائیت میں ہی ہے۔ قولہ تعالیٰ:۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ پ ۱۶ ع ۱۱ اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

اگر کوئی چاہیے کہ طالب اللہ کو پہلے ہی روز فقر کا مرتبہ کا فیض فضل لطف سے بخش و عطا کر دے اور اس حقیقت کو جاننا چاہیے کہ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو سب سے پہلے طالب کو دیکھنا چاہیے کہ وہ انسان ہے یا حیوان۔ پھر کامل مرشد حاضرات اسم اللہ ذات اور حاضرات اسم محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ طیبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضرات سے اسم اللہ ذات کے تصور اور ہاتف غیبی سے الہام اور آواز سنائی دینے لگے۔ کہ اے طالب اللہ اگر تجھے طلب مولیٰ ہے۔ تو موت اختیار کر لے۔ اسے موت کا ساغر بھی نظر آنے لگے گا۔ اور اسے کہا جائے کہ یہی موت کا پیالہ ہے اسے پی لے۔ ساغر موت یہ ہے۔
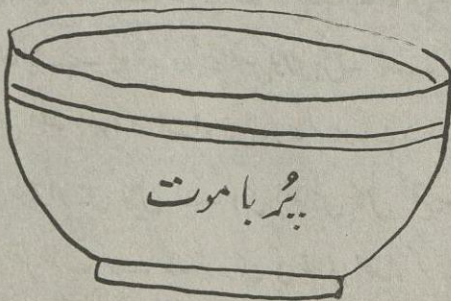
جب طالب اللہ موت کا پیالہ پی لیتا ہے۔ تو اس کا نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی روح نفس سے نجات پالیتی ہے۔

الحدیث:۔مُوْتُوْ اَقبَلَ اَنْ تَمُوْاتُوْ۔ مرنے سے پہلے مر جاو۔ (معنوی موت) ہے۔ جب طالب اللہ اس مرتبہ (کو طے کر کے) آگے بڑھتا ہے۔ تو وہ ایک دروازہ دیکھتا ہے۔ جس کے داہنے بائیں دو شیر کھڑے نظر آتے ہیں۔ ہاتف غیبی غیب الغیب سے الہام کرتا ہے۔ اور آواز آتی ہے کہ اے طالب اللہ اگر ان دو معکوس شیروں کے درمیان سے (سلامتی) کے ساتھ گذر جائے گا تو فقر کے مراتب کو پہنچ جائیگا۔ معکوس شیر یہ ہیں۔

جب طالب اللہ و معکوس شیروں میں سے سلامتی کیساتھ گذر جاتا ہے۔ تو آگے بڑھ کر دیکھتا ہے کہ ایک دوسرے دروازہ پر دائیں بائیں دو شخص ہاتھوں میں ننگی تلواریں پکڑے ہر آنے والے کی گردن قلم کرنے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ غیب الغیب سے ہاتف غیبی آواز دیتا اور الہام کرتا ہے کہ اے طالب اللہ اگر تو فقر کا طلبگار ہے۔ تو اپنے سر کی طمع نہ کر اپنا سر تن سے جدا ہونے دے اور بے سر آ۔ جب تک بے سر نہ ہو گا اس وقت تک فقر خدا حاصل نہ ہو گا۔ وہ دروازہ جس پر دو موکل تیغ زن برہنہ ہاتھوں میں لئے کھڑے ہیں یہ ہے۔

جب طالب اللہ سر فدا کر کے سر حاصل کرلیتا ہے تو اس مقام پر واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک شخص ہی گا جو اس مرتبہ تک پہنچتا ہے۔ اس کیلئے کوئی جان فدا کرنے والا عاشق ہونا چاہیے۔

بعد ازاں وہ چشم نور سے چار چشمے دیکھتا ہے۔

اول چشمہ ذوق

دوم چشمہ شوق

سوم چشمہ صبر

چہارم چشمہ شکر

چہار چشمے یہ ہیں۔جب وہ ان چاروں چشموں سے آب رحمت۔ آب جمعیت۔ آب آبرو۔ آب کرم پی لیتا ہے۔ تو ان چشموں کا نوری پانی پینے سے اس کے وجود سے ہر قسم کی ناشائستہ باتیں بد خصلت بیماری دور ہو جاتی ہے۔
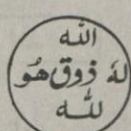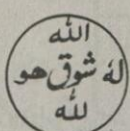
جب وہ ان چاروں مقامات سے آگے بڑھ جاتا ہے تو پروردگار کے کرم کے دو نوری چشمے سامنے آجاتے ہیں۔ ان چشموں کے نام چشمہ رضا اور چشمہ قضاء ہیں۔ جو یہ ہے۔
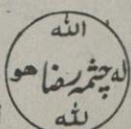
جب طالب اللہ رضا و قضاء کے ان مراتب سے گذر جاتا ہے۔ تو خدا تعالٰی کی وحدت لقاء کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ بعدہ قُرْبَ اللہ حضور سے ایک نوری صورت زیباتر انوار سے روشن حور و قصور بہشت بہار سے بڑھ کر محبت الٰہی میں سوختہ معرفت میں مشاہدہ دیدار سے مشرف اس صورت کا نام سلطان الفقر ہے۔ عاشق ہوشیار کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہ (نورانی صورت فقر) طالب اللہ کو اپنی بغل میں لے لیتی ہے۔ جس سے وہ سر تا قدم نور بن کر اور لایحتاج ہو جاتا ہے پھر بالیقین اس کے وجود میں دنیا و عقبیٰ کا کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ صورت سلطان الفقر یہ ہے۔
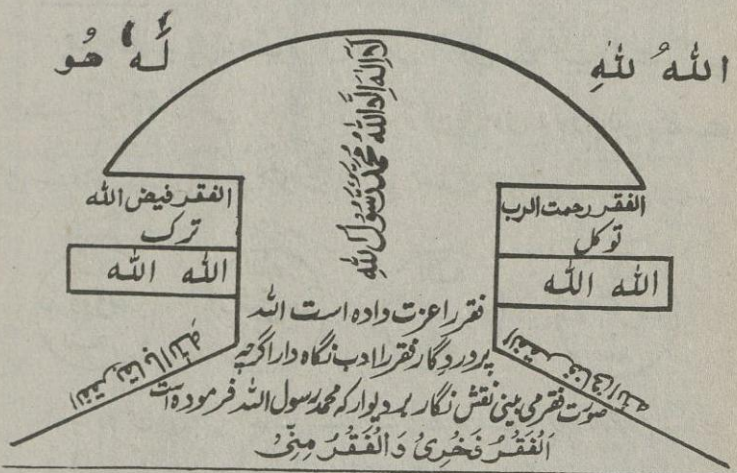
جب طالب اللہ فقر کی اس نوازش سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس کے آگے بحر ژرف کو دیکھتا ہے۔ جسے بحر انوار توحید کہتے ہیں اس (دریائے توحید) میں غیر مخلوق نور کی لہریں اس طرح موج زن ہوتی ہیں جن کی کوئی مثال دنیا ممکن نہیں۔ جس کسی کو اس مقام پر حضرت محمد ﷺ اپنے ایک ہاتھ میں اس

کا ہاتھ لے کر اور دوسرے ہاتھ میں اس کی گردن پکڑ کر بحر ژرف توحید (نور) میں غوطہ دے کر غرق کر دیں تو اسے ترک و توکل و تجرید تفرید کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ تمامیت فقر کو پہنچ جاتا ہے۔ بالیقین دریائے ژرف یہ ہے۔

بیت

یہ مراتب ہیں نصیب عاشقاں
ابتداء لاھُوت آخر لا مکان

جو کوئی دریائے ژرف توحید میں غوطہ کھا لیتا ہے۔ وہ پاک ہو جاتا ہے۔ وہ فقر لاحد لاعدد مراتب حاصل کر کے تمامیت فقر کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کا مرتبہ وہم و فہم میں بھی نہیں سما سکتا۔ اس کو اول بھی (یہ مراتب) تعلیم علم کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور آخر میں بھی علم لدنی کی تلقین سی (ترقی پذیر رہتے ہیں) علم لدنی کی تختی و لوح یہ ہے۔

لوحِ قدرت

مِن لدنا عِلماً

از علم حضور

ہو جاتا) ہے۔جب وہ اس مقام سے آگے بڑھتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ وہاں ایک چشمہ (نوری) سیاہی (روشنائی) کا ہے۔ یہ اس سیاہی کا بقیہ حصہ ہے جس سے جَفَّ الْقَلَمُ نے بِمَا هُوَ كَائِنٌ جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ (لوح محفوظ) میں تحریر کردیا تھا۔ جس سے قدرت الٰہی نے کُنْ فَیَکُوْنَ کا (عمل) شروع کیا تھا۔ وہاں پر ہاتف غیب الغیب سے آواز اور گواہی دیتا ہے کہ اے طالب اللہ اول ازل کی اس سیاہی سے اپنی زبان پر کچھ مل لے۔ جب طالب اللہ ازل کی اس سیاہی سے تھوڑی (سیاہی) اپنی زبان پر مل لیتا ہے ۔

تو اس کی زبان ظاہر میں سیاہ (باطن میں نور سے زندہ) ہو جاتی ہے۔ وہ صاحب لفظ ۔صاحب سخن بن جاتا ہے۔ اس کی زبان اللہ کی تلوار ہو جاتی ہے۔ اور وہ قاتل کا خطاب پا لیتا ہے۔ الحدیث۔۔۔۔ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ فقراء کی زبان سیف الرحمان ہوتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا ہر سخن شرع محمدی ﷺ کے موافق اور (احکامات) قرآن کے مطابق نفس شیطان دنیا کے مخالف ہونا چاہیئے۔ (نہ کہ وہ مخلوق خدا کو آزار پہنچانے لگے)

جب طالب اللہ ان مراتب سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ تو آگے بڑھ کر

ایک اور چشمہ خون سے پُر دیکھتا ہے۔ ہاتف غیب الغیب سے آواز دیتا ہے کہ اے طالب اللّٰہ خون سے پُر یہ چشمہ عاشقوں کا خون جگر ہے۔ جوان کی خوراک ہے۔ جس پر ان کی زندگی کا انحصار ہے۔ تجھے بھی ہمیشہ اسی (چشمہ) سے خون جگر پینا ہے۔ وہ عاشق فقیر ہو جاتا ہے۔اسے ریاضت چلہ کشی اور خلوت نشینی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جتنے مراتب کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔یہ صرف قرب کے ادنیٰ و اعلیٰ مراتب تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ ابھی ناقص ناتمام فقر کے (مراتب) ہیں۔ کیونکہ یہ سب فقر بیان ہے۔ یعنی قال۔ جبکہ تمامیت فقر باعیان ہے۔ یعنی حضوری مشاہدہ باقرب وصال کیونکہ تمامیت فقر کمالیت فقرو جمعیت فقرو انتہائی فقر عیان کے مراتب میں ہے۔ اور عیان کسے کہتے ہیں؟ عیاں یہ ہے کہ قیل و قال سے گذر کر ہر بیان کو توفیق الٰہی سے عیان طور پر دیکھ لے۔ اور جو کچھ بھی وہ چشم عیان سے دیکھتا ہے۔ وہ بے شک تحقیق شدہ بات ہے۔

مصنف (باھُو) فرماتے ہیں۔کہ جب کسی قسم کی مخلوقات موجود نہ تھی کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا میں تھا ایک مخفی خزانہ (کے سوا کچھ موجود نہ تھا) تو ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی (ذات) کہاں تھی؟ اورر ہم کہاں تھے؟ (جان لو) کہ ہم اس آیت کریمہ قولہ تعالیٰ۔۔وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (پ 27 ع 17) تم جہاں کہیں بھی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں کے مصداق ہم با خدا تھے اور خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ تھا۔ اور جس وقت کوئی مخلوقات موجود نہ تھی اس مقام کا کیا نام ہے؟ اس مقام کا نام نور حضور قرب توحید اللّٰہ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے آپ کو (مخلوقات میں) ظاہر کروں تو اپنی قدرت کی زبان سے کُنْ فرمایا۔ سخن کُنْ سے موجودات مخلوقات پیدا ہو کر (بارگاہ کبریا) میں حاضر ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت و جمالیت سے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف نظر کی تو آراستہ و (پیراستہ) بہشت مع جملہ متعلقات (حور و قصور باغ و بہار و شرب و انہار) پیدا ہو گئے جب قہر و غضب و جلالیت کی نظر سے اپنے بائیں ہاتھ کی جانب دیکھا تو دنیا نفس شیطان اور اس کے متعلقات پیدا ہو گئے۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب ہوں ۔فرمایا یہ آواز جملہ ارواح نے سنی اور کل و جز روحوں نے قَالُوْ بَلٰی کا اقرار کیا اور اپنے اپنے (مقامات) کی طرف بھاگ کھڑی ہوئیں۔ جو روحیں داہنے ہاتھ کھڑی تھیں وہ صاحب تقویٰ اور عالم صاحب فتویٰ کی ارواح تھیں۔وہ بہشت میں داخل ہوگئیں۔اور جو روحیں بائیں ہاتھ کھڑی تھیں وہ اہل دنیا ۔کاذب کافر اور منافق کی ارواح تھیں۔جو دنیا میں داخل ہو گئیں۔جو روحیں اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑی رہیں وہ بد نظراللہ منظور ہو کر حضوری (حق) سے مشرف ہوئیں۔ اور فقر کا خطاب پایا۔ اور انہوں نے حضوری فقر کو اپنا رفیق بنا لیا۔ اس وقت فقراء کے گروہ نے نہ تو بہشت کی آرزو کی اور نہ ہی دنیا سے کوئی احتیاج رکھی وہ اشتیاق کی زبان سے اللہ اللہ کہتے ہیں۔ انہیں دنیا و عقبیٰ کی کوئی خبر نہیں۔اسی لئے وہ خاموش خون جگرنوش ہوتے ہیں۔

الحدیث۔۔۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ جس نے اپنے رب کی

پہچان کر لی اس کی زبان کند ہو گئی۔

الحدیث۔۔۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وہ ویسے ہی ہے جیسے کہ وہ تھا۔

الحدیث۔۔ اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَ الْعُقْبٰی لَکُمْ وَ الْمَوْلٰی لِیْ۔۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔۔ دنیا تمہارے لئے ہے اور عقبیٰ بھی تمہارے لئے ہے اور مولا میرے لئے ہے۔

الحدیث۔۔۔ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَھُوَ طَالِبُ الدُّنْیَا وَ مَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَھُوَ طَالِبُ الْعُقْبٰی وَ مَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ

حضور پاک ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا کی طلب کی وہ طالب دنیا ہے۔ اور جس نے عقبیٰ طلب کی وہ طالب عقبیٰ ہے اور جو طالب مولا ہے سب کچھ اسی کے لئے ہے۔

بیعت

ہر مقام عارفان ہے با عیان

عارف لیکن کم ہیں اندر جہان

سنو! ظاہری آنکھ تو کتے گدھے ریچھ اور سور کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن کامل انسان وہی ہے جو عالم باللہ باعیان صاحب نظر ہو۔

بیت

نفس شہوت زیر پاء لے آ

تاکہ تو آدمی بن جائے (با خدا)

صاحب عیاں فقیر اس کو کہتے ہیں۔ جو کُنْ فیکون کی حقیقت احوال ازل و ابد و دنیا کی حقیقت احوال ۔ ممات و حیات ارواح اہل قبور کی حقیقت

احوال-پل صراط کی حقیقت احوال۔ بہشت و دوزخ کی حقیقت احوال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دست مبارک سے شراباً" طہورا کا جام پینے کی حقیقت احوال۔ مجلس محمدی ﷺ میں ملازم اور ہم صحبت ہونے کی حقیقت احوال-اور باعیان دیدار رب العالمین سے مشرف ہونے کی حقیقت احوال کی ابتداء و انتہاء کو باتوفیق ہو کر دیکھتا-پہچانتا اور اس کی تحقیق کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ ان تمام علوم کو پڑھ کر بھلا دیتا ہے۔وہ صاحب عیاں طالبوں کو باطنی توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جس سے(متذکرہ بالا) کل و جز احوالات طالب صاحب عیاں پر مخفی و پوشیدہ نہیں رہتے۔ یہ بھی تمامیت فقر ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی بخش اور فیض و عطا ہے۔ جو مجلس محمدی ﷺ کے قرب سے حاصل ہو جاتا ہے۔الحدیث۔۔اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه ط

صاحب عیاں مرشد اور صاحب عیاں مرید دونوں کا مرتبہ لا یحتاج کا ہے۔۔کیونکہ وہ (باطنی) نظر چشم عیان سے (زمین کے اندر) خزانوں کو دیکھ لیتے ہیں۔ جبکہ اہل بیان ہمیشہ سردردی۔ریاضت اور رنج میں مبتلا رہتے ہیں۔ عیاں کا یہ مرتبہ کس علم سے حاصل ہوتا ہے؟ یہ(مرتبہ) تصور-توجہ۔ تفکر۔ اور حاضرات اسم اللّٰہذات و مجلس حضرت محمد ﷺ یا کُنہ کلمہ طیبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ان چاروں اعمال کو یکجا کرنے سے نصیب ہوجاتا) ہے ان تصورات سے ابتداء و انتہاء میں صاحب عیاں کھل جاتا اور عین عیان نظر آنے لگتا ہے۔

بیت

گر تو چاہے دیکھنا عین العیان
غرق ہو توحید میں در لامکان

صاحب عیاں کے لئے کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ باعیاں جس طرف بھی متوجہ ہوتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوقات اس دائرہ و نقش کی برکت سے اس کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔ اس دائرہ سے بالیقین باعتبار روشن ضمیر اور کونین پر امیر ہو جاتے ہیں۔ دائرہ یہ ہے

الله	لله	له
هو	محمدؐ	فقر
فیض	فضل	جامع

کامل مرشد پر پہلا فرض عین یہ ہے کہ وہ طالب اللہ کو مقام خوف و رجا مقام کشف قبور اور مقام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضور دکھا دے۔ بعد ازاں طالب

اللّٰہ کو علم معرفت تلقین فرمائے۔ جو مرشد اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ لیکن باتوفیق دکھا نہیں سکتا وہ خام ناتمام مرشد ہے۔

کامل مرشد اول طالب صادق کو ذکر میں مشغول نہیں کرتا۔ کامل مرشد مراقبہ اور محاسبہ ورد و وظائف کی نہ تو راہ جانتا ہے اور نہ ہی طالب کو سکھاتا ہے۔

(کامل مرشد) تصور اسم اللّٰہ ذات حضور و تصرف بقرب اللّٰہ بہ نظر اللّٰہ منظور توجہ اسم اللّٰہ باذکر مذکور اور با تفکر اسم اللّٰہ باطن معمور کے سوا کوئی (دوسری راہ نہ تو جانتا ہے اور نہ ہی اس کی تلقین کرتا) ہے۔

کامل مرشد اسم اللّٰہ خوشخط لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دے کر اسے کہتا ہے کہ اے طالب اس اسم اللّٰہ کو اپنے دل پر لکھ۔ جب طالب دل پر اسم اللّٰہ لکھ لیتا ہے اور وہ سکونت و قرار پکڑ لیتا ہے۔ (جب تک دل پر اسم اللّٰہ قرار نہ پکڑ لے طالب باقاعدہ اس کی مشق کرتا رہے)۔ تو پھر کامل مرشد طالب کو کہتا ہے کہ طالب (قلب کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا کر) کہ اسم اللّٰہ ذات سے روشن تجلی آفتاب طلوع ہو رہی ہے۔ اور دل کے گردا گرد لا زوالی ملک خدا نظر آرہا ہے۔ جس کا میدان اس قدر وسیع ہے کہ اس کے اندر کونین کے چودہ طبق رائی کے دانہ برابر سما سکتے ہیں۔ اس میدان کے اندر ایک روضہ کا گنبد طالب کو نظر آتا ہے۔ اس روضہ مبارک کے دروازہ پر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کا قفل لگا ہوا ہے۔ جس کی کلید بھی کلمہ طیب ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے پڑھنے سے وہ قفل کھل جاتا ہے۔ اور

طالب روضہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کبار رضی اللہ عنہ کی عظیم مجلس دیکھتا ہے۔ اور اس صراط مستقیم سے اس مجلس اقدس میں داخل ہو کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہو جاتا ہے۔ حبیب (اللّٰہ) کا ایسا قرب حق تعالیٰ کے حکم سے ہی نصیب ہوتا ہے۔ کامل باتوفیق مرشد اس راہ میں طالب صادق کے ہمراہ رہتا ہے۔ جس سے وہ مجلس کے حق و باطل ہونے کی تحقیق کر لیتا ہے۔ قلب صفا طالب خدا عقل کلی سے باشعور رہ کر حق حضور کی پہچان کر لیتا ہے۔ باجمیعت طالب مجلس نبوی ﷺ اور شیطانی مجلس کی تحقیق کر لیتا ہے۔ اور پریشان نہیں ہوتا۔ وہ درود پاک لاحول، سبحان اللہ، اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے۔ اگر وہ مجلس خاص محمد رسول اللہ ﷺ یا مجلس انبیاء اولیاء اللہ کی ہو گی تو وہ زوال مجلس ــــــ اپنے حال پر با جمیعت برقرار رہے گی۔ اگر وہ مجلس باطل (اور شیطانی کارروائی ہوگی) تو زائل ہو جائے گی۔ جب طالب اللّٰہ باتوفیق طریق سے باطن میں حقیقی مجلس محمدی ﷺ میں پہنچتا ہے۔ تو وہ مجلس ذکر مذکور سے باطل نہیں ہوتی۔ اس طرح جب بھی طالب کو حق و باطل کی مجلس کی پہچان ہو جاتی ہے تو اسے لاحول پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کا باطن حق تک پہنچ جاتا ہے اور جو کچھ بھی باطن میں مشروعاً" دیکھتا ہے۔ وہ ظاہر میں پورا ہو جاتا ہے۔ کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ" جو ظاہر باطن کے مخالف ہو وہ باطل ہوتا ہے۔ جب وجود اس طرح پاک ہو جاتا ہے تو اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں طالب اللّٰہ جس وقت بھی چاہتا ہے حضوری

مجلس سے مشرف ہو جاتا ہے۔۔وہاں کا باادب ملازم بن کر حضرت نبی اللّٰہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب باعیان طالب اللہ صاحب ذکر مذکور۔ظاہر و باطن برحق تحقیق جو ہمیشہ (مجلس نبوی ﷺ) کا ناظر اس میں حاضر رہتا ہے کے ہیں ؎

بیت

شک کرنے والا مشرک ہو گیا
منکر نبی کا آخر کافر ہو گیا

مجلس محمدی میں داخل ہونے اور جملہ انبیاء علیہ السلام نبی اللہ سے ملاقات کرنے کی شرح

علم تصوف میں حاضرات اسم اللّٰہ ذات سے باطن میں حاضر ہو کر (حضوری مجلس میں داخل ہونا اور انبیاء علیہ السلام اولیاء اللہ سے مشرف ہونے کا گواہ بھی حضوری ہے۔اور حضوری کی گواہ مرشد کی نگاہ و توجہ ہے جو ہمیشہ طالب کے ہمراہ رہتی ہے۔اس (حضوری) راہ کو وہ شخص جس کا نفس زندہ اور دل سیاہ ہے کیسے جان سکتا ہے؟ مطلب یہ کہ جس کا نفس علم تصوف میں اسم اللّٰہ ذات کی تاثیر سے پاک ہو جائے اور بد خصلتوں سے مردہ ہو کر زندہ قلب سے جواب باصواب اور قرب اللّٰہ حضور سے الہام پیغام حاصل کرے اس کا نفس ثانی تصور اسم اللّٰہ ذات سے پاک ہو جاتا ہے۔ (اس کی پہچان) یہ ہے کہ اس کے وجود میں نہ ہوا باقی رہتی ہے نہ ہوس۔ جو کوئی باطن میں باتوفیق (داخل ہو کر) تحقیق کرنا چاہتا ہے۔اس کو کیسا غم اور کونسی حاجت ہے۔ کہ وہ

دعوت پڑھے؟ صاحب تصوف فیض بخش اہل معرفت فقیر وہی ہے اور دعوت میں عامل کامل وہی ہے جو کل و جز کے علم کو اپنے عمل میں لے آیا ہو۔ ایسے عامل کی صفت یہی ہے کہ وہ حضوری میں با تصور دعوت پڑھتا ہے۔ وہ قرب اللہ کی باگاہ سے نصیب دلوا دیتا ہے۔ بے نصیب کو نصیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی برکت اور آپ کے (حضور) التماس کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ (اللہ تعالیٰ) کے حبیب ہیں۔ اس قسم کی دعوت پڑھنے والا جس کسی کو چاہتا ہے۔ مشرق و مغرب ہر ملک کی ولائت ہر اقلیم کی بادشاہی عطا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فقیر اور رسول اللہ ﷺ کے (حضوری) اس قسم کے گنج بخش ہوتے ہیں۔ یہ مراتب دعوت شہسوار قبور اور اہل تصور نز شیر حضور کے ہیں۔ کیونکہ ان فقیروں درویشوں کا ہر سخن از مہد تالحد ابد الاباد قیامت تک جاری رہتا ہے۔ بلکہ وہ قیامت برپا ہونے سے پیشتر ہی صاحب نفس مطمئنہ کو بہشت میں داخل کر دیتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔۔۔ یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ (پ 30 ع 14)

اے مطمئنہ نفس اپنے رب کی طرف راضی خوشی رجوع کر لے۔ اس کے بندوں میں داخل ہو جا اور جنت میں داخل ہو جا۔

نفس مطمئنہ بندگی کا بوجھ اٹھنے والا معرفت انوار دیدار پروردگار میں با توفیق باطن مست ظاہر ہشیار ہوتا ہے۔ اس کو کبھی خوف اور کبھی رجاء لاحق ہوتا

ہے۔ بکہ خوف و رجاء کے دونوں(مقامات) فقراء کی قید و تصرف میں ہوتے ہیں۔(کیونکہ) فقراء کا سخن قرب خدا کُنہ کُنْ سے ہوتا ہے۔ یعنی فقیر وہ ہے کہ جس چیز کو کہے ہو جا وہ اللّٰہ تعالیٰ کے امر سے ہو جائے خواہ وہ جلدی ہو جائے یا قیامت پر (موقوف ہو جائے) ایک دم کے لئے یا ہمیشہ کے لئے ہو جائے۔ ایک ساعت میں ہو جائے یا سالہا سال میں پورا ہو۔ لیکن (یہ بات لازمی) ہے کہ فقراء کا سخن کبھی رد نہیں جاتا۔ جو فقیر قرب اللّٰہ اور فنا فی اللّٰہ کی کُنہ کو پالیتا ہے وہ لاحد و لاعد (بے حد و حساب) کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ الحدیث۔۔۔لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰن فقراء کی زبان سیف الرحمٰن بن جاتی ہے۔اس قسم کے فقیر طریقہ قادری میں ہی ہوتے ہیں جو ظاہر میں محبوب باطن میں مجذوب ہوتے ہیں۔ظاہر میں ہشیار بطن میں بادیدار ہوتے ہیں۔

بیت

قادری کو دیکھنے والی ملیں آنکھیں دوام
غرق ہو دیدار میں وہ صبح و شام

صاحب سخن فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ معرفت اسرار کا ایک بہت بڑا مرتبہ ہے۔

ابیات

سخن مرداں جاں سے جاں ہے زندگی
ناقصوں کو در بدر ہر جگہ شرمندگی

جو بھی چاہے دم سے ہو جائے حضور
غرق فی التوحید گم ہو اندر ذات نور
جس کو حاصل ہو حضوری ہر دوام
اس کو حاجت ہی نہیں ہو خاص و عام
دو روز کی دعوت سے حاصل ہو جائے دم
اس راہ سے واقف نہیں جو اہل غم
گر پڑھوں دعوت با جذب و قہر
ہر طبق جنبش میں آئے زیرو زبر
قادری کے یہ مراتب از خدا
قادری کامل مشرف با لقاء
قادری ہوں سروری ہوں سرمدی
ہم صحبت ہوں با مصطفیٰ حاضر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جثہ با جثہ مقام از مقام(ہم خاص و عام)
ان مراتب فیض پر ہو گیا فقرش تمام
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب فقر تمام حاصل ہو جاتا ہے تو(وجود میں) اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے

ابیات

فقر کامل فقر کے ایک دم سے ہو جائے تمام
ہر مقام کو وہ طے کر لے ہر دوام

یہ قوت و توفیق از کامل طلب
کامل تو کیا کمیاب ہے کامل راز رب
بہت سے کامل طلب گار زر
ہو ہزاروں میں کوئی کامل نظر
کامل عارف صاحب نظر عامل طالب زر

کاملوں کو قرب (رب) سے حاصل نظر
ان کی نظر میں ہے برابر خاک و زر
عارف و عامل ہوں ثانی خضرؑ
میں غلام قادری ہوں جاں نثار
قادری قاتل صاحب سخن ہوں شہسوار
نقش بندی کو نہیں قدرت کہ دم بھرے
سہروردی کو کہاں طاقت کہ پاؤں دھرے
ہر ایک ان میں ہے گدا بہر طلب
قادری تو غالب ہے با قرب رب
ہر طریقہ دیکھ لو مثل چراغ
آفتاب قادری سے طور بھی ہے داغ داغ

جاننا چاہئے کہ عالم فاضل ۔ شیخ مشائخ ہونا۔ غوث قطب ہونا اور فقیر درویش ہونا آسان کام ہے۔ لیکن مومن مسلمان ہونا بہت مشکل اور دشوار ہے ۔ قادری طریقہ میں مومن مسلمان اہل سنت

جماعت سنی ہیں جن کا مسلک حنفی ہے۔ جو (حضور پاک ﷺ) کے چار یار (صحابہ کبارؓ) کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ باطن میں مست اور شریعت (کی پیروی) میں بہت ہشیار ہوتے ہیں۔

بیت

ایک قدم لاھُوت میں اور دوسرا بر لا مکاں
خوشی سے دیداراللہ کر لیتا ہے عارف عیاں

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں فتنہ و فساد ہمیشہ نفس (کی خرابیوں کے باعث ہوتا ہے۔) جس کے خلاف (ہمیشہ) شب و روز جہاد کیا جاتا ہے۔ ایسا اس لئے ہے کہ یہ (نفس کی) چوں (چرا) ہے۔ چوں کی بنیاد انَا ہے اور انَا کی بنیاد کفر شرک ہے۔ (اسی لئے شیطان نے مقام انانیت سے کہا) قولہ تعالیٰ--- اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (پ8ع9) میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے جبکہ اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آدمی کے وجود میں شیطانی شرک اور شر کے تیس ہزار زنار خطرات شیطان کے موجود ہیں۔ تیس ہزار زنار واہمات کے ہیں۔ تیس ہزار زنار وسوسہ کے ہیں۔ تیس ہزار زنار خناس کے ہیں۔ تیس ہزار زنار خرطوم کے ہیں۔ تیس ہزار زنار طمع حرص کمینی دنیا کے ہیں۔ اس طرح یہ کل ایک لاکھ اسی ہزار زنار ہیں۔ اور ان زناروں کا (ہر دھاگہ) یہود و نصاری) کی (مذہبی) ڈور سے بھی سخت گیر اور میدان جنگ میں کفار سے مقابلہ (سے

بڑھ کر سخت) ہے۔یہ سب زنار نہ تو ورد وظائف سے نہ صوم و صلوۃ سے
نہ حج و زکاۃ سے نہ مراقبہ و مکاشفہ سے نہ مجادہ محاربہ سے نہ علم کے مسائل
فقہ تفسیر سے نہ ذکر فکر کی تاثیر سے۔نہ چلہ ریاضت خلوت نشینی سے۔نہ
قرآن مجید کی آیات کی تلاوت سے۔ نہ شب بیداری سے۔ نہ دل کی زندگی
اعتباری سے ۔نہ حبس دم سے۔نہ جنبش دم سے ٹوٹتی اور پگھلتی ہیں۔پس ان

زناروں کو توڑنے کے لئے کیا علاج کرنا چاہئے؟

ان کو دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ کامل مرشد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تصور اسم اللہ ذات

اور تصرف حاضرات از کنہ کلمہ طیبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم (سے ان کو دور کر دیتا) ہے۔

وہ حروف اسم اللہ ذات اور حروف کلمہ طیبات کو با تصور توجہ سے دل کے گرد
بگرد مرقوم کرنے کی (تلقین کرتا) ہے۔ جب طالب اللہ (ان حروف) کو لکھتا
ہے۔(تو اس رقم مرقوم کی کثرت سے) ان حروف کے درمیان سے قرب
معرفت دیدار پروردگار انوار توحید کی آگ پیدا ہو جاتی ہے جو یکبارگی سر تا قدم
ان تمام زناروں کو جلا ڈالتی ہے۔ بعد ازاں طالب اللہ حقیقی مسلمان۔صفات
القلب میں(داخل) صاحب تصدیق۔باعیان۔ باطن صفا غرق فی التوحید
(مشرف) دیدار اور کفر و شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

جو مرشد کہ پہلے ہی روز طالب اللہ کو کفر شرک سے باہر نہ نکالے اور تصدیق
القلب مسلمانی کے مرتبہ کو نہ پہنچا دے اس کا مطلب مقصود پورا نہ کر دے

اور دیدار رب العالمین سے مشرف نہ کر دے تو معلوم ہوا کہ طالب ابھی تک مردود ہے ۔ اور مرشد کا مقصود و مطلوب جیفہ مردار (دنیا ہی) ہے-- طالب تو (وہ تبھی) ہو گا جب اسے عین دیدار خاص ہو جائے گا۔اسی لئے "المرید لا یرید" مرید وہی ہے جو رد نہ کیا جائے وارد ہوا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ وہ کونسا علم ہے؟ وہ کونسی حکمت ہے؟ وہ کون سا غالب ہے؟ وہ کون سا قرب حضور ہے؟ وہ کون سی دعوت قبور ہے۔وہ کون ساذکرو فکر معمور ہے؟ (جو سیف الرحمٰن) ہے۔ وہ کونسا (ذکر) ہے جس سے وجود مقصود حاصل ہوجاتا ہے؟ وہ کونسا اسم اعظم ہے؟ قرآن مجید کی وہ کون سی آیات اور تفسیر ہے؟ کہ جن کے پڑھنے ورد کرنے یا توجہ سے اپنے تصرف میں لانے سے طالب اللہ کو غنایت کا خزانہ نصیب ہوتا جاتا ہے۔ جو اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے قیامت تک کافی ہو جاتا ہے۔ اور وہ ابد الاباد تک لایحتاج ہوجاتا ہے۔حرص و ہوا سے خلاصی پر کر جمیعت حاصل کرلیتا ہے -وہ جہاد نفس سے فارغ ہو کر عین بعین (دیدار میں محو) ہو جاتا ہے۔

جان لو!کہ ہر آدمی کے وجود میں نفس شجرۃالزنار ہے جس کی ہر شاخ ہر رگ میں نقصان پہنچانے والی موجود ہے اس (درخت) کے پتے بدکاری کی بوئے بد ہے۔اور وجود کے بال اس کے کانٹوں کی مانند ہیں۔پس اس شجر نفس۔ شجر بد آثار کا کیا علاج کرنا چاہیئے؟ پس مرشد کو چاہیئے کہ اسم اللہ کی قوت اور توجہ کے کلہاڑا سے اس (درخت) کو (جڑ) سے کاٹ ڈالے۔ جس کے بعد طالب کا وجود پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور طالب مرید توحید اللہ کی معرفت کو پہنچ جاتا ہے۔ جو مرشد اس راہ سے واقف نہیں اور

حضوری راہ سے آگاہ نہیں وہ(کامل مرشد کیسے ہو سکتا) ہے؟ طالب مرید قادری کو کسی دوسرے طریقہ سے تلقین حاصل کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ ہر دوسرے طریقہ کا کامل طالب مرید قادری طریقہ کی ابتداء تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ وہ عمر بھر ریاضت و مجاہدہ کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے کیونکہ مجاہدہ

تو مزدور کا مرتبہ ہے۔ جبکہ قادری کا(ابتدائی)مرتبہ قرب اللہ حضور کا مشاہدہ ہے

شرح الہام

الہام کے چند طریقے ہیں جس کی توفیق کے بھی چند اقسام ہیں۔ ہر ایک الہام سے حق و باطل کی تحقیق کی جاتی ہے۔ بعض قسم کے الہام میں دور سے پیغام ملتا ہے۔ (یا آواز سنائی دیتی ہے) دوسری قسم کا الہام قرب اللہ حضوری تمام سے ہوتا ہے۔ جو الہام تصور اسم اللہ ذات سے ہوتا ہے۔وہ الہام غیر مخلوق ہے۔ اس الہام میں آواز نہیں آتی۔وہ غیر مخلوق الہام قلب گوشت کے ٹکڑے کے اندر فواد قلب سے چسپاں ہوتا ہے۔ اور اسی مقام سے زبان پر ظاہر ہو کر سخن پیغام کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔اس سخن میں آواز نہیں ہوتی ایسا الہام پیغام با توفیق تحقیق کے (طریقہ) سے عالم باللہ عارف کو علم العلام سے لِیْ مَعَ اللّٰهِ کے مقام میں ہوتا ہے۔ جس کے درمیان نہ تو فرشتہ کو کوئی دخل ہے اور نہ ہی اس میں پیغمبران عظام کے پیغام الہام(کی کوئی نسبت) ہے۔قولہ تعالیٰ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ26ع16) تحقیق میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں ۔

قولہ تعالیٰ فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ (پ 3 ع 2)

○ تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا

خدا تعالیٰ سے دور بدور حفظ بحفظ ذکر اللہ کرنے سے سوال کا جواب حاصل ملنے لگتا ہے۔ اور ایسے الہام کی (آمد و رفت) پر فقر تمام ہو جاتا ہے۔

الحدیث۔۔۔۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ

الہام فنا فی اللہ بقا باللہ عاشق و معشوق محبوب و مرغوب نہایت روشن ضمیر نہایت کامل فقیر کا مرتبہ ہے۔ (ہر کس و ناکس کو الہام کا یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ الہام وحی یا وحی کی کوئی قسم نہیں) ہے۔ بلکہ الہام القاء اَلْخَیْرِ فِیْ قَلْبِ الْغَیْرِ بِلَا کَسَبِ اس الہام سے مراد القائے خیر (منجانب اللہ) فی القلب غیر بلا کسب کا نام ہے۔

انبیاء اولیاء اللہ کی طرف سے مخلوق کی آواز میں الہام ہوتا ہے۔ شہداء کی طرف سے ہونے والے الہام میں (آواز کے ساتھ) خوشبو بھی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ فرشتوں کی طرف سے بھی اسی قسم کا الہام ہوتا ہے۔ جو سامنے یا داہنی جانب سے ہوتا ہے۔ جو الہام بائیں ہاتھ یا پشت کے پیچھے سے آواز آئے اور اس میں گندی بو بھی محسوس ہو وہ الہام اور آواز جنات شیاطین کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جس الہام سے وجود میں طمع حرص پیدا ہو جائے وہ الہام دنیا کی طرف سے ہوتا ہے جس الہام سے وجود میں شہوت بے جمیتی اور بے قراری پیدا ہو جائے وہ الہام اور آواز نفس کی جانب سے ہوتی ہے۔ جس آواز اور الہام سے وجود میں فرحت ترک توکل تجرید تفرید معرفت توحید پیدا ہو جائے وہ الہام آواز ارواح مقدسہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جس آواز اور الہام سے

وجود میں صفائی پیدا ہو کر سودا سویدا کا نور ظاہر ہو جائے یہ آواز اور الہام قلب کی جانب سے ہوتا ہے۔ جس سے آواز اور الہام سے انوار روشن ہو کر دیدار پروردگار سے مشرف ہو جائے۔ ہدایت غنایت حاصل ہو جائے اور کونین

میں جو کچھ بھی ملک ولایت قاف تا قاف مشرق تا مغرب قید و تصرف میں آ جائے یہ آواز اور الہام محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہوتا ہے۔

سنو! کہ صاحب الہام جو کچھ بھی کہتا ہے۔ قرب اللہ سے کہتا ہے۔ اور اس کا سخن لازوال ہوتا ہے۔ اور ناقص جو کچھ بھی کہتا ہے وہ جھوٹ کذب اور لاف زن ہوتا ہے۔

پس کامل اور ناقص کو کس عمل کس عقل اور کس علم سے شناخت کر سکتے ہیں؟ ناقص کا کلام تقلیدی ہوتا ہے۔ جس میں کچھ لذت نہیں ہوتی اور اعتقاد پیدا نہیں ہوتا۔ کامل کی بات میں لذت (اور تاثیر) ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے وقت پر درست اور عقدہ کشاء ثابت ہوتا ہے۔ اگر ان دونوں کی آزمائش و امتحان کریں (تو معلوم ہو گا) کہ جس جگہ عیان ہے۔ وہاں بیان کی کیا حاجت ہے؟ صاحب عیان با جمیعت (صاحب) وصال ہوتا ہے۔ جبکہ صاحب بیان ہمیشہ محتاج و پریشان رہتا ہے۔

شرح ذکر اللہ

ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عِمُّ الْاُیْمَانِ وَ حِصَارٌ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَ حِفْظٌ مِّنَ الْمِیْزَانِ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کا پاسبان۔ شیطان سے حصار اور میزان پر حفاظت کرتا ہے۔۔

بیت

ذاکرا گر چاہیے تجھ کو ذکر لا زوال
قادری سے طلب کر قربش وصال

ذکر کا مرتبہ حاصل کرنا اور ذکر سے با وصال ہو کر حضوری حاصل کرنا یہ آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ بہت ہی مشکل و دشوار کام ہے۔ ذکر کی اصل جو وصل کی بنیاد۔ معرفت کا مغز اور مشاہدہ حضوری بخشنے والا ہے۔ وہ ذکر تصور اسم اللّٰہ ذات کے انوار ہیں۔ جس میں مجمل مجموعہ جملہ ذکر انوار سے حضوری مشاہدہ و دیدار پروردگار نصیب ہوتا ہے۔ دم کو روک کر (ذکر کرنا) اور حبس دم کی گنتی شمار کرنا۔ احمق گائے بیل (کی مثل) بے شعور حماقت کے مراتب ہیں۔ یہ ذکر حیوانی ناسوتی نفسانی ہے۔ جسے جن و انس حیوانات پرندے عوام الناس سب جانتے اور پڑھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
(پ 27 ع 17)

زمین و آسمان میں جو کوئی بھی ہے وہ سب اللّٰہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے کہ وہ عزیز اور حکیم ہے

ذکر فکر میں ریاضت اور کوشش کرنا عوام اہل تقلید کا مرتبہ ہے۔ جو خاص ذکر سے بے خبر اور دور ہیں۔ وہ ذکر جس میں (نور اللّٰہ میں) جذب کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسے خاص ذاکروں کو اللّٰہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور اپنی جناب سے ہدائت بخش دیتے ہیں۔ کہ وہ بصر با بصر و سمع با سمع و عین با

وجود میں صفائی پیدا ہو کر سودا سویدا کا نور ظاہر ہو جائے یہ آواز اور الہام قلب کی جانب سے ہوتا ہے۔ جس سے آواز اور الہام سے انوار روشن ہو کر دیدار پروردگار سے مشرف ہو جائے۔ہدایت غنایت حاصل ہو جائے اور کونین

میں جو کچھ بھی ملک ولایت قاف تا قاف مشرق تا مغرب قید و تصرف میں آ جائے یہ آواز اور الہام محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہوتا ہے۔

سنو! کہ صاحب الہام جو کچھ بھی کہتا ہے۔ قرب اللہ سے کہتا ہے۔ اور اس کا سخن لازوال ہوتا ہے۔ اور ناقص جو کچھ بھی کہتا ہے وہ جھوٹ کذب اور لاف زن ہوتا ہے۔

پس کامل اور ناقص کو کس عمل کس عقل اور کس علم سے شناخت کر سکتے ہیں؟ ناقص کا کلام تقلیدی ہوتا ہے۔ جس میں کچھ لذت نہیں ہوتی اور اعتقاد پیدا نہیں ہوتا۔ کامل کی بات میں لذت (اور تاثیر) ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے وقت پر درست اور عقدہ کشاء ثابت ہوتا ہے۔ اگر ان دونوں کی آزمائش و امتحان کریں (تو معلوم ہو گا) کہ جس جگہ عیان ہے۔ وہاں بیان کی کیا حاجت ہے؟ صاحب عیان با جمیعت (صاحب) وصال ہوتا ہے۔ جبکہ صاحب بیان ہمیشہ محتاج و پریشان رہتا ہے۔

شرح ذکر اللہ

ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَمُ الْاِیْمَانِ وَ حِصَارٌ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَ حِفْظٌ مِّنَ الْمِیْزَانِ۔۔۔اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کا پاسبان۔شیطان سے حصار اور میزان پر حفاظت کرتا ہے۔۔

بیت

ذاکرا گر چاہیے تجھ کو ذکر لا زوال
قادری سے طلب کر قربش وصال

ذکر کا مرتبہ حاصل کرنا اور ذکر سے باوصال ہو کر حضوری حاصل کرنا یہ آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ بہت ہی مشکل و دشوار کام ہے۔ ذکر کی اصل جو وصل کی بنیاد۔ معرفت کا مغز اور مشاہدہ حضوری بخشنے والا ہے۔وہ ذکر تصور اسم اللہ ذات کے انوار ہیں۔جس میں مجمل مجموعہ جملہ ذکر انوار سے حضوری مشاہدہ و دیدار پروردگار نصیب ہوتا ہے۔ دم کو روک کر (ذکر کرنا) اور حبس دم کی گنتی شمار کرنا۔احمق گائے بیل (کی مثل) بے شعور حماقت کے مراتب ہیں۔ یہ ذکر حیوانی ناسوتی نفسانی ہے۔جسے جن و انس حیوانات پرندے عوام الناس سب جانتے اور پڑھتے ہیں۔قولہ تعالیٰ۔۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
(پ 27 ع 17)

زمین و آسمان میں جو کوئی بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے کہ وہ عزیز اور حکیم ہے

ذکر فکر میں ریاضت اور کوشش کرنا عوام اہل تقلید کا مرتبہ ہے۔ جو خاص ذکر سے بے خبر اور دور ہیں۔ وہ ذکر جس میں (نور اللہ میں) جذب کی کوشش کی جاتی ہے۔ایسے خاص ذاکروں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں ۔ اور اپنی جناب سے ہدائت بخش دیتے ہیں۔ کہ وہ بصر با بصر و سمع با سمع و عین با

عین و ہدایت باہدایت و غنایت باغنایت و فیض بافیض و فضل بافضل و نعم البدل بانعم البدل اس کو حاصل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ذکر جانی و ذکر سلطانی و ذکر قربانی و ذکر عیانی و ذکر لاھُوت لامکانی اور ذکر زندگی قلب جس سے تا قیامت قبر میں خواب (وصال) میں پڑے رہتے ہیں۔ اور موت کے عالم میں بھی ان کے جُثہ کو حیات (دائمی) نصیب ہوتی ہے۔وہ اللّٰہ تعالیٰ کی امان میں امان الامانی ہوتے ہیں۔(اسی طرح) ذکر مشاہدہ قرب با دیدار ربانی و ذکر وحدت وجدانی و ذکر باتوجہ مطلق نفس فانی و ذکر بقاء و ذکر لقاء و ذکر دوام صحبت حضرت محمد رسول اللّٰہ ﷺ و ذکر محمود و ذکر سلطانا" نصیرا" و ذکر جہر و ذکر حامل و ذکر درود شریف و ذکر معرفت و ذکر مقصود و ذکر وصول و ذکر منطق و ذکر معانی و ذکر جلال و ذکر جمال و ذکر کمال و ذکر حال و ذکر احوال و ذکر حی و ذکر قیوم(یہ بھی مختلف قسم کے اذکار ہیں)

مطلب یہ کہ جب کوئی کامل تصور اسم اللّٰہ ذات میں غرق ہو کر فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔مشاہدہ انوار سے مشرف دیدار ہو جاتا ہے توجہ تفکر۔تصرف سے جان فداکر کے باخدا ہو جاتا ہے تو اس کے وجود پر جتنے بال ہیں۔ان میں سے ہر بال اسم اللّٰہذات کے (تصور کی برکت) سے اللّٰہتعالیٰ کے علیحدہ علیحدہ اسمائے ذات سے ذکر میں زبان کھول لیتاہے۔ اس قسم کے ذاکرایک دم میں اللّٰہتعالیٰ جَلّ شانہٗ کے تین کروڑ ستر ہزار اور چھہتّر ناموں کاذکر کرتے ہیں۔جس سے ان کا قلب زندہ اور نفس مطلق مردہ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب قادری سروری اور سروری قادری کے پہلے ہی روز کی ابتداء سبق اور قاعدہ ہے۔ (جس کی مرشد اسے تلقین کرتا ہے) اس قسم کے ذاکر کو اسرار العظمت و کرامت المعظم و

تعظیم المکرم فیض بخش سلطان الذاکرین کہتے ہیں۔ یہ مراتب اس ذاکر کے ہیں جو سلطان الفقر کا ہم صحبت اس کا شکر گزار شاگرد اور اس کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔

ابیات

ذکر کوشش سر بسر وہم وخیال
ذکر کشش کر دے حاضر لا زوال
جو دعویٰ کرے کہ میں ہوں ذاکر خدا
ہو حضوری اور ہو جائے صاحب لقاء
ذکر اک دریا ہے اس کی لہر ہے ہر دم
جب ملاح با خبر ہے کشتی کو کیا غم
میں ملاح ہوں کشتی پر سوار
کشتی اور راز موجش کا نگاہ دار
میں دریا ہوں اور دُرّے صفاتم
کہ موتی پا لیا از عین ذاتم
حضوری طلب کر ذکر حضوری
کہ اس راہ سے واقف نہیں اہل غروری

ذاکر کا وہم قبول و فہم قبول و نگاہ قبول و آگاہ قبول و نظر قبول و منظور قبول و حضور قبول و دلیل قبول و قال قبول و افعال قبول و اعمال قبول و احوال قبول و مستی حال قبول و سکر سھو قبول و قبض بسط قبول و تصور تصرف قبول و

جلالیت جمالیت و علمیت معرفت قبول و اکل و شرب قبول اور ہرلباس قبول
ذاکر کے ظاہری حواس فنا فی اللہ کی قید قبضہ اور تصرف میں آ جاتے ہیں۔اور باطنی حواس بقا باللہ میں کھل جاتے ہیں۔اس قسم کے ذاکر کاخطاب "سوختہ محبت" "جام کباب"ہوتا ہے۔ ان کا کھانا مجاہدہ اور ان کی خواب حضوری مشاہدہ ہوتی ہے۔۔ وہ ہر مقام کو علیحدہ علیحدہ دیکھتا ہے۔ ایسا ذاکر مقبول (بارگاہ) اور ختم الذاکرین اہل الوصول ہوتا ہے۔سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ کَفَرَ وَ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ (جس نے ذکر میں مذکور مقام حاصل کر لیا) اس حصول وصول کے بعد اس نے (ذکر۔فکر۔مراقبہ) کی عبادت کا ارادہ کیا تو (توحید میں یکتا ہونے کے بعد) اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شرک (ور اپنی ذات) کے ساتھ کفر کیا۔

شرح حاجی

حاجی دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(i) حاجی صاحب کرم اہل باطن

(ii) حاجی حرم اہل بطن (پیٹ کا پجاری)

جب اولیاء اللہ حاجی اعتقاد کے ساتھ حرم کعبہ میں حج کے لئے داخل ہوتے ہیں تو قرب حضور انوار کے باعث حرم کعبتہ اللہ سے (انوار ذات) کی تجلی ہوتی ہے۔ اور جب حاجی حرم کعبہ میں داخل ہو کر طواف کرتا ہے تو مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ کعبہ اور دیدا میں کوئی (رکاوٹ) حائل نہیں ہوتی۔

یہی اہل باطن حاجی ہے جواہل دیدار دنیا مردار سے (شب و روز) ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ حاجی صاحب بطن روٹی نان کی طلب میں ہوتا ہے۔ جب اولیاء اللہ حاجی جبل عرفات کے میدان میں لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ میں حاضر ہوں ۔میں حاضر ہوں ۔تو وحدہ لا شریک ہے میں حاضر ہوں کہتا ہوا ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو حاجی (یعنی) عبد اور (معبود) رب تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔۔

حاجی جب حرم مدینہ منورہ میں روضہ مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک داخل ہوتا ہے۔بے شک حضور پاک ﷺ اپنی قبرروضہ مبارک سے باہر تشریف لا کر اس کی دستگیری ہیں۔ اس کو رخصت دیتے ہیں اس کو تلقین و تعلیم کرتے ہیں۔ اس قسم کا حاجی فرماں بردار بن کر دنیا سے تارک فارغ ہوتا ہے وہ کبھی دنیامردار کی طرف نظراٹھاکر نہیں دیکھتا۔ وہ ظاہر میں ہشیار اور باطن میں مست ہوتا ہے۔ اللہ بس و ما سوی اللہ ہوس

ابیات

با تصور کعبہ کو دیکھوں مدام
در مدینہ با نبی حاضر دوام
حاجت نہیں کیسے کھو دوں میں یہ مقام
روز و شب میں ہوں حضوی لا کلام
کیسے کروں شرح ان احوال کا
واقف احوال میرے مصطفیٰ ﷺ

باھُو کو کافی ہے بس اس کا نور
دائما با مصطفیٰ ہر دم حضور

شرح دعوت

عالم عامل جو دعوت میں کامل ہے۔وہ اس قسم کی دعوت پڑھتا ہے۔ کہ ہرگز رجعت نہیں کھاتا اور سلامت رہتا ہے۔ اس قسم کا کامل ایک ہفتہ میں خوارج کا ملک۔ روافضی کا ملک۔ دار حرب ۔یہود و نصاریٰ کے ملک کو خاک و خاکستربود سے نابود کر سکتا ہے۔

وہ کونسی دعوت ہے؟ وہ کونسا نقش ہے؟ وہ کونسا علم ہے؟ ایسی دعوت پڑھنے کے لئے قبر و قرآن اور صاحب دعوت کا قلب قوی اود مقرب سبحان ہونا ضروری ہے۔ اس قسم کا عامل صاحب دعوت اہل قبور و اہل حضور اگر لوہے اور پتھر کے قلعہ پر دعوت پڑھے تو وہ بھی موم ہو جائے۔اس طرح کسی لشکر پر خزانہ اور دولت خرچ کرنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔

بیت

جس کو دعوت حاصل ہو یک دم تمام
آسان اس کے کام ہو جائیں دوام

اس قسم کے عامل کو بادشاہ اور امراء (کی خوشنودی) کے لئے دعوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔وہ جس کسی کے لئے دعوت پڑھتا ہے۔ عنداللہ پڑھتا ہے۔اور اسی کے لئے پڑھتا ہے۔ جس کے لئے حکم اجازت اور رخصت حضرت محمد ﷺ کی حضوری سے ہوتی ہے۔

ابیات

لوگ جانتے ہیں قبر میں زیر خاک
با حضوری روح ان کا جثہ پاک
گم قبر گمنام بے نام و نشان
قبر میں ہے جثہ ان کا در لامکاں
نام جو بھی لیتا ہے نامش حضور
ہم سخن با عارفاں ذکرش ضرور
ان مراتب موت کو کہہ دو حیات
قید دنیا سے خلاصی و نجات

الحدیث--- اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِیْنَ--دنیا مومنین کے لئے قید خانہ ہے اور کافروں کے لئے جنت ہے۔

بیت

جو بھی کوئی قیدی ہے عاجز تمام
بعد مرنے کے وہ واصل ہو مدام

اس مرتبہ میں مردہ دل کو تو موت ہے۔ اور مردہ نفس کو موت سے حیات نصیب ہو جاتی ہے۔

بیت

ہے جو بھی محرم وہ محروم نہیں
موت سے جو بے خبر ہے مخدوم نہیں

عارفوں کی موت سات طریقوں سے ہوتی ہے۔ جو وصال کے سات مراتب۔۔احوال کے سات مراتب۔مشاہدہ جمال کے سات مراتب ہیں۔یہ قرب حضوری انوار میں باتوفیق موت ہے۔ جس سے بالتحقیق مشرف دیدار ہو جاتے ہیں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ عطا کرے یہ بخشش مشق وجودیہ سے ہوجاتی ہے۔ جو کوئی اس میں شک کرتا ہے وہ مردہ دل زندیقوں کے گروہ سے ہے۔ بعض عارفوں کو اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ۔۔۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں (کا مقام حاصل ہو جاتا) ہے۔ وہ موت سے مشرف دیدار ہو جاتے ہیں۔ وہ ازل سے ابد تک باخبر ہوتے ہیں۔وہ خواب غفلت میں بیدار ہوتے ہیں۔ کَمَا تَمُوْتُوْنَ تُحْشَرُوْنَ کَمَا تُحْشَرُوْنَ تَمُوْتُوْنَ جیسے تم مروگے ویسے ہی تم زندہ کئے جاؤ گے۔ جیسے تمہیں زندہ کیا گیا ہے۔۔ویسے ہی تمہیں موت آئے گی۔ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا فَهُوَ مِنْهُ جو کوئی جس شے سے محبت کرتا ہے۔وہ اسی کا ساتھی ہے۔

بیت

ساتوں اعضاء میرے کہتے ہیں آلہ
بعد مرنے کے یہی ہے وصل کی راہ

جس کسی کی اصل (بنیاد) وصل پر ہے۔ اس کو درس موت پر (عمل) کرنے سے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ جو فصل جوانی میں بوئی جاتی ہے وہ فصل بہار کا نظارہ دیتی ہے۔ جس کسی کے ساتوں اعضاء مشق تصوراسم اللہ ذات سے پاک ہو جائیں اس کو جان کنی کی تلخی و عذاب قبراور حساب قیامت کا کیا

خوف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سر تا قدم مشق تصور اسم اللہ ذات کا کشتہ ہے۔ اور اس کی جان اس طرح چاک چاک ہے۔ اگرچہ اس نے اپنے جسم پر اربع عناصر خاک کے سات لباس پہن رکھے ہیں۔ لیکن اسے پاکیزگی کے مراتب (کی انتہاء) کا کوئی اندازہ نہیں۔ سات قسم کی معنوی موت کے (مراتب) حسب ذیل ہیں۔

اول موت سے محبت کرنا حاصل کرنا۔

دوم موت سے معرفت حاصل کرنا۔

سیوم موت سے مشرف مشاہدہ مولیٰ ہو جانا۔

چہارم موت سے موذی نفس کو قتل کر کے دونوں جہان کا تماشہ پشت ناخن پر کرنا۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے او ہاتھ میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے ہاتھ کی تین انگلیوں (کے تصرف میں) ہر ملک کی ولایت ہوتی ہے۔

پنجم موت سے دائمی طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے ملازم ہو جاتے ہیں۔

ششم موت سے نبی اللہ اصفیاء ولی اللہ سے دست مصافحہ کرتے ہیں۔

ہفتم موت سے محرم اسرار۔ پردہ بردار ہو جاتے ہیں۔ جان لو کہ مراتب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ جمعیت کے (مراتب) اور پریشانی (کے مراتب) (متذکرہ مراتب) اور دو قسم کی مرادیں معنوی موت میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ کامل مرشد اسم اللہ ذات "جثہ" سے ... کو کھول کر دکھا دیتا ہے۔ بعد ازاں اسم

قیّوم کی (طے سے) اس کو ماضی حال مستقبل (ہر زمانہ میں) حق و باطل کے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور اسے نجم تقویم کے مطالعہ کی حاجت نہیں رہتی۔ اس پر ہر مفہوم واضع ہو جاتا ہے۔

اے صاحب باطن سن لے! کہ تونے بھی اپنی (قیمتی) عمر نام و ناموس 'خلافت کا خطاب حاصل کرنے میں ضائع کر دی۔ دروازوں کو کھولنے والا" مفتح الابواب" توحید کا علم ہے۔ جو دونوں جہان اپنے ہاتھ میں لانے کی کلید ہے۔ اس کے سوا جو (علم) بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مقصود دنیوی روزگار اور نفس کی (خواہشات کو پورا کرنے کا ذریعہ) ہے۔ مطلق علم جو کلید کل ہے وہ دعوت کا علم ہے۔ (ایسی دعوت پڑھنے والے کو) دعائے استجاب الدعوات کہتے ہیں۔ وہ علم کونسا ہے؟ اور معرفت و حکمت کے اس علم کا کیا نام ہے؟ کہ جس میں کل و جز علم ایک ہی دعوت میں ختم ہو جائے۔ اور ایسی دعوت پڑھنے والے کو قرب سبحانی سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمٍ (پ 22 ع 3) (کی دعوت) سے ہی جمعیت کا اہتمام ہوتا ہے۔

مثنوی

کل و جز طے میں حاصل ہو تمام
طے سے ہی کھل جاتا ہے ہر اک مقام

طے توفیق ہے تحقیق از خدا
طے حاصل ہو جائے از مصطفیٰ ﷺ

دعوت کا وہ علم کون سا ہے کہ جس میں ورد وظائف ایک بار پڑھنے سے

ہی اس کا عمل قیامت کے دن تک جاری رہتا ہے۔ اور ہر گز نہیں ٹلتا۔اور ایسی مہمات جو مشکل ہوں اور جن کو حل (کرنے) کے لئے عقل و فکر کام نہ کرتی ہوایک رات دن میں حل ہو جائیں۔جو کوئی اس قسم کی دعوت پڑھنے کا عمل نہیں جانتا وہ بے عمل احمق ہے۔ کہ (پھر بھی) علم دعوت پڑھتا ہے۔ یہ دعوت مشکل کشاء ہے۔ جس کے شروع میں ہی مطالب(عام کا نتیجہ) نظر آنے لگتا ہے۔ یہ دعوت عامل کامل شہسوار ہی پڑھ سکتا ہے۔ جو قبر قبور پر(سوار) ہو کر قرآن مجید کی آیات پڑھتا ہے۔ اور اس دعوت کی اجازت مجلس محمدی ﷺ کی حضوری سے حاصل کرلیتا ہے۔جس سے وہ زبان قلب۔ زبان روح زبان سر اور زبان نور سے توجہ و تصور تصرف دوام و تفکر مدام سے دعوت پڑھنے لگتا ہے۔دعوت کا وہ کون سا علم ہے کہ جس سے(دشمن) کا تمام اسلحہ اور بارود خانہ باندھ دیتے ہیں۔ (کہ وہ ہر گز کام نہ کرے بلکہ بیکار ہو جائے) اور جملہ شجاعت پیشہ میں سے ہر ایک کی دونوں کی آنکھوں کو موکلات فرشتے اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ لیں کہ ان کو کچھ سجھائی نہ دے اور ان کے منہ اور کان اس طرح بند کردیں کہ "صُمٌّ بُکْمٌ" ہو جائیں۔ یا دعوت پڑھنے سے ان میں سے ہرایک مجذوب دیوانہ ہو جائے۔ یایہ کہ دعوت پڑھنے سے اس ولایت کا ہر چھوٹا بڑا (غلامانہ) حاضر ہو جائے۔ یا دعوت پڑھنے سے ہر بہادر کی دلیری اس کے دل سے نکل جائے(اور اس کی ہمت پست ہو جائے)اہل دعوت حضوری فقیر کو اس قسم کی سب توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ فقیر باطن میں باتحقیق ہوتا ہے۔ علم دعوت یہاں تمام ہوجاتا ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے والے کی زبان بالیقین و باعتبار موذی کفار کو قتل کرنے کے لئے سیف

اللہ ذوالفقار بن جاتی ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے والا مجلس نبی ﷺ پر جان قربان کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ شرک و بدعت سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ دعوت کے یہ مراتب اس فقیر کو حاصل ہوتے ہیں جو اپنے جسم پر شریعت کا لباس پہن کر شب و روز شریعت میں کوشاں رہتا ہے۔ وہ باطن میں اللّٰہ تعالیٰ کی محبت میں خون جگر پیتا ہے۔ وہ معرفت توحید (میں کامل ہوتا) ہے۔ وہ تکلیف اور تکلبد کو چھوڑ دیتا ہے۔ قادری مرید طالب اللّٰہ کو پہلے ہی روز حضرت بی بی رابعہ بصریؒ اور سلطان بایزیدؒ سے بڑھ کر مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ (لیکن ہر کس و ناکس نام نہاد اس کا اہل نہیں ہوتا) اللّٰہ بس ما سویٰ اللّٰہ ہوس۔

شرح ظاہر و باطن

جان لو! کہ ظاہر باطن کے لئے ہے' ظاہر جہاں فنا ہونے والا' نفسانی لوگوں کے خواب خیال کی مثل ہے اور باطن کا (جہان) جاودانی روحانی لازوال ہے، اہل علم کے درمیان قرآن مجید کلام اللّٰہ منصف ہے۔ ظاہری اعمال ثواب کا (درجہ) رکھتے ہیں اور ان کی حقیقت احوال کے موافق ہوتی ہے۔ جبکہ باطن اصل ہے کیونکہ اس میں معرفت اللّٰہ وصل ہے۔ ظاہر تو موسم گرما سرما کی مانند آنے جانے والا ہے اور ربیع و خریف کی فصل (کی مانند ایک روز ختم ہوجانے والا) ہے۔ پس غیب یعنی (باطن) پر بلا شک و شبہ ایمان لانا (فرض) ہے۔

قولہ تعالیٰ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (پ۱ ۲۲۴) الم! یہ خاص

کتاب (قرآن مجید) ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ہدایت دیتی ہے متقی لوگوں کو جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، جو کوئی غیب (پر ایمان نہیں لاتا) اور صاحب باطن اہل غیب اولیاء اللہ کی غیبت اور گلہ کرتا ہے وہ اپنے سگے بھائی کا گوشت کھاتا اور خون پیتا ہے ایسا شخص کسی طرح مومن مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔

باطن کے بھی کئی طریق ہیں اور ان عالی مشکل مراتب کا ظاہر حاصل کرنا عالی ہمت اور باتوفیق کا کام ہے۔

بعض لوگ ظاہر میں برحق صاحب تحقیق ہوتے ہیں لیکن باطن میں باطل (پرست) زندیق ہوتے ہیں۔

بعض کا ظاہر باطن برباطل زندیق ہوتا ہے۔ بعض ظاہر باطن میں باتحقیق ہوتے ہیں یہ مومن مسلمان (کا مرتبہ) ہے۔ بعض (ظاہر باطن اپنے درجات کے متعلق) جھوٹ بولنے والے، بعض (ظاہر باطن) میں مشرک (خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے والے) بعض (ظاہر میں دیندار باطن میں) منافق (اللہ و رسول کے گستاخ ہوتے ہیں) بعض ظالم کافر ہوتے ہیں۔

نیز شرح ظاہر و باطن

ظاہر کس کو کہتے ہیں اور باطن کیا ہے؟ ظاہر و باطن دونوں قرآن مجید کے علم میں موجود ہیں بلکہ کل مخلوقات قرآن مجید کی تفسیر کی طے میں ہے۔ اس طے کو عالم باللہ صاحب تاثیر عارف ولی اللہ روشن ضمیر کھول لیتا ہے کیونکہ اہل نظر کونین پر امیر ہوتا ہے۔

ابیات

چشم پوشی جو کرے وہ چشم کور
جو بھی دیکھے دائیں بائیں مثل ڈھور
باعیان بینا ہے پس انسان صفت
باعیان ہی دیکھنا ہے طریقت معرفت
گرتو چاہے ہو جائے عارف خدا
وہ آنکھ تو ہے دوسری لائق لقاء
وہ آنکھ دیدہ نور ہے دیکھے حضور
جو بھی غیر حق وہ بے شعور
باھُوؒ کو ھُو لے گیا در لامکان
حضوری دید کھل گئی قرب از عیان

جان لو!کہ ایسا قادری جس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے جو تجلی رفیق ہو اور جس کا ظاہر و باطن باتحقیق ہوجائے وہ کسی سے کوئی حاجت نہیں رکھتا۔پس معلوم ہوا کہ کامل قادری عارف باللہ صاحب نظارہ ہمیشہ تماشہ بیں'صاحب حق الیقین'غرق فی التوحید انوار'اہل استغراق عین باعین صاحب دیدار ہوتا ہے۔پس اس قسم کے کامل قادری کو ذکر فکر'وردو وظائف اور مراقبہ مکاشفہ کی کیا ضرورت ہے؟کیونکہ قادری باعیان ساکن لاھُوت لامکان بالیقین و بااعتبار ہوتا ہے۔

باطن کے اور بھی بہت سے طریق ہیں'باطن کی بے شمار توفیق ہیں اور

اطن از حد زیادہ باتحقیق ہے۔

شریعت کے ظاہر طریق کے دو گواہ ہیں۔

ایک دیکھنا اور دوسرا سننا۔

باطن کے بھی دو گواہ ہیں۔

ایک علم تصوف کا مطالعہ' ایک دوسرے سے سننا اور سنانا۔

دوسرا گواہ باعیان دیکھنا۔اس راہ کو مرشد رفیق راہ ہمراہ ہو کر دکھا دیتا ہے۔

بعض کو باطن کے طریق میں دلیل باتوفیق حاصل ہو کر (آگاہی ہونے لگتی ہے) جو ظاہر میں درست ثابت ہوتی) ہے۔اس طرح ان کا ظاہر باطن ایک ہو تا ہے۔

بعض باطنی طریق میں وہم خیال (باوصال) سے باتوفیق ہوتے ہیں۔ان لو(وحدانیت سے وہم)ہوتا ہے جو باطن ظاہر میں ایک ہو جاتا ہے۔

بعض کو باطن میں الہام کا طریقہ حاصل ہوتا ہے۔باطن میں ہونے والا الہام ظاہر میں پورا ہو جاتا ہے۔اس طرح ان کا ظاہر باطن ایک ہو جاتاہے۔بعض کو باطن میں توجہ کا طریقہ حاصل ہوتا ہے۔وہ توجہ میں باتوفیق ہوتے ہیں۔اس طرح ان کے ظاہر باطن کی توجہ ایک ہو جاتی ہے۔

بعض کو باطن میں تصور اسم اللہذات کا باتوفیق طریقہ حاصل ہوجاتا ہے جس سے وہ ظاہر باطن میں باتوفیق ہو جاتے ہیں۔

بعض کو کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی حاضرات

کا تفکر و تصرف حاصل ہوتا ہے اس میں باتوفیق ہو کر ان کا ظاہر باطن ایک ہو جاتا ہے۔

بعض کو باطن میں (حضوری) کے طریقہ سے اہل قبور کی مجلس سے پیغام ملنے لگتا ہے وہ ہر ایک انبیاء اصفیاء خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جملہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہ اجمعین و ازاں جمیع المجتہدین اور صاحب مراتب غوث قطب اولیاء اللہ سے (پیغام حاصل کرتے ہیں۔)جب وہ باطن میں باتوفیق ہوجاتے ہیں تو ظاہر میں (اس پیغام کے مطابق)ظہور ہونے لگتا ہے۔

بعض کو باطن میں عیاں طریقہ کھل جاتا ہے۔ اور صاحب عیان کی نظر سے کوئی چیز بھی مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔چانچہ کونین اور ہردو جہان میں جو کچھ باطن میں باعیان دیکھتے ہیں ظاہر میں بھی اس طرح نظر آنے لگتا ہے۔بعض فقیر غرق فی اللہ ہوکر قرب خدا میں حاضر ہوجاتے ہیں۔ان کو وصال میں الہام جواب باصواب حاصل ہونے لگتا ہے۔بے مثل بے مثال اللہ کی بار گاہ سے وہ باتوفیق ہوجاتے ہیں اور (بالآخر)ان کا ظاہر باطن ایک ہوجاتا ہے۔

بعض فنا فی اللہ فقیر باطن میں روشن ضمیر بر کونین امیر ہوتے ہیں ۔وہ باطن میں باتوفیق ہوتے ہیں۔ آخر ان کا ظاہر باطن ایک ہوجاتا ہے۔

اس قسم کے جملہ باطن کہ جس کے موافق ظاہر بھی بن جاتا ہے تحقیق شدہ بات ہے۔جو رفیق برحق قادری مرشد جو حق پر حق سے اور حق کے ساتھ ہوتا ہے۔(طالب حق) کو بخش دیتا ہے۔

جو شخص باطن میں تو با تحقیق ہے(الہام پیغام روشن ضمیر دیدار سے مشرف ہے) لیکن ظاہر میں ایسا نہیں ہے (اور نہ ہی اس کے یہ اثرات ظاہر ہوتے ہیں) وہ ظاہر میں بے توفیق ہے۔اس کا کیا علاج ہے؟اس کا علاج یہ ہے کہ وہ علم نعم البدل کا مطالعہ کرے جس سے اس کا ظاہر باطن ایک ہو جائے گا۔

جاننا چاہیئے کہ باطن کے تین طریق، تین قسم کی توفیق اور تین ناموں سے تحقیق ہے۔

اول بعض کو باطن میں (روحانی پرواز حاصل ہوتی ہے)جس سے وہ طبقات طبق عن طبق۔سات زمین۔نو فلک اور ستر ہزار مراتب (مقامات) جن میں سے ہر مرتبہ عرش سے اوپر ہے اور جس میں سے ہر ایک مرتبہ کے درمیان ستر سال کی راہ ہے کو آنکھ جھپکنے میں طے کر لیتے ہیں۔اس راہ کو طے کرنے والے کو اہل طبقات غوث قطب کے درجات حاصل ہوتے ہیں۔لیکن یہ مراتب ہوا(خواہش پر مبنی) ہوا پر قائم(بے اصل) قرب خدا سے دور ہیں۔فقیر(جو طالب اللہ) ہے۔ان کمینے اور کمتر مراتب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

دوم باطن مقام محمود کا ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری مجلس سے مشرف ہوتے اور جملہ روحانیوں سے ملاقات کرتے ہیں۔

الحدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه جب فقر تمام ہوتا ہے (تو وجود میں)اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

الحدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

الحدیث

لَوْ عَرَفْتُمُ اللّٰهِ بِحَقِّ مَعْرِفَتِهٖ لَذَالَتْ الْجِبَالُ بِدُعَائِكُمْ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ اس کی معرفت کا حق ہے پہچان لیتا ہے تو اس کی دعا سے پہاڑ بھی ٹل جاتے ہیں۔

الحدیث

مَنْ اَخْلَصَ اللّٰه تَعَالٰی اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ لَهٗ ینابع الْحِکْمَةَ فِیْ لِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جوارِه۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کو چالیس روز صبح کے وقت خالص ہو کر پکارتا ہے تو اس کی زبان، قلب اور اس کے دیگر اعضاء میں حکمت کے چشمے جاری کر دیئے جاتے ہیں۔

بیت

علم حضوری کو ہوں عالم فاضل بھی ہوں فضل از خدا
طالبوں کو سبق دے کر دکھا دوں مصطفیٰ ﷺ

شرح ذکر

جان لو! کہ ذکر کے آٹھ طریق باتوفیق ہیں جن میں ہر ایک ذکر کے طریقہ سے پیغام اعلام نام بنام تحقیق شدہ ہے۔

چنانچہ ذکر جنونیت کہ جس میں بوقت اشتغال ذکر اللہ ذاکر جن و انس سے ہم مجلس ہوجاتا ہے اور اس کے وجود میں جنونیت، جہولیت اور جلالیت کے تمام احوال ظاہر ہو جاتے ہیں وہ بد طبع اور بد خصال ہو جاتا ہے۔

بعض (فقیر) اشغال ذکر اللہ میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ پیغمبران عظام سے ہم صحبت ہوجاتے ہیں۔اس میں پیغمبروں جیسے وصف اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔وہ قدم بر قدم پیغمبران علیہ الصلوت و السلام چلنے لگتا ہے۔ یعنی فقرو معرفت توحید و علم و کرامت و التفات اور ان احوالات کی تحقیق کرنے لگتا ہے۔

بعض (فقیر (جب اشغال ذکر اللہ میں آتے ہیں تو ہم صحبت اولیاء اللہ ہوجاتے ہیں۔ان پر باطنی توحید اور (ذکر) مذکور کھل جاتا ہے۔یہ اولیاء صفات ذکر ہے۔

بعض کو ملکی صفات کا ذکر حاصل ہوجاتا ہے۔جب وہ اشغال ذکر اللہ میں مشغول ہوجاتے ہیں تو فرشتوں سے ہم صحبت ہوجاتے ہیں۔توجہ سے ان کی زبان پر الہام جاری ہوجاتا ہے۔

بعض کو ذکر مجلس محمدی ﷺ اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہ کی جانب سے حاصل ہوتا ہے۔جب وہ اشتعال ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں تو بے حجاب ہوجاتے ہیں۔

بعض ذاکروں کا ذکر قرب اللہ حضور سے ہوتا ہے۔جب وہ اشغال ذکر اللہ میں مصروف ہوتے ہیں تو ان کے وجود کے ساتوں اعضاء نور ہوجاتے ہیں۔

ابیات

عارفوں کو اہل دنیا سے کوئی سروکار نہیں
نظر سے وہ زرکریں ان کو کچھ دشوار نہیں

نظرناظر بانظر دار سیم و زر اہل زعیاں
ایسے عارف کم ہی ہیں اندر جہان
کسی سے حاجت نہیں ہے جز خدا
مجھ کو نعمت حاصل ہوئی از مصطفیٰ ﷺ
باھُوؒ نے ہر منزل ہرمقام دل سے پایا
دل کو کبوتر قمری نے ذکر اپنا بنایا

معلوم ہونا چاہئے کہ عالم دنیا کیمیا سیم و زر کی (دنیا) ہے۔جو خطرات سے پر اور راہزن ہے۔زمین و آسمان کے درمیان سیم و زر کو ہی سب کچھ سمجھا جاتا ہے۔یہ بھی جان لو! کہ سیم و زر کا یہ مرتبہ ایک بھاری بوجھ ہے جو اہل دنیا کی پشت پر گدھے بیل کی مانند لادا گیا ہے۔(کیونکہ آخرت میں ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا۔) اسی لئے عارف باللہ ولی اللہ اس پر ہر گز نظر نہیں ڈالتے۔چنانچہ اسی لئے کہا گیا ہے۔

حُبُّ الدُّنْیَا رَاسُ کُلِّ خَطِئَۃٍ وَّ تَرَکُ الدُّنْیَا رَاسُ کُلِّ عِبَادَۃُ دنیا کی محبت سب گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک کرنا سب عبادتوں کی چوٹی یعنی انتہا ہے۔اہل عبادات اور اہل خطرات کو ایک دوسرے کی مجلس پسند نہیں آتی۔

جان لو! کہ ذکر اور مراقبہ کرنے والے کہتے ہیں کہ ذکر اور مراقبہ حاصل کرنا بہت مشکل ودشوار کام ہے کیونکہ ذکر و مراقبہ حضوری عطا کرنے والا معرفت دیدار کا (وسیلہ) اور قلب بیدار کا (ذریعہ) ہے۔ذکر توفیق کا نام ہے۔اور مراقبہ سے حضوری (کا طریقہ) تحقیق شدہ ہے۔تو یہ بھی جان لے! کہ اسم اللہ

ذات کے (ذکر) اور تصور مشق مرقوم سے وجود کے ہر عضو میں ہر ایک مقام حی و قیوم کی نور تجلی سے روشن ہو جاتا ہے اس طرح باطن کے حواس میں نور کھل جاتا ہے۔ عین نظر آنے لگتا ہے جس سے نفس فنا اور قلب زندہ ہو جاتا ہے اور خرطوم خناس شیطان بے حیا کی قید سے خلاصی پا لیتا ہے' روح کو بقاء حاصل ہو جاتی ہے۔ جو کوئی ان مراتب کی مشق کی اس راہ سے واقف ہے وہ کامل مخدوم ہے اور جو کوئی مشق کی اس راہ سے واقف نہیں وہ باطن میں حضوری سے محروم رہتا ہے۔ کل و جز اسم اللہ ذات کی حاضرات کی طے میں ہے۔ جو کوئی حاضرات کی اس راہ کو جانتا نہیں اور طالبوں مریدوں کو حاضرات سے حضوری میں نہیں پہنچاتا وہ شخص احمق ہے کہ اپنے آپ کو پیر و مرشد کہلواتا ہے۔

بیت

جس کا راہبر ہو گیا حق پیشواء
چھوڑ دے وہ حرص طمع اور ہوا

جو مراقبہ اور ذکر حضوری میں پہنچا دے اور مشاہدہ معراج کروا دے وہی (اصل مراقبہ و ذکر ہے) اور جس ذکر و مراقبہ سے حضوری میں نہ پہنچ سکیں وہ استدراج (شعبدہ بازی اور دھوکہ) ہے۔ اہل استدراج اور اہل معراج کبھی ہم مجلس نہیں ہوتے۔

شرح انسان

انسان آدم کو کہتے ہیں جو کوئی حضرت آدمؑ کے مرتبہ کو پہنچ گیا وہی انسان ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ فرزند آدم کو کیا قدرت ہے کہ وہ حضرت آدم

علیہ السلام کے مرتبہ پیغمبری تک پہنچ سکے۔اس آیت کریمہ کے بموجب وہ انسان کا یہ مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ(پ ۱۵ ع ۷) بے شک ہم نے نسل آدم کو مکرم بنایا ہے۔یہ شرف و عزت انسان کو ہی حاصل ہوتی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کا (مرتبہ) ہے۔پس امت کے مراتب تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

امت کس کو کہتے ہیں؟خاص امتی وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے آپ ﷺ کے قدم بقدم چل کر رفتہ رفتہ خود کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری مجلس تک پہنچا دے۔ اور حضور پاک ﷺ اپنی زبان مبارک سے اس کو خاص امتی فرما دیں۔مجھے ان لوگوں یا اس احمق قوم پر تعجب آتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس مقام تک نہیں پہنچا سکتے اور باطن میں معرفت کی راہ سے محروم رہتے ہیں اور جو کوئی حضوری مجلس محمدی ﷺ تک پہنچ جاتا ہے تو اس کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ فنا فی الشیخ ایک عظیم الشان مرتبہ ہے۔بعض احمق طالب(ناقص مرشد کے تصور فنا فی الشیخ سے) فنا فی الشیطان ہو کر ہمیشہ پریشان رہتے ہیں۔فنا فی الشیخ کا مرتبہ یہ ہے کہ شیخ کا جسم طالب کا جسم بن جائے۔شیخ کا کلام طالب کا کلام بن جائے۔شیخ کے احوال کے مطابق طالب کے احوال ہو جائیں ۔مطلب یہ کہ طالب میں شیخ کی صورت سیرت خو بو خصلت پیدا ہو جائے۔شیخ اور طالب سرتا قدم ان کے ساتوں اعضاء ایک وجود میں تبدیل ہو جائیں۔اسی لئے اَلشَّيْخُ يُحْيِي وَيُمِيتُ(تصور) شیخ (طالب کے

قلب کو) زندہ اور اس کے (نفس) کو مردہ کر دیتا ہے۔ کہا گیا ہے۔ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُحْیِ الرُّوْحَ وَیُحْیِ الشَّرِیْعَتَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ وَیُمِیْتُ هُوَةً۔ وہ قلب و روح اور شریعت کو زندہ کردیتا ہے وہ نفس اور (ناجائز) شہوت کو مردہ کر دیتا ہے۔ وہ (غیر ضروری) خواہشات حرص طمع کو روک دیتا اور وَیُمِیْتُ الْبِدْعَتَ وہ بدعت کو بھی مٹا دیتا ہے۔ جس وقت بھی کوئی طالب اپنے ظاہر و باطن میں (کامل مرشد) کے متعلق کوئی برا خیال (دل میں یا زبان پر) لاتا ہے۔ اسی گھڑی اور اسی دم وہ طالب مردود ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں (کثرت سے) استغفار کرنا چاہیئے۔

بیت

(تصور) شیخ کی اک شرط ہے جس سے ہو طالب تمام
شیخ و طالب ایک ہوں در ہر مقام

جاننا چاہیئے کہ شیخ و طالب ہر دو پر فرض اور سنت عظیم (کی پیروی لازم) ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی آل کی خدمت (میں حاضر رہیں) اور سادات کے سامنے صدق اخلاص ارادت سے سرنگوں رہیں۔ جو کوئی سادات کو رضا مند نہیں کرتا اس کا باطن کبھی صاف نہیں ہوتا اور وہ معرفت الٰہی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ مخدوم ہی سادات کے خادم ہوتے ہیں جو کوئی آل نبی اولاد حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی صلوٰۃ اللہ علیہ و السلام کا منکر ہے وہ (راہ فقر) میں محروم رہتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قُلْ لَاۤ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا (پ ۷ ع ۱۶) فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ کہ میں تم تک دین اسلام پہنچانے کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ میرے اہل بیت کی مودت (غیر مشروط غلامی و محبت) اختیار کر لیں۔

مثنوی

سیّدوں کو دوست رکھ کہ ہیں وہ آل نبیؐ
نور دیدہ فاطمہؓ (حسنؓ و حسینؓ) و علیؓ
دشمن سیّد ہے دشمن مصطفیٰ ﷺ
جو بھی دشمن مصطفیٰ وہ دشمن آلہ

لیکن سیّدوں کو کن احوال کون سے افعال کیسے اعمال اور کس قسم کی بات چیت سے پہچان سکتے ہیں؟ وہ شریعت کے (پابند) ہوتے ہیں۔ وہ قدم محمدی ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ خلق محمدی ﷺ (کا نمونہ) ہوتے ہیں۔ وہ صدیق اکبرؓ کے صدق۔ حضرت عمرؓ کے عدل، حضرت عثمانؓ کی حیاء، حضرت علیؓ کی شجاعت اور حضرت محمد ﷺ کے غزوات، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی ترک دنیا۔ حضرت امام حسن و حسین رضوان اللہ تعالیٰ کی رضا ارادت و شہادت کی صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ آدمی کے وجود میں روح بایزید اور نفس یزید کی مانند ہے۔ (نفس کو قتل کرنے سے) قلب کا قرب امام اور شہادت تمام (سے حصہ) حاصل کر لیتا ہے۔ اپنا جج آپ بن کر انصاف کر۔ اے حق شناس نفس یزید کو تیغ توحید سے قتل کیا جاتا ہے۔ جو کوئی توحید کی

تلوار کو ہاتھ میں لے کر اپنے نفس کو قتل نہیں کرتا وہ قوم یزید سے ہے۔

ابیات

گر تو چاہے سیّدا مجلس رسول
طلب کر وحدت اللہ حق وصول

گرتو چاہے سیّدا مجلس نبیؑ
طلب کر اللہ دین پر ہو قوی

گرتو چاہے سیّدا فی اللہ فنا
غرق فی التوحید ہو با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

گر تو چاہے سیّدا وحدت کرم
سیّدوں کو جس سے ہو نہ کوئی غم

گر تو چاہے سیدا فقرش عظیم
مرشد سے تو طلب کر قلب سلیم

گرتو چاہے سیدا قربش حضور صلی اللہ علیہ وسلم
مرشد سے طلب کر وحدت کا نور

گر ہونا چاہے سیّدا حاکم امیر
طلب کر تو بادشاہی از فقیر

گرتو چاہے سیّدا گنج پنج
عاجزوں کی دستگیری کر نہ دے رنج

میں ہوں فقیر غالب ہوں برہر امیر

اہل قرب معرفت میں صاحب نظیر

فقرا سادات کا لشکر ہیں جو سید فقر کو پہچان اور جان لیتا ہے وہ ابد الا آباد تک دنیا و آخرت میں لایحتاج و بے نیاز ہو جاتا ہے۔فقیر کو کس علم و عمل و معرفت و جمعیت سے پہچان سکتے ہیں؟فقیر ہرگز سالکوں کے سلک سلوک (کا پابند نہیں ہوتا) وہ غالب مالک ہوتا ہے۔اس کی نظر میں دونوں جہاں عیاں ہوتے ہیں۔چنانچہ وہ صاحب کل و جز ہوتا ہے۔فقیر کے مراتب یہ ہیں کہ وہ..........

i۔تصور حضور

iiدعوت عمل قبور (میں کامل ہوتا) ہے۔

اگر کوئی شخص فقر کی گردن بھی مارے تو وہ ہرگز ذکر فکر میں مشغول نہیں ہوتا کیونکہ فقیر ہمیشہ حضوری (مشاہدہ) میں ہوتا ہے۔

فقیر کا دشمن بھی تین حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔

یا تو وہ سیاہ دل ہے۔

یا وہ منافق ہے جسے موت بھولی ہوئی ہے۔وہ قرب آلہ (سے محروم) ہے

یا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دشمن ہے۔

الحدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ط فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔یہ فقر فخر محمد ﷺ ہے۔

جان لو! کی مرشد کا مرتبہ ایک بھاری بوجھ ہے جب تک کسی کو باطن میں

لوگوں کو طالب کرنے اوران کو تلقین کرنے کا حکم اجازت رخصت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حاصل نہ ہو (اور وہ مرشد بن کر لوگوں کو بیعت اور تلقین کرے) تو وہ شخص احمق ہے کہ لوگوں کو بغیر اجازت طالب مرید کر کے تعلیم تلقین کرتا ہے۔ایسے (طالب مرشد) کی عاقبت خراب اور شرمندگی کا باعث ہوتی ہے۔ مرشد اسے کہتے ہیں جو طالب کو قسم دے کر کہے کہ اے طالب تیرا جو کچھ بھی مطلب ہے مجھ سے طلب کر اور جو کچھ طالب طلب کرتا ہے مرشد اس کی طلب کے موافق طالب کوعطا کرتا بخش دیتا ہے۔اس پر فیض کرتا ہے ۔جیسا کہ باران رحمت کا فیض ہوتا ہے۔یا موج دریا یا مرشد کی نظر کرم جس کو توفیق کہتے ہیں۔جس سے طالب کے وجود سے نفسانی شیطانی حجاب ظلمات نفس ہوا دور ہوجاتی ہے۔جبکہ خام ناقص مرشد اپنے طالب کی دلداری میں مصروف رہتا ہے(تاکہ طالب مرید اس کو چھوڑ نہ دے)وہ آج کل کے وعدے سے اس کو تسلی دیتا رہتا ہے ۔طالب کو بھی چاہئے کہ وہ ایام ٗماہ و سال شمار نہ کرنے لگے۔بے اعتقادی اور بے اعتباری اختیار نہ کرے بلکہ اپنا اختیار مرشد کے حوالہ کر دے۔اپنے آپ کو درمیان میں نہ رکھے اور نہ ہی۔اپنے ہونے کا)دم مارے۔طالب کا شیوہ طاعت و بندگی ہونا چاہئے۔جبکہ مرشد کا پیشہ طالب کو حضوری میں غرق کر کے مشرف دیدار کرنا ہے۔

بیت

طالبا سُر دے کے سر کر طلب
سر کو بچانے والا تو ہے بس کلب

(کامل) معرفت ان اہل مراد کو نصیب ہوتی ہے جو

مادر زاد ولی اللہ ہیں۔

ابیات

بیاں کروں گر شرح و شرط طالبی

طالب تو بس وہی ہے در طلب نبی ﷺ

جز حضوری کیسے ہو مرشد تمام

مرشد وہ ہے جو دکھا دے ہر مقام

مرشدوں کو جانتا ہوں اور ان سے با خبر

طالبوں کو بھی جانتا ہوں با نظر

مثل صراف ہر ایک کو لوں پہچان

قیاس سے ہر ایک کی کر یوں پہچان

جو کوئی دعویٰ کرے مرشد و طالب (ولی)

ہر ایک کو میں دیکھ لوں قرب از نبیؐ

نقد و جنس جو بھی ہے کردے نثار

تاکہ ہو عارف خدا با اعتبار

ہر مطاع بے مشتری کرلے خرید

ہر مطاع با مطاع با (حق) رسید

پوچھنے والا ابھی پہنچا نہیں

اور جو پہنچ گیا وہ پوچھتا نہیں۔

قولہ تعالیٰ = وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ پ۲۸۔ع ۱۷) جس نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اس کے لئے وہی کافی ہے۔طالب صادق کو مرشد کے ساتھ لَحْمُكَ لَحْمِیْ وَ دَمُكَ دَمِیْ گوشت با گوشت خون با خون ایک ہونا چاہئے۔اس طرح کشتہ محبت ہو کر مرشد پر جان فدا کر دینی چاہئے۔اس کا دل (مرشد) کی محبت میں چاک چاک ہونا چاہئے۔ اور چاہئے کہ وہ اپنے ہفت (اندام) پر خاک کا لباس پہن لے۔اگر طالب بے۔اخلاص بے اعتقاد روگردان ہو کر مرشد کے (فرمان) کے خلاف کام کرنے لگے تو چلو جان چھوٹی۔ خس کم جہاں پاک۔وہ دنیاو آخرت (ہردو جہان میں) ہلاک ہو جائے گا۔اگر مرشد کی شرط یہ ہے کہ وہ طالب کو بارہ سال میں غرق انوار مشرف دیدار کردے گا۔یا یہ کہ مرشد (طالب کی آزمائش) کے لئے اپنے آپ سے بے اعتبار کر دیتا ہے تو ایسی حالت میں طالب کی سلامتی کا عظیم مرتبہ یہ ہے کہ وہ مرشد سے صرف اعتقاد طلب کرے اور اعتقاد اس بات کا نام ہے جس میں (شر) شیطان اور نفس کا فساد پیدا نہ ہو۔اعتقاد کے چھ حروف ہیں۔"

ا'ع'ت'ق'ا'د"

حرف "ا" سے دل آئینہ بن جاتا ہے۔

حرف "ع" سے عین بعین دیکھتا اور عین بخش دیتا ہے۔

حرف "ت" سے توفیق کو طے کرلیتا ہے۔

حرف "ق" سے اسے قرب اللہ حضوری سے قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

حرف "ا" سے وہ صادق ارادہ ہوجاتا ہے۔

حرف "د" سے اسے دوام مجلس محمدی ﷺ حاصل ہوجاتی ہے۔

جو مرشد اپنے طالب کو یہ جملہ مراتب کھول کر بخش دیتا ہے۔وہ اسے اعتقاد عطا کر دیتا ہے۔ورنہ جو مرشد نفس کا قیدی 'دنیا کی محبت میں گرفتار فتنہ فساد میں مبتلا ہے(اس پر اعتبار کیسے کیا جا سکتا ہے۔)

بیت

مرشدے عنقا صفت شہباز پر
کوہ پر لے جائے کیسے مگس مرشد سر بسر

جاننا چاہئے کہ (فقر) کی اصل بنیاد وصل پر ہے۔جس میں ظاہر و باطن کے کل وجز سب مراتب اسم اللّٰہ ذات سے کھل جاتے ہیں اور تلقین کے شروع میں ہی نیت کے دوافق بعض کو علم قیل و قال میں ملکہ حاصل ہوجاتا ہے ۔بعض کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس لازوال میں مشاہدہ حضوری کا ملکہ حاصل ہوجاتاہے۔ان کے ظاہر و باطن کے احوال میں یک رنگی پیدا ہوجاتی ہے۔

ابیات

میں تصرف کیمیاء میں عامل ہوں
میں تصرف معرفت میں کامل ہوں
میں ہدایت فقر میں عارف قادری
میں جان فدا ہم صحبت حاضر نبیؐ
دست بیعت مجھ کو مصطفیؐ نے کیا

واقف اسرار ہوں میں از آلہ
طالبوں کو بخش دوں وحدت لقاء
تاکہ ہوجائے طالب لائق خدا
طالبا آ۔ طالبا آ۔ طالبا آ
تاکہ کردوں دورسب کبر و ہوا
مرشدا طالب سے طلب. کر دو گواہ
نظر طالب میں ہو دنیا(صد) گناہ
دوسرے وہ ماہ و سال کا نہ کرتا رہے شمار
اس قسم کے طالب ہیں جاسوس دار
طالب ہونا بہت مشکل کام سخت
کر . مطالعہ موت طالب نیک بخت
ازل ابد دنیا ایک دم میں دکھا
ایک دم سے حاصل کروحدت لقاء
طالبا کر دے فدا یہ مال و تن
طالب نانی زبانی لاف زن
باھُوؒ طالبوں کو پہچانتا ہے بانظر
پہچان لے صراف جیسے سیم و زر

جاننا چاہئے کہ طالب کو اخلاص سے اور مرشد کو تصدیق خاص الخاص سے پہچانا جاتا ہے۔ان دونوں کی

رفاقت ایک دوسرے کو موافق آتی ہے۔کامل مرشد ابتداء و انتہا کے تمام مقامات ایک دم میں کھول دیتا ہے اور ہر مطلب کا راہبر ہوتا ہے۔جبکہ ناقص مرشد سوائے خدمت کروانے اور طلب زر کے اور کوئی راہ نہیں جانتا۔کامل مرشد لاھُوت لامکان میں پہنچانے والا ہوتا ہے۔جبکہ ناقص مرشد روٹی کپڑے کی طلب میں ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔کامل مرشد طالب کو کہتا ہے کہ (اسم) اللّٰہ پڑھ اور اسے توجہ سے باطن میں (گم کرکے) عین العیان کے مراتب کو پہنچا دیتا ہے۔اگر مرشد ناقص ہو اور گاؤ خر کا مرتبہ رکھتا ہو تو افسوس ایسے اندھے مرشد سے اندھے طالب کو ہدایت درکار ہے؟ اگر کوئی عالم فاضل عاقل ہے تو وہ سن لے کہ اگر تو وہ معرفت فقر۔رحمت۔جمعیت۔مشاہدہ قرب اللہ حضوری مجلس محمد رسول اللہ ﷺ کے حضوری مراتب حاصل کرلیتا ہے۔یہ (سب کچھ) تقویٰ سے ہاتھ نہیں آتا۔یہ توفیق الٰہی کی قوت ہے۔یہ بخش و عطا مرشد کامل سے حاصل ہوتی ہے جو محض غرق ہے جو نہ تو غلط ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی غلاظت کو دخل ہے۔اس کی اجازت حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔غرق کے یہ مراتب بے حد

بے شمار ہیں جو وہم و فہم میں نہیں سما سکتے۔

ابیات

غرق جو بھی ہو گیا در ذات نور
عقل کل کا علم اس کو حاصل از حضور
مراقبہ موت سے حاصل ہو ذات
باطنش اثبات ہو یا اہل ذات
دیکھتا ہے جو بھی دیکھے از لقاء
چاہیئے جو بھی اسے ازخدا
اس جگہ نہ نفس ہے نہ شیطان رقیب
خاص مجلس اس کو با محمدؐ حبیب
یہ مراتب قادری کی ابتدا
عزو شرف حاصل کرلے قرب از خدا

جاننا چاہیئے کہ طالب پر پہلا فرض یہ ہے کہ وہ تلقین حاصل کرنے سے پہلے اپنے مرشد کے ساتھ ظاہری علم کا مقابلہ کرے۔اور اس سے جو بھی معرفت۔علم تصوف۔منطق معانی۔علم زبانی قال کے مشکل حقائق اور دقیق (نکات) ہیں وہ معلوم کر کے (اپنی تسلی کر لے) بعد ازاں اپنے مرشد سے باطنی علم توحید معرفت اللہوصال(کے طریقے) اور علم حاصل کرلے۔ جب مرشد طالب العلم کی تسلی کر دے تو پھر اسے تلقین کرے۔ اس طرح وہ عالم فاضل صاحب شعار ہو جائے گا۔ وگرنہ ہزاروں ہزار جاہلوں کو مجنون و دیوانہ کر دینا

کون سا مشکل کام ہے؟کامل مرشد کی کی شرط یہ ہے کہ وہ تصور اسم اللہ اور اس کے ذکر کے غلبات سے طالب کو اس کے وجود میں نفس کی صورت ۔قلب کی صورت۔ روح کی صورت۔ سر کی صورت جدا جدا دکھا دیتا ہے۔ یہ طالب کی ابتداء ہے۔ جس کی توفیق اسے خدا تعالٰی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور مرشد کی عطاسے وہ ہر ایک صورت کے ساتھ ہمکلام ہو جاتا ہے۔ اور اسے باعیان جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب بھی شریعت محمدی ﷺ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ قولہ تعالٰی۔۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ○(پ3 ع12)

یا رسول اللہ ﷺ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالٰی کی محبت کا دعوٰی کرتے ہو تو میری اتباع اختیار کرو۔ اللہ تعالٰی تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔وہ غفور الرحیم ہے۔

فقیر کا ابتدائی مرتبہ علم کے مطالعہ سے عالم بننا ہے۔ اور اس کا نتہائی مرتبہ ولی اللہ(ولایت) حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ ابتدائی مرتبہ عامل کا ہے۔اور انتہائی مرتبہ کامل کا ہے۔جان لو! کہ قرآن مجید ۔حدیث قدسی۔حدیث نبوی۔جمیع اصحاب۔اور مشائخ ایک ہی بات کا حکم دیتے ہیں کہ نفس تمہاری جان کا دشمن ہے۔ اور دنیا ایک فتنہ ہے۔جو بے جمعیتی اور پریشانی کا باعث بنتا ہے۔جس نے ان تینوں کو عزت دی اور معرفت اللہ فقر محمدی ﷺ سے حیا کھائی (اس کو اختیار نہ کیا) وہ مسلمان مومن، عالم فاضل فقیر اور درویش غوث، قطب

کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تو گاؤ خر ڈھور ڈانگر سے بھی بد تر ہے۔

ابیات

باھُوؒ کمیاب ہیں طالب خدا
کوئی نہ دیکھا طالب جان تن فدا

مطلب یہ کہ چودہ علوم تو ظاہر کے ہیں اور ایک علم باطن کا ہے۔ چنانچہ علم معرفت و توحید ۔جب اولیاء اللّٰہ عارف اللّٰہ کے باطن میں معرفت و توحید کا علم کھل جاتا ہے تو جملہ ظاہری علوم اسی باطنی علم(حل) میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ پانی میں دودھ۔ کھانے میں نمک اور دودھ میں شکر(گم ہو جاتی) ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ شیطان عالم ہے یا جاہل؟حضرت آدمؑ علیہ السلام عالم تھے یا جاہل؟ پس اہل وصال کی نظر اصل(یعنی باطن) پر ہونی چاہیئے۔ نہ کہ (ظاہری) معاش و بیع و خریف کی فصل سے استفادہ کرنے پر۔ سن لے! کہ دیدار کی راہ اور اسم اللّٰہ سے معرفت توحید۔ قرب حضوری حاصل کرنا ایک علم ہے۔ نہ کہ جہالت۔ قولہ تعالیٰ۔۔۔مَا اتَّخَذَاللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلاً ۔اللّٰہ تعالیٰ کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بناتے۔

بیت

اول علم حاصل کر اور پھر اس جگہ پہ آ
جاہلوں کی حضرت حق میں نہیں کوئی جگہ

جب تک نہ ہو جائے از خلق پوش

عارف کبھی ہوتے نہیں ہیں خود فروش

دانا بن اور آگاہ ہو جا کہ معرفت و توحید و محبت و مشاہدہ و مجلس حضرت محمد ﷺ (باطنی) علم سے ہی (حاصل ہوتے ہیں) اور قرب حضوری معراج اور فقر لا یحتاج۔ دائمی نماز۔ مراقبہ روشن ضمیر اور کونین پر امیر ہونا۔ ہر ایک انبیاء اولیاء اللہ کی روح سے دست مصافحہ کرنا۔ ظاہری علم کے مطالعہ اور وظائف۔ ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوتے۔ اگرچہ تمام عمر ظاہری علم کے مطالعہ میں صرف کر دے۔ پھر بھی معرفت حق سے بے خبر ہی رہے گا۔ باطن کے یہ مراتب صاحب باطن مرشد سے ہی کھلتے ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ طالب اللہ کو دونوں جہان آئینہ دل میں عین العیان دکھادیتا ہے۔ چنانچہ دنیا و آخرت کی کوئی چیز انسانی وجود سے باہر نہیں۔

ہر عمل اور علم اور جملہ جوارح جن کو ثواب کا (ذریعہ) سمجھتا ہے یقینی طور پر جان لے! کہ ثواب کے یہ جملہ درجات رب تعالیٰ اور بندے کے درمیان مطلق حجاب میں آخر کاملوں کی اصل راہ کون سی ہے جس سے یک دم لازوال حضوری وصل وصال میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ راہ جس میں رجعت کا (کوئی اندیشہ) نہیں ہے کیونکہ ذکر فکر میں رجعت ہے۔ مراقبہ مکاشفہ میں رجعت ہے۔ صوم صلوٰۃ میں رجعت ہے ورد وظائف میں رجعت ہے۔ حج و زکوٰۃ میں رجعت ہے۔ تلاوت علم میں رجعت ہے اور جو کوئی لا سوئ اللہ کسی دوسرے (عمل یا مخلوق) کی طرف رجوع کرتا وہ سب رجعت ہے۔ جبکہ تصور توفیق حاضرات اسم اللہ ذات کا مرتبہ رجعت کو دور کر دیتا ہے اور طالب

اللہ کو لازوال حضوری میں پہنچادیتا ہے۔جس کے لئے ولی اللہ مرشد کی توجہ۔اسم اللہ ذات کا تصور،فنا فی اللہ کا تفکر اور بقا باللہ کے تصرف کی ضرورت ہوتی ہے۔پس معلوم ہوا کہ بعض فقیر اہل تحقیق صاحب معرفت معراج میں باتوفیق ہوتے ہیں۔بعض مکمل طور پر نفسانی طالب دنیا شیطان کے قیدی اہل استدراج(شعبدہ باز) زندیق کے مراتب رکھتے ہیں۔اہل تحقیق کو اہل زندیق کی مجلس کبھی راس نہیں آتی۔

ابیات

پیشوا جس کے محمد مصطفیٰ ﷺ
نظر نبی سے دیکھ لے وہ حق لقاء
دیکھنے والا ہرگز نہیں کہتا خدا
درمیان سے خود گیا حاضر مصطفیٰ ﷺ
جب وجود ہو گیا نوری راز و نور
ہو گیا مجھ کو دیدار با وحدت حضور
جُز خدا ہرگز نہ دیکھوں ہیچ کس
اولیاء اللہ کو معرفت اللہ ہے بس

عقل مند وہی ہے جو وجود میں آمد و رفت کے وقت حق و باطل کی تحقیق کے لئے لاحول اور درود پاک پڑھے۔کیونکہ شیطان اور نجس دنیا کو یہ طاقت نہیں کہ وہ مجلس خاص میں داخل ہو سکیں اور اپنے حال پر قائم رہ سکیں۔دیدار کرنے کی چار اقسام ہیں کہ اس جگہ نہ جسم ہے نہ جان۔نہ کھانا

پینا ہے نہ رسم رسوم ہے (وہاں) نور بانور لامکان حیّ القیّوم میں فنا فی اللہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو کسی مکان سے تشبیہ دینا شرک و کفر کا موجب ہے۔ بعض اہل بدعت سنت و جماعت کے خلاف (عمل کرنے والے) جھوٹے لاف زن، بے انصاف، حماقت شعار، بد آثار، آنکھ کے اندھے، آسیب شیطانی سے رجعت خوردہ تصور اسم اللہ ذات کے بغیر مراقبہ کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ بھی (باطن) میں دیکھتے ہیں وہ جناتی آگ دیکھنے کا مرتبہ ہے اور لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ میں نے دیدار کر لیا ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں خوار ہیں۔ اہل بدعت (جو شریعت کی پابندی نہیں کرتے) ان پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئے بلکہ ہزار بار استغفار کرنا چاہئے۔ جو کوئی مرتبہ حیات سے گذر کر مرتبہ ممات میں داخل ہوا (دیدار سے مشرف ہو گیا) اہل اللہ کو (اسی قسم کی) باطنی توفیق سے بالتحقیق دیدار ہو جاتا ہے۔ (محمد رسول اللہ ﷺ) کے سوا کسی دوسرے کو یہ قدرت نہیں کہ ظاہری آنکھوں سے دیدار الٰہی کر سکے۔ لیکن جب تصور اسم اللہ ذات سے وجود پاک ہو جاتا ہے تو وہ غرق فی اللہ ہو کر صاحب راز دوام نمازی بن جاتا ہے۔ اس کے لئے عیاں طور پر دیدار کرنا کونسا مشکل و دشوار ہے جبکہ وہ فقیر (نور) فی اللہ میں غرق تمام ہو۔ کامل مرشد طالب صادق کو پہلے ہی روز علم دیدار کا سبق دیتا ہے اور علم دیدار کی تاثیر سے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے قیامت کے دن تک خواب نہیں آتی اور وہ ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ وہ حیات و ممات (دونوں حالتوں میں) حضوری میں باشعور اور ہشیار رہتا ہے۔ جس کسی کو دائمی دیدار حاصل ہے اس کو ذکر فکر مراقبہ وردو ظائف کی کیا

ضرورت ہے؟ وہ ناظر دوام حاضر عیان صاحب نظارہ ہے اسے مراقبہ و استخارہ کی طرف متوجہ ہونے کی کیا حاجت ہے؟

بیت

دیدار مجھ کو حاصل اور اس سے یقین
جس کو یقین نہ آئے وہ اہل لعین

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں چودہ لطائف ہیں جو قرب الحق کی لطافت سے (زندہ ہو جاتے ہیں) جس سے ظاہری اور باطنی حواس نور ہو جاتے ہیں۔ جس طرف بھی وہ دیکھتا ہے اسی نور کو دیکھتا ہے۔ لیکن وہ اس کی مثل بیان نہیں کر سکتا۔ اس کے وجود کے ہر ایک عضو سے نور ٹپکنے لگتا ہے۔ اس کو سر تا قدم تجلیات ہونے لگتی ہے۔ اس کے وجود میں آگ سے بھی تیز (آگ) پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے ساتوں اعضاء کو اس طرح جلاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی جلا دیتی ہے۔ حاضرات اسم اللّٰہ ذات سے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اس پر اسرار الٰہی کھل جاتے ہیں ۔ وہ جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتا ہے فتوحات غیبی لا ریبی دیکھتا ہے۔ چنانچہ تو بھی معرفت و توحید' قرب و حضور اور انوار دیدار دل کے صفا آئینہ میں قبر میں جانے تک دیکھتا رہ۔ تاکہ تجھے حق الیقین کے مراتب حاصل ہو جائیں۔ اس (مرتبہ) کو عبودیت با ربوبیت دوام کہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (پ ۱۴' ع ۶)
اپنے رب کی عبادت کرو (تاکہ موت تک) تمہیں (حق) الیقین حاصل

رہے۔

جملہ شرح وجودیہ

ہمیں اس بات کا (کامل) یقین ہے کہ وجود کے ہر عضو کے ہر لطیفہ کی ایک نوری کلید ہے۔ جس کے قفل حجاب کو تحقیق با توفیق سے کھولنے والا کامل مرشد رفیق راہ (ہمراہ) ہے۔ جو صاحب تصدیق صدیق اس علم دقیق سے واقف ہوتا ہے۔

چنانچہ پانچ علم جن کو گنج لطیفہ رحمت انوار کہتے ہیں بَسر دماغ میں موجود ہیں۔ جس سے سر دماغ میں روحانی سر اسرار ربانی کھل جاتے ہیں۔ جو باعیاں نظر آنے لگتے ہیں۔ اگر اس مقام پر فقیر ایک دم کے لئے بیٹھ جائے تو تا قیامت جب تک صور اسرافیل کی آواز کانوں میں نہ آئے نہ اٹھے۔ لیکن نماز فرض سنت واجب مستحب کے لئے آمد و رفت کرنا ضروری ہے تاکہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب ملحوظ خاطر رہیں۔

اسی طرح سات لطائف قلب کے اندر ہیں جو گرد قلب باقرب قلب کے لطائف ہیں۔ ایک لطیفہ سینہ میں ہے (جس کے روشن ہونے سے) سینہ نفاق کینہ سے پاک ہوجاتا ہے۔ جس سے خاتمہ بالخیر ہوجاتا ہے۔ یہ (لطیفہ) انگوٹھی میں نگینہ کی مانند ہے۔ جس کو اہل مشق عارف ہی پہچان سکتا ہے۔ ایک لطیفہ ناف میں ہے جس کے اندر خلاف نفس (مشق کی جاتی) ہے اور چار لطائف ناف کے گرد ہیں جن کی صاحب انصاف حق شناس منصف تحقیق کرلیتا ہے۔

دو لطیفے ہر دو پہلوؤں میں ہیں جب ان میں نور اللہ پیدا ہوتا ہے تو اسے کسی پہلو خواب اور آرام (نہیں) آتا۔جو ان مراتب پر پہنچ گیا وہ تمام روئے زمین پر خلیفتہ اللہ ولی اللہ صاحب تصرف ہو گیا۔قولہ تعالیٰ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (پ ا ع ۴) بے شک میں اسے زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

جب ان میں سے ہر لطیفہ وجود میں مثل آفتاب طلوع ہو کر چمکنے لگتا ہے تو طالب اللّٰہ لَاحَدٌّ وَلَاعَدٌّ جس کی کوئی گنتی نہیں کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔جو وہم و فہم میں نہیں آ سکتا۔اس طرح وجود بری خصلتوں سے مردہ ہو جاتا ہے۔روح کو فرحت حاصل ہو جاتی ہے۔

جان لو! کہ جو شخص شریعت سے اخلاص نہیں رکھتا اور شریعت کی فرماں برداری نہیں کرتا وہ ظاہر باطن میں کذاب اور جھوٹا ہے۔اس کی کسی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔وہ جو کچھ بھی کہتا ہے محض لاف زنی ہے۔کامل مرشد مقام شریعت و مقام طریقت و مقام حقیقت و مقام معرفت و مقام قرب نو الھدی نفس فنا مشرف لقاء ایک گھڑی میں تصور حضور سے کھول دیتا ہے اور تصرف قبور سے دکھا دیتا ہے۔عالم ولی اللّٰہ کو اللّٰہ تعالیٰ ہی کافی (کفایت کرنے والا) ہے۔

طالب حق پہلے ہی روز ایسا سبق پڑھتا ہے جس میں اسے حیات ممات خوف و رجا،بہشت دوزخ کا کوئی مرتبہ یاد نہیں رہتا اور لاسوئی اللّٰہ جو کچھ بھی ہے وہ سب بھلا دیتا ہے۔یہ مراتب بھی شریعت کی برکت حضرت محمد ﷺ کی

بخشش اور کامل مرشد ولی اللہ کی عطا سے حاصل ہوتے ہیں۔

بیت

دیکھنے والا کیسے کہے کیونکر ہوا
دیکھنے والے کا گواہ ہے خود خدا

عارفوں کے یہی مراتب ہیں اے احمق بے حیا' جو دیکھ لیتا ہے اس کا ہر سخن دیدار سے ہوتا ہے۔

ابیات

دیکھنے والے کی زبان کو سکوت
دیدار کرنے ولا حیؔ لَایَمُوْت
دیکھنے والا خود کو پنہاں رکھتا ہے
مگر اس کی آنکھوں سے خون زرد بہتا ہے
دیکھنے والا ہوجاتا ہے خود سے گم
مردہ کو زندہ کرے از سخن قُم
دیکھنے والا ہونا چاہیے ہوشیار
راہبر حق اور قابل اعتبار
ایک دم سے سو بار دیکھوں لقاء
یہ مراتب حاصل ہوں از مصطفیٰ ﷺ

الحدیث خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ۔ لوگوں میں بہتر شخص وہی ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والی تین چیزیں ہیں۔ رحمت کی بارش، دریا کا پانی اور کھیتی باڑی اور سخاوت کرنے والے بھی تین طرح کے لوگ ہیں، عالم و فقیر و حاکم اہل ترس خدا پرست۔

شرح دعوت

کامل مرشد پر پہلا فرض یہ ہے کہ طالب صادق کو جمعیت نفس کے لئے علم دعوت کے خزانے کا تصرف اس کی اجازت اور رخصت عطا کرے۔ ایسی دعوت جو با تاثیر ہو، نفع پہنچائے، جاری ہو جائے اور پڑھنے والے کا دل حیرت و عبرت ملال میں مبتلا ہو کر بے جمعیت نہ ہو جائے۔

بیت

علم دعوت میں ہوں کامل عامل فقیر
در تصور باعیاں روشن ضمیر

علم دعوت کی بنیاد اور علم دعوت کا مغز اور علم دعوت کی کلید اور مشکل کشا قفل کشا علم دعوت اور ہر مطلب نما علم دعوت (دعوت کی مختلف اقسام ہیں) اہل دعوت کو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے نفس پر غلبہ حاصل کرے جو تمام عداوت ہی عداوت ہے۔ (بعد ازاں دعوت پڑھے) دعوت کے کل و جز علم کو اپنے تصرف میں لانا اسم اللہ ذات سے جو مطلق حاضرات ہے ہو سکتا ہے۔ جو کلمہ طیب سے کھلتا اور کلمہ طیب لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سے نظر آنے لگتا ہے۔

عالم باللہ ولی اللہ صاحب دعوت اس قسم کی دعوت پڑھتا ہے کہ ہر دو جہاں اس کی تپش سے کانپنے لگتے ہیں۔ گویا کہ ہر طبقات زیروزبر ہو گئے ہیں۔ حضرت خانہ کعبہ اور حضرت مدینہ منورہ بھی جنبش میں آ جاتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک اور روضہ منورہ سے باہر نکل کر مشروحاً (اہل دعوت) کی دستگیری فرماتے ہیں۔ جس سے اس کا کام اس وقت پورا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی دعوت پڑھنے والا عرش کو فرش بنا لیتا ہے اور کرسی پر بیٹھ کر لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس قسم کی دعوت پڑھنے والے کو چاہئے کہ دعوت پڑھتے وقت ہر قسم کی آفات' رجعت بلاؤں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات جن و انس کی دشمنی سے اپنی حفاظت کرے اور سلامت بھی رہے۔

دعوت کا اشارہ سات قسم کے "ق" میں موجود ہے۔

ق سے قرب حق حاصل ہو۔

ق سے کسی کامل ولی اللہ یا شہید کی قبر پر دعوت پڑھے۔

ق سے قرآن مجید میں سے سورہ ملک' سورہ مزمل' سورہ یٰسین پڑھے۔

ق سے دعوت پڑھنے کی قوت رکھتا ہو۔ (زندہ قلب ہو)

ق سے قدرت رکھتا ہو۔ (صاحب تصرف ہو)

ق قہر سے (اہل قبر کی روحانیت سلب کر سکتا ہو)

ق سے قوی (دعوت پڑھنے میں غالب ہو۔)

ایسی دعوت وہی شخص پڑھتا ہے جو حضوری مجلس نبی ﷺ میں حاضر ہو (حضور پاک ﷺ) کے دونوں پاؤں مبارک کے نیچے دونوں جہان ہیں۔ داہنی

جانب کے پاؤں کے نیچے جمالیت اور بائیں جانب کے پاؤں کے نیچے جلالیت ہے۔(اہل دعوت جب حضور پاک ﷺ کے دائیں پاؤں کی مٹی لے کر کسی جگہ ڈال دیتا ہے تو وہ جگہ ابدلا آباد تک آباد ہو جاتی ہے اور اگر بائیں پاؤں کی مٹی لے کر کسی مقام پر ڈال دیتا ہے تو جلالیت کے باعث وہ جگہ ہمیشہ کے لئے برباد ہو جاتی ہے۔) یہ دعوت اسم بامسمٰی ہے اس دعوت سے سخت تر کوئی دعوت نہیں ہے۔ یہ ایسی دعوت ہے جس میں کامل ایک دن رات میں خزانہ حاصل کر لیتا ہے اور ناقص اس دعوت کے پڑھنے سے جان سے بے جان، مجذوب دیوانہ ہوجاتا ہے یا مرجاتا ہے۔

جان لو! کہ زندگی میں مراتب کمال یہی ہیں کہ ان کے جسم دنیا میں تو باخدا ہو جاتے ہیں اور آخرت میں ان کے قلوب باحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوتے ہیں۔

کیا تو جانتا ہے کہ آدمی کو یہ عمر یہ حیات زندگی کے ماہ و سال کس لئے دیئے گئے ہیں؟ اور وقت کے قوت اس کے کیا احوال ہونے والے ہیں؟

قولہ تعالیٰ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (پ ۱۱ ع ۹) وہ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پ ۲۸ ع ۱۱) پس تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

جس کسی کو اس حیات میں وحدت اور ممات میں وصل حاصل ہو جائے تو دنیاوی زندگی میں اسے ثابت قدمی اور استقامت اور موت کے وقت اس کا

خاتمہ بالخیر باایمان ہو جائے گا۔ومن قال لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْجَنَّتَهَ بِلَا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ جس نے کلمہ طیبہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ پڑھا وہ بغیر حساب اور بلا عذاب جنت میں داخل ہوگا۔

ابیات

جس کو حاصل ہو چشم از قرب کرم
عین بینا کو نہیں ہے کوئی غم
چشم ایسی ہوکہ ہووہ بے عیاں
بانگاہ سے آگہہ اور عین دان
راہ عارف تو ہے بس توفیق لقاء
ظاہر و باطن رہ دیکھے بانگاہ
مادرزاد اندھے کو نہ ہو لقاء
اندھا کیسے مانے گا بے شک دکھا
اللّٰہ پس وماسوئ اللّٰہ ہوس

پس مرشد پہلے طالب کو اثبات کا مرتبہ عطا کرتا ہے اور طالب بھی مرشد سے یہی مرتبہ دریافت کرتا ہے۔جس سے طالبوں کو اثبات حاصل ہو جاتا ہے۔طالب اس حیات میں مردہ نفس ممات کا مرتبہ طلب کرتا ہے جبکہ مرشد کا مرتبہ فنا فی اللہ ذات کا ہوتا ہے۔

بیت

میں ہو گیا ہوں ذات حق میں فانی

طیر سیر صفات کی طلب ہمہ (نادانی)

فقر معرفت توحید کی یہ راہ تقلید سے ہر گز حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ قال (گویائی) اور اس کا سننا (شنوائی) سب تقلید ہے۔ جبکہ حال کے (موافق) دیکھنا اور دکھانا سب توحید ہے۔ چنانچہ دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالٰی اپنے نفس کو چھوڑدے اور چلا آ۔ (کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے)۔ اہل قال اور اہل حال کی مجلس اسی لئے راس نہیں آتی۔ پس مرشد کے لئے عین فرض ہے کہ طالب کو یکبارگی مشق وجود یہ میں حاضرات اسم اللّٰہذات سے حضوری میں پہنچا دے اور سلک سلوک کی ہر آفت بلا سے باہر نکال دے۔

مرشد دو قسم کے ہیں۔

مرشد حبیب جو طالب غریب کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری میں پہنچادیتا ہے۔

مرشد رقیب جو طالب کو ہر مقامات، ریاضت، چلہ کشی، خلوت نشینی، رجوعات خلق میں خراب کردیتا ہے۔ ہمیں یہ یقین بھی ہے کہ اسم اللّٰہذات جباری قہاری جو دونوں جہان سے بھاری ہے کا بوجھ اٹھانا ضعیف ناتواں انسانی وجود کے لئے بہت مشکل ہے۔ مگر پرودگار کی بخشش اور لطف و عطا سے ہی یہ ممکن ہو سکتا ہے۔

قولہ تعالیٰ - اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (پ ۲۲ ع ۶) ہم نے اپنی امانت زمین و آسمان پر پہاڑوں پر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان پر پیش کی کہ وہ اسے اٹھالیں۔ لیکن انہوں نے اس کو اٹھانے سے عاجزی کا اظہار کیا اور انسان نے اس (بار امانت اور اسم اللّٰہذات) کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ (اس بوجھ کی گرانی) سے ناواقف اور اندھیرے میں تھا۔

بیت

ہم نے ہی اس بار گراں کو اٹھانے کی حامی بھر لی
ورنہ کوئی بھی اس کو اٹھانے پہ راضی نہ ہوا

جب تک کامل مرشد طالب صادق کے وجود میں یہ چودہ لطائف توجہ تصور، تفکر تصرف سے غیب الغیب میں غالب کر کے کھول نہ دے۔ طالب اللہ ہرگز نفس کی قید سے آزاد نہیں ہوتا اور جب تک اس کے ظاہری حواس خمسہ بند نہ ہو جائیں۔ اوصاف ذمیمہ مردہ نہیں ہوتے اور خناس خرطوم پژمردہ نہیں ہوتے۔ اس وقت تک طالب کا معرفت مولیٰ تک پہنچنا محال ہے۔

مجھے ان احمق حماقت شعار لوگوں پر تعجب آتا ہے جو اللّٰہ تعالیٰ کو جو غیر مخلوق ہے (نہ اس کو کسی نے جنا نہ اس سے کوئی جنا گیا۔) کو عکس معکوس خطوخال زلف حسن سرود آواز نغمہ مطرب ساقی، شراب (کے جام) کا نام دیتے ہیں۔ جو بہت بڑی بدعت ہے۔ یہ سب مراتب شرک کفر کا موجب، ناقص اور خام کے مراتب ہیں۔ جو ہوائے نفسانی اور راہزن شیطان کا حیلہ ہے (جس سے وہ راہ شریعت پر عمل اور اللّٰہ تعالیٰ کی بندگی سے روک دیتا ہے) یہ دنیا لذت کا

وسیلہ ہے(معاذ اللہ معاذ اللہ دنیا کی کوئی شے نہ اللّٰہ تعالیٰ کی فصل ہے اور نہ ہی اس جیسی ہے۔وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے ۔وحدت الوجودی ہی خود ہی فیصلہ کر لیں)۔

جان لو! کہ ہر شے کا ایک قفل ہے اور اس کی ایک کلید ہے اور انسان کے وجود کی کلید اسم اللّٰہ توحید ہے جو بھی چاہے وہ (تصور اسم اللّٰہ ذات سے) وجود کے خزانہ کے قفل اور طلسمات کو کھول لیتا ہے۔طالب اللّٰہ جب تصور اسم اللّٰہ کی ذات کی کلید سے (تصور اسم اللّٰہ ذات کے نور) میں (اپنے وجود) کو طے کر لیتا ہے تو اسے قلب سلیم حاصل ہو جاتا ہے۔جب مرشد طالب کے وجود کو توجہ سے اسم اللہ ذات کے حروف میں لپیٹ کر اس کے جسم کو طے کر کے (نور) میں گم کر دیتا ہے تو اس کا وجود زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ہفت اندام نور تمام ہو جاتے ہیں۔بعد ازاں طالب کو ہمیشہ کے لئے حضوری مرتبہ نصیب ہو جاتا ہے ۔اس توجہ کو توفیق مرشد رفیق صاحب تحقیق کہتے ہیں۔جو (مرشد) طالب کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری مجلس میں داخل کرنا چاہتا ہے وہ پہلے طالب کے وجود کو اسم اللہ کے حروف میں پنہاں کر کے طے (وجود در اسم اللہ ذات نور) مکمل کروا دیتا ہے۔(جس سے اس کا وجود نور ہو کر حضوری مجلس کے لائق ہو جاتا ہے)۔بعد ازاں وہ طالب کے جسم کو اسم محمد ﷺ میں (طے کرواتا) ہے۔جس سے طالب اپنے جسم (عنصری) کے ساتھ ہی مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہو جاتا ہے ۔حضوری کی اس راہ کو طے توجہ کہتے ہیں اور فنافی الشیخ کے مراتب جس میں طالب کو شیخ

کا جثہ حاصل ہو جاتا ہے۔اس کا بھی یہی طریقہ ہے۔(جس میں تصور شیخ سے اپنے وجود کو طے کرتے ہیں۔) لیکن اس (تصور طے) کے لئے شیخ انسان کامل ہونا چاہئے نہ کہ شیطان۔

یہ سب کچھ بھی توجہ سے حاصل ہو جاتا ہے اور توجہ کی پانچ اقسام ہیں۔

پہلی توجہ تصدیق ہے جس سے طالب تصدیق کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔

دوسری توجہ نور ہے جس سے طالب حضوری مراتب کو پہنچ جاتا ہے(توجہ کی)اس راہ کی اصل بنیاد جمعیت حاصل کرنا ہے۔جمعیت کی بھی بہت اقسام ہیں۔لیکن مختصرا" جمعیت مشاہدہ جمال کو کہتے ہیں اور جمال وصال میں عین(وصال) حاصل کرتے ہیں۔وہ وصال جو لازوال ہے۔ان مراتب پر پہنچنا بہت مشکل اور محال کام ہے۔دیگر جمعیت اس کو کہتے ہیں کہ وہ جہان کی جان عزیز ہوتے ہیں۔ اور ہردوجہان میں لوگوں کے نیک و بد کے دفاتر جو(کراما" کاتبین لکھتے ہیں) ان کے اختیار میں ہوتے ہیں (جو چاہئں لکھ لیں جو چاہئیں مٹا دیں)اور وہ خود اللہ تعالیٰ کے قید و قبضہ میں ہوتے ہیں(کہ اس کے حکم اور اس کی رضا کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔)اس کو بھی جمعیت کہتے ہیں۔دیگر جمعیت یہ ہے کہ وہ جو کام بھی کرتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے کرتے ہیں۔ان کو کیمیا نظر حاصل ہوتی ہے اور وہ اس کیمیا نظر محمدی ﷺ سے معرفت اللہ دیدار کے نہ فنا ہونے والے خزائن اللہ حاصل کر لیتے ہیں۔جبکہ کیمیاء ہنر گنج و زر کا جمع کرنا دنیا مردار کو حاصل کرنا ہے۔پس اہل مردار (دنیا کے طلب گار) معرفت دیدار کا سبق نہیں پڑھتے۔

ابیات

جس نے بھی دیکھا نہیں کہتا منم
وہ حاضر و ناظر ہوا با فقر تم
جس نے بھی دیکھا نہیں کہتا چرا
بادیدۂ دیدار دیکھے گا خدا
جس نے بھی دیکھا ہوا دائیم خموش
غرق فی التوحید خون جگر نوش
جس نے بھی دیکھا ہوا با خود فناء
جو ہوا فی اللّٰہ فنا دیکھے لقاء
جس نے بھی دیکھا اسے مل گیا روحِ کرم
عارف باللہ ہوا اسے کیسا غم؟
جس نے بھی دیکھا اسے حاصل با حق جواب
با عیان دیدار بین وہ بے حجاب
جس نے بھی دیکھا اس کے مراتب ہیں فقر
اولیاء واصل ہی ہیں صاحب نظر
جس نے بھی دیکھا اسے دائم خروش
مستی سے مستی ہو غالب وہ بجوش
جس نے بھی دیکھا ہوا دائیم حضور

ہر طعام اس کے شکم میں نور(نوز)
جس نے بھی دیکھا دکھاوے وہ تِرا
غرق فی التوحید کر دے با خدا
مجھ سے گر پوچھے کوئی اس کا نشان
کس طرح کر دوں بیاں میں لامکان
دیدار کی راہ دیکھ اے گمراہ تر
باطنی آنکھوں کو کھول دیدار کر
چشم ایسی چاہیئے جو ہو گواہ
ہے گواہی چشم کی دیدارش نگاہ
اندھے کو سو بار گر دکھلا دوں لقاء
کور مادر زاد کیا دیکھے خدا
جس نے دنیا میں نہ دیکھا وہ بے نصیب
مردہ دل مدعی اس کا وہ ہے رقیب
اس جگہ نہ علم نہ دانش شعور
غرق فی التوحید اللّٰہ با حضور
وہ علم بھی دوسرا عالم دگر
اس علم سے بن جاتا ہے عارف خضرؑ
اس جگہ نہ منزل ہے نہ کوئی مقام
لا مکان و لا نشان و وحدت تمام

جو بھی اس کو دیکھ لے وہ بے آواز

جان سے مردہ ہو گیا حاصل اس کو راز

الحدیث---- مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کُلَّ لِسَانُہٗ--- جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان (قیل و قال) سے کند ہو گئی۔

کامل مرشد (طالب صادق) کو تصو اسم اللّٰہ ذات سے علم حق معرفت دیدار کا سبق دیتا ہے۔ جس سے وہ باطل دنیا جیفہ مردار سے بے زار ہو کر ہزار بار استغفار کرنے لگتا ہے۔ کامل مرشد وہی ہے جو تصور اسم اللّٰہ ذات سے معرفت دیدار (طالب) پر کھول دے۔اور (طالب) دوباہ اسم اللّٰہذات میں ہی آ جائے۔کیونکہ اسم اللّٰہ ذات سے (فقر) کی ابتداء و انتہاء باہر نہیں ہے۔ اور نہ ہی (باہر) ہو سکتی ہے۔الحدیث---اَلنِّھَایَتُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبَدَایُتِ---نہایت یعنی انتہاء-ابتداء کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ (توحید کے دائرہ میں ابتداء اور انتہاء ایک ہو جاتی) ہے۔ہمارے وجود کی ابتداء یہ ہے کہ ہم خاک سے پیدا ہوئے۔اور انتہاء یہ ہے کہ قبر میں داخل ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ حدیث شریف کے مطابق اللّٰہ تعالیٰ کی نظر شکستہ دل اور شکستہ قبر پر ہوتی ہے۔ جہاں ہمیشہ نور رحمت کی بارش برستی رہتی ہے۔

شکستہ دل کس کو کہتے ہیں؟ وہ دل جو فیض فضل رحمت نور اللّٰہ سے پر نور ہو اور نور حضور کے عمل کے غلبات سے اس کے دل کا شگوفہ پارہ پارہ ہو جائے اور قلب جو گوشت کالوتھڑا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔اور دل کے پھول کی ہر پتی مثل سرخ گلاب معطراورر معنبر خوشبو دینے لگے۔

بیت

گلے تک ٹھونس نہ لے کہ تو دیگ نہیں ہے
پانی بھی زیادہ نہ پی کہ تو ریت نہیں ہے

الحدیث---- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِ کُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ نِیَّتِکُمْ---بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے (ظاہر) اعمال کو دیکھتا ہے۔ بلکہ اس کی نگاہ تو تمہارے قلوب اور تمہاری نیتوں پر ہے۔

بیت

میں چشمِ دل کی نظر سے کرتا ہوں مشاہدہ
ظاہر آنکھ کی عینک تو حجاب ہے مردِ بینا کا

بیت

دل کی آنکھ چاہیئے اور ہو حق پر نظر
ورنہ چشم ظاہر رکھتے ہیں سب گاؤ خر

علم غیب کی اس باطنی راہ کو عالم عارف غیب دان اور صاحب مطالعہ معرفت غیب خواں باعیان ہی جانتا ہے۔ ہر مرتبہ بیان کیا جاتا ہے لیکن (یہ علم غیب) منزل کا نشان دینے والا اور لاھوت لامکان میں پہنچانے والا ہے۔۔ علم غیب باطنی کی شرح یہ ہے کہ باطن کو ظاہر کے موافق دیکھتا اور ظاہر کو باطن سے کھول دیتا ہے۔ بعض لوگ باطن میں حضوری (نور مشاہدہ کو) دیدار حق جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ ابھی دیدار حق کو نہیں پہچانتے باطن میں حق و باطل کی

حضوری کی پہچان یہ ہے کہ بعض کو جنات کی حضوری ہوتی ہے۔ بعض کو وہم خام خیالی کی حضوری ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو مجلس اور معرفت وصال کا حضوری خیال کرتے ہیں۔وہ پریشان حال رہتے ہیں ۔ بعض کو کمینی دنیا کی حضوری ہوتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ چوں و چرا کے مراتب میں مبتلا رہتے ہیں۔ بعض کو نفس کی حضوری ہوتی ہے وہ ہوا۔انا۔ اور ہوس کے قیدی ہوتے ہیں۔ بعض کو شیطان کی حضوری ہوتی ہے وہ تارک الصلوۃ ہو جاتے ہیں۔اور سمجھتے ہیں کہ مجھے دیدار حاصل ہے ۔ وہ احمق اور حیوان ہیں بعض کو انبیاء کی ارواح کی حضوری ہوتی ہے۔ ان کا باطن صاف ہو جاتا ہے۔وہ روشن ضمیر ہو جاتے ہیں۔ بعض کو قلب کی حضوری ہوتی ہے جس سے وجود میں نفس سلب ہو جاتا ہے۔ بعض کو حضوری روح سے ہوتی ہے جس سے وجود میں تجلی مثل لوح موج زن ہو جاتی ہے۔ جو ہر رگ میں مثل طوفان نوح جاری رہتی ہے۔بعض کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری مجلس نصیب ہوتی ہے۔ جس پر حضوری تمام ہو جاتی ہے۔

بعض کو غیب سے نگاہ (کیمیاء) بعض کو غیب سے اوہام(وہم وحدانیت) بعض کو غیب سے دلیل (قرب رب جلیل) سے حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب شہ رگ سے نزدیک تر کے ہیں۔قولہ تعالیٰ۔۔۔۔نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ(پ26 ع 16) بیشک ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں یہ مراتب تجلی انوار قرب اللہ دیدار کے بھی ہیں۔ شکستہ دل اور شکستہ قبر کے مراتب بھی ہیں کہ اہل قبر مع اللہ غرق وحدانیت ہوتا

ہے۔ پیوستہ قلب جس کو بنام اللّٰہ ذات (ذکر حاصل) ہے۔ اسے تجلی دوام ہوتی ہے۔ اس قسم کے قلبی ذاکر کو ایک دم کے ذکر قلبی سے ستر ہزار بار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ اس قسم کے ذاکر اہل حضور کا قلب نور ہو جاتا ہے۔اور اسے دور مدور حافظ ربانی کہتے ہیں۔قولہ تعالیٰ۔۔۔ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ(پ2ع4) تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

بیت

یہ ذکر تو ہے حضوری از خدا

بے حضوری ذکر کیا بس خود نما

ذکر ایک نور ہے جو وسیلہ حضور ہے۔ علم بھی ایک نور ہے اور عالم بھی وسیلہ حضور ہے۔ جو مرشد طالب اللہ کو پہلے ہی روز نور حضور ان مراتب پر نہیں پہنچاتا وہ پیر مرشد ہدایت اور ارشاد کے لائق نہیں ہوتا۔ حضوی کا ابتدائی سبق مشق وجودیہ ہے۔ بے شک وجودیہ مشق مرقوم سے اللّٰہ حیّی و قیّوم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

مرشد کے دو مراتب ہیں۔ ظاہر میں تو شریعت اور دین اسلام پر قوت سے قائم ہوتا ہے۔ اور باطن میں ہمیشہ مجلس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیّین کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ وہ اپنے طالبوں کو بھی ظاہر میں تو اسم اللّٰہ کے (ذکر) میں مشغول کر دیتا ہے۔ ظاہر میں اسے غنایت کے خزانہ کا تصرف اور باطن میں تمامیت فقر ہدایت عطا کر دیتا ہے۔ جس سے وہ گھڑی بھر کے لئے بھی خدا تعالیٰ سے بیگانہ نہیں ہوتا۔

مثنوی

تیری محبت کے سایۂ سے گر مرد نور نہیں ہے
اپنا ہی ماتم خود کیا کر کہ تجھے ابھی صبور نہیں ہے
جب وصل آفتاب کا تیرا دعوٰی منظور نہیں ہے
تو اس ذات سے (وصل کرلے) جو تجھ سے دور نہیں ہے

طالب وصال کو تو سالہا سال کی ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور طالب حق کو مرشد حق پلک جھپکنے میں توجہ کے ساتھ وصال سے باہر نکال کر اسے فنا فی اللّٰہ میں غرق کر کے لا زوال حال (پر قائم) کر دیتا ہے۔ یعنی اسے (موجودہ بقاء) سے فناء کردیتا ہے۔ اور اسے فنا (فی اللّٰہ) سے بقاء (دائمی حیات) نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ (فناء بقاء) کے ان دونوں مراتب کو برداشت کرنے کی قوت وحدانیت لقاء سے حاصل کرلیتا ہے۔ یہ فقر کا پہلے روز کا مرتبہ ہے۔ فقیر کی فنا رضاء کے موافق ہوتی ہے۔ اور رضاء کو فوق القضاء کہا جاتا ہے۔ جس جگہ عارف باللہ فنا فی اللہ غرق وحدت فقیر کا مرتبہ ہے وہاں فناء قضاء اور رضاء (تینوں کی) پہنچ نہیں ہے۔ فنا کے یہ مراتب "ہمہ اوست در مغز پوست" کہ مغز پوست میں وہی باقی رہ جاتا ہے (وحدت المقصود) کے مراتب ہیں۔ ان مراتب پر پہنچنے والا نور بن جاتا ہے۔ اور وصال و حضور سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ فقیر کے لئے ان مراتب کو حاصل کرنا فرض عین اور ضروری ہے۔ اور جس کا پرخون دل غضب الٰہی سے غلیظ ہو جاتا ہے تو اس کا کلام نفس کی بری حالت اور بد خصلتی پر مبنی ہوتا ہے۔

ابیات

زندگانی قلب کیا ہے از کجا
دست بیعت جس کو کر لیں مصطفیٰؐ
زندگانی قلب کیا ہے از کجا
در نظر منظور وحدت با خدا
زندگانی قلب کیا ہے از کجا
باطن ہو معمور اور دل ہو صفاء
زندگانی قلب کیا ہے از کجا
ذاکر قلبی مشرف بالقاء
زندہ قلب روک دے خواہش ہوا
ذاکر قلبی با ادب اور با حیاء
زندہ قلب کیسے ہوں یہ گاؤ خر
طالب مردار جیفہ سیم و زر

اہل قلب ہمیشہ بمد نظر اللہ منظور اور ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ کا حضوری ہوتا ہے۔

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں نفس (مثل) یزید ہے۔اور قلب نیک اور نیک بخت ہے۔ اور روح بایزید سرِّ توحید کو حاصل کرنا علم لَدُنِّی سے ہو سکتا ہے۔ اور یہ نعم البدل کا مرتبہ ہے۔ نعم البدل کا یہ مرتبہ کامل فقیر کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے۔

توجہ کا کیا مطلب ہے؟ توجہ سے مراد وجہ ہے (ت اضافی ہے) اور وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔(مرشد) جب کسی پر توجہ کرتا ہے۔تو (طالب) جو توجہ طلب کرتا ہے وہ اسے اس کے مطلب مراد کے مطابق حضوری میں رو برو کر دیتا ہے۔ جو کوئی اس صفت سے موصوف نہ ہو وہ(مرشد) نعم البدل کے مرتبہ اور توجہ کو نہیں جانتا۔

قطعہ

جس نے نعم البدل کا مرتبہ پایا
وہ ہر مقام کو اپنی قید میں لے آیا
ہر حقیقت کو وہ پا لے از خدا
دائماً ہم صحبت با مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

جو کوئی ان مراتب پر پہنچ گیا وہ سر تا قدم نور ہو گیا۔ بہرحال علم انوار ظاہری راہ ہے۔(جاہل فقیر اس علم سے ناواقف) اور گمراہ ہوتا ہے۔ علم مونس جان ہے۔ اور جاہل فقیر بد تر از شیطان ہے۔ ظاہری علم قال بیان ہے۔ باطنی علم وصال عیان ہے۔ جس جگہ علم عیان ہے۔وہاں قال اور بیان کی کیا حاجت ہے؟ جس کسی کو علم تصوف عیان بھی حاصل نہیں اور وہ علم فرض واجب سنت مستحب فقہ کے مسائل بیان سے بھی واقف نہیں۔اس کو فقیر کیسے کہہ سکتے۔ وہ حیوان نفس پرست شیطان کا قیدی ہے۔ الحدیث۔۔۔۔ لَا فَرَقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ وَ الْعَقْلِ۔ حیوان ور انسان میں کوئی فرق نہیں(کھانے پینے بچے پیدا کرنے میں سب برابر ہیں) بس ان کے

درمیان علم اور عقل کا فرق ہے۔

پس حیوان دو طرح کے ہیں۔

حیوان ناطق یعنی بولنے والے حیوان۔ اور نہ بولنے والے حیوان۔اسی طرح عقل کی بھی دو اقسام ہیں۔ عقل کل اور عقل جز۔

عامل فقیر کامل کو عقل کل حاصل ہوتی ہے۔جبکہ اہل دنیا کو جزوی عقل حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ منصوبہ باز خدا تعالیٰ سے(دور رہتے ہیں) اور ان پر اللّٰہ کا غضب ہوتا ہے۔

جان لو! کہ علم کے تین حروف ہیں۔ "ع" "ل" "م"(عالم وہی ہے)جو علم کے "ع" سے عالم بن کر عین حاصل کرلے۔عین واصل ہو جائے۔ علم کے "ل" سے لا یحتاج ہو جائے۔

علم کے "م" سے واقف محرم اسرار ہو جائے

عقل کے بھی تین حروف ہیں۔"ع" "ق" "ل" (عقل مند وہی ہے) جو عقل کے "ع" سے عقل اعلیٰ حاصل کرلے

اور"ق" سے قرب حق میں نفس پر قہر کرنے والا بن جائے

اور "ل" سے لقائے رب العالمین کے لائق ہو جائے۔

الحدیث--- اَلعَقْلُ یَنَامُ فِی الِاُنسَانِ۔ عقل انسان میں سوتی ہے۔

اَلِاُنْسَانُ مِرْاَ ۃُالِاُنسَانُ ایک انسان دوسرے انسان کا آئینہ ہوتا ہے۔

اَلِاُنسَانُ مِرْاٰۃُ رَبِّہٖ --- انسان اپنے رب کا آئینہ ہے۔

آئینے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ آئینہ سکندری۔۔ جمشید کا جام جہاں نما اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری (کا نگینہ) ان سب کو روشنی کا عزو شرف آئینہ فقر و آئینہ معرفت اور آئینہ مشاہدہ حضور محبت سے حاصل ہوا۔ پس انتہا بھی ابتداء کی امیدوار ہے۔اور اہل ہدایت ہی ولایت کے امیدوار ہوتے ہیں۔اور جو کوئی نفس لمارہ اور اس کی ناجائز خواہشات کا قیدی ہے اسے نہ تو ابتداء نہ ہی انتہاء کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ تین قسم کے لوگ گنج محمدی ﷺ کی نعمت دولت اور خزانوں کو حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ وہ جو روز اول سے ہی منافق ہے۔ وہ جو اول روز سے کاذب ہے۔ اور وہ جو اول روز (روز ازل) سے کافر ہے۔ وہ بے نصیب اور لا علاج ہیں۔

قوله تعالیٰ۔۔اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (پ 20 ع 9)

بیشک اللہ تعالیٰ (ہر کاذب کافر منافق) کو جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دیتا۔ لیکن جس کسی کو وہ چاہتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے۔ (اسی لئے یا رسول اللہ ﷺ نہ تو ہر کسی کو ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری ہے۔اور نہ ہی آپ کسی کے ایمان نہ لانے کے لئے جواب دہ ہیں۔ بلاغ المبین کا فرض آپ نے پورا کر دیا)

پس ہر شے کا علاج ہے۔ ہر قفل کی ایک چابی ہے۔ اور ہر شے کے لئے حیلہ وسیلہ ہے۔ لیکن وہ کونسا علم ہے جس سے بغیر کسی علاج کے بغیر کسی قفل

میں چابی ڈالنے کے اور بغیر کسی حیلہ وسیلہ کے حضوری میں پہنچ جاتے ہیں۔وہ کون سا علم ہے؟کہ جس کے پڑھنے سے طالب اللّٰہ کے جملہ مطالب مطلوب پورے ہو جاتے ہیں۔اور وہ بمد نظراللّٰہ منظور ہو جاتا ہے۔ وہ

(i) علم تصور حضور

(ii) عم دعوت قبور ہے

جو کوئی مع اللّٰہ ہو کر وحی القلب حضوری سے جواب باصواب پیغام الہام حاصل کر لیتا ہے۔اور ہمیشہ مجلس محمدی ﷺ میں رہتا ہے۔یا جس وقت بھی چاہتا ہے توفیق تحقیق سے اپنے آپ کو حضوری میں پہنچا سکتا ہے۔اس کو کیا حاجت ہے کہ وہ اسم اعظم مع بدوح کی وظیفہ خوانی کرتا رہے۔اور جو کوئی اس قسم کی قوت و تقویت رکھتا ہے کہ توجہ سے ہی اپنے آپ کو حضوری میں لیے جائے اسے کیا حاجت ہے خط کشی کرے۔بست در بست کا نقش دائرہ مثلث پر کرے۔یہ تمام مراتب ناقص خام بے عمل ناتمام کے کام ہیں۔ جو قرب (رب) حضوری (حق) اور معرفت اللّٰہ سے دور اور دور تر ہیں۔

بیت

ورد کو دے چھوڑ وحدت کر طلب
وحدت سے ہی ہو گا عارف باقرب رب

کامل وہی ہے جو ایک دم میں تمام عالم کو بحکم اللّٰہ تعالیٰ فنا کر دے۔ایسے کامل کو کیا حاجت ہے کہ وہ اپنے لب ہلائے۔دعوت پڑھے کامل تو ایک دم میں تمام عالم کو فیض سے بہرہ ور کر کے ان کے مقصود کو پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ

عالم تو قال میں ہے۔ عاجز ابھی سوال میں ہے۔عارف مشاہدہ احوال میں ہے۔
اور خام ذکر فکر سکر کی مستی حال میں ہے۔ جبکہ فقیر ہمیشہ بعین جمال میں ہوتا
ہے۔ اور جاہل تو ہمیشہ زوال پذیر رہتا ہے۔

بیت

پہلے علم حاصل کر پھر تو پا لے گا خدا
جاہل تو مثل جن ہے شیطان ہے سر ہوا

علم کے تین حروف ہیں۔ اور ان تین حروف کی قید میں قرآن مجید کے
تیس سیپارے ہیں۔ چنانچہ تیس حروف میں ناسخ و منسوخ آیات وعدہ وعید کی
آیات ،قصص الانبیاء -امر بالمعروف کی آیات نہی عن المنکر کی آیات اور
حدیث نبوی ﷺ سے جو کچھ بھی زیرو زبر کونین میں موجود ہے۔سب کی خبر
مل جاتی ہے۔(قرآن مجید کی ناسخ آیات نے پہلی الہامی کتابوں کی بعض آیات احکام کو باقی رکھا ہے بعض کو
منسوخ کرکے کوئی نیا حکم دیا ہے۔

جو مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو فیض فضل کے اس علم کی تعلیم نہیں
دیتا اور حضوری کی تلقین نہیں کرتا۔تو معلوم ہوا کہ وہ پیرو مرشد احمق اور
جاہل ہے۔اور ایسا شخص کبھی بھی فقر اور ولایت کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

الحدیث۔۔۔ قُلْ خَیْرٌ وَاِلاَّ فَا سْکُتْ۔اچھی بات کہو یا خاموش رہو

الحدیث ۔ مَنْ مَدَحَ لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فِیْ وَجْهِهٖ فَکَاَنَّمَا ذَبَحَهٗ
بِلاَ سِکِّیْنٍ۔۔ جس نے کسی مسلمان بھائی کے منہ پر اس کی تعریف کی
گویا اس نے اس کو چھری کے بغیر ذبح کر دیا۔

حَثُّوْا فِیْ وُجُوْهِ الْمَدَاحِیْنَ التُّرَابَ۔۔۔ جو تمہارے سامنے

1- کامل کو قرب اللہ حضوری کا تصور اور تصرف حاصل ہوتا ہے۔

2- کامل دعوت میں توجہ تفکر سے اہل قبور روحانیوں کی حاضرات کر سکتا ہے۔

وہ عمل جس سے جملہ فرض ایک فرض میں آجائیں جس سے جملہ سنتیں ایک سنت میں کھل جائیں جس سے جملہ واجب اور مستحب ایک واجب اور مستحب میں آجائیں۔ جس سے جملہ علم علوم فقہ کے مسائل ایک ہی مسئلہ میں معلوم ہو جائیں۔ اور جس سے جملہ علم علوم تحصیل فضیلت قید میں آجائیں۔ یہ تمام درجات عظمیٰ اور سعادت کبریٰ کی دولت جو بندگی کا سرمایہ ہے ایک ساعت میں حاصل ہو جائے - یہ سب کچھ عالم باللہ واصل فقیر کو حاصل ہوتا ہے۔اور اسی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

کیا تو یہ بھی جانتا ہے کہ بہت سا علم پڑھنا فرض عین نہیں ہے مگر وہ علم جو اسلام کے متعلق ضروری ہے (اسی کا پڑھنااور اس پر خلوص سے عمل کرنا ضروری اور کافی) ہے۔گناہوں کو ترک کرنا۔خدا تعالیٰ سے خوف کھانا(اور تقویٰ اختیار کرنا)معرفت اللہ سے محبت کرنا توحید کو حاصل کرنا اور نفس و ہوا کے جملہ مطلب مطالب سے باہر نکلنا فرض عین قدیم صراط المستقیم عظیم ہے۔ جس میں قلب (نفس) سے۔ رہائی حاصل کر کے طمع کو چھوڑ دیتا ہے اور قلب سلیم بحق تسلیم ہو جاتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور خوشی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا

تمہاری تعریف کریں ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

جس کسی کا ورد و وظائف اور دعوت جاری نہ ہو ذکر فکر اس کے وجود میں فائدہ نہ دے اور تاثیر نہ کرے۔ اور تصور توجہ سے مطلب حاصل نہ ہو اور تفکر سے تصرف اپنے قبضہ میں نہ آئے۔ باطن میں (ظاہر) عمل کا اثر نہ ہو اور ظاہر میں باطن کے موافق کشادگی نہ آئے اور حجاب سد سکندری جیسا ہو اس کا کیا علاج ہے؟ اور جو کوئی دعوت سے رجعت خودہ ہو جائے اور ذکر فکر سے مجنون (دیوانہ) ہو جائے اور آسیبی نظر سے احمق ہو جائے اس کا کیا علاج ہے؟ اور جو شخص مفلس گدا ہو اور بادشاہی ظل اللہ کا مرتبہ چاہتا ہو یا قرب الٰہی سے گنج تصرف کا خواہشمند اس کا کیا علاج کرنا چاہیئے؟ اور وہ شخص جس کے اعتقاد میں نفس امارہ شب و روز فتنہ فساد پیدا کر کے اسے بے اعتقاد کر کے اسے یقین سے بے دین کر دے اس کا کیا علاج ہے؟ جس شخص کو کسی علم سے فیض اور اس کا ملکہ (عبور) نہ کھل جائے اس کا کیا علاج ہے؟ اور وہ شخص جس کے چاروں طرف طاقتور دشمن ہوں اس کا کیا علاج ہے؟ اور وہ شخص جو بیماری کی وجہ سے جاں بلب ہے اس کا کیا علاج ہے؟ کوئی کامل انسان -عامل عالم- مکمل فقیر اہل دنیا- مستحق عاجز و غریب اپنے اپنے مطالب کے موافق ان کی آرزو پوری نہ ہوتی ہو تو ان کا کیا علاج ہے؟

متذکرہ بالا تمام ظاہری و باطنی مراتب کو فقیر ولی اللہ سے طلب کرنا چاہیے۔ ولی اللہ کو کن مراتب سے شناخت کر سکتے ہیں۔ اس کی پہچان دو مراتب سے کی جاتی ہے۔

اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بھی پڑھ - ترک دنیا کی عبادات کی بنیاد ہے۔
اور حب دنیا کل خطاؤں کی جڑ ہے۔ ترک دنیا -حب مولیٰ سر عبادت اور
اسرار ہدایت کو کہتے ہیں۔ جبکہ حب دنیا سر بدعت ہے۔ اور وہ کیسے لوگ ہیں
جو بدعت کو ہدایت سمجھے ہوئے ہیں۔وہ سیاہ دل کور چشم ہیں جنہوں نے
آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا۔عامل علماء وہی ہیں۔ جو توفیق سے اپنے
علم عمل کو ہمیشہ حضوری مجلس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے پڑھتے۔
(اور درست کرتے ہیں) یہ علماء عام کے مراتب ہیں۔ کامل فقیر وہی ہے جو
اہل ممات حیات کا تماشا شب و روز کرتا ہے۔اور مقرب اللہ حضوری کی قوت
سے کشف قبور سے واقف ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔۔۔ كَيْفَ
تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (پ ۱ ع ۳) تم اللّٰہ تعالیٰ کی ذات و
صفات کا کیسے انکار کرو گے۔تم تھے مردہ پھر وہ تم کو زندہ کیا پھر تم کو موت دیتا
ہے۔ پھر تم کو زندگی دینا ہے۔۔ (عالم برزخ میں قلب و روح کی زندگی) پھر
تمہیں اسی کی طرف رجوع کرنا ہے۔فقیر زندہ جان و زندہ زبان و زندہ دم و
اثبات قدم زندہ دل و زندہ روح و زندہ سخن ہوتا ہے۔ وہ مردہ جسد و مردہ
حرص و مردہ طمع اور مردہ نفس ہوتا ہے۔ اس قسم کے حضوری مشاہدہ والے
مع اللّٰہ فقیر کا حق مخلوق خدا ہر خاص و عام پر ہوتا ہے۔جس طریقہ سے بھی
اس کی قسمت کا لقمہ نصیب ہو جائے اگرچہ ظاہر میں وہ ناجائز ہی نظر آتا
ہو۔وہ جو کچھ بھی کھاتا ہے مخلوق خدا کی گردن سے اس کا حق ساقط ہو جاتا

ہے۔ واصل فقیر جس کی اصل اسم اللہؔذات وصل پر ہوتی ہے۔ بہر حال بہر افعال اللہ تعالٰی کے عین جمال مشاہدہ میں غرق فی اللہ معرفت وصال میں ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ بھی کھالیتا ہے اسم اللہ ذات کے تصور میں حاضر الوقت ہو کر کھانے کی وجہ سے (وہ وجود میں نور بن جاتا ہے) وہ اس پر حلال ہے۔ کیونکہ مغرق تا مغرب جو بھی مخلوق خدا روئے زمین پر موجود ہے اس کے تصرف میں ہوتی ہے۔ اور اس کے (دم قدم) کی برکت سے ہر قسم کی آفات و بلیات سے سلامت رہتی ہے۔ چنانچہ علم علوم میں عارف فی اللہ مولوی روم فرماتے ہیں۔

بیت

جس کا لقمہ نور ہو از(نور) جلال
جو بھی وہ کھا لے وہی اس پر حلال

پس عارف کے منہ میں حرام لقمہ داخل ہو ہی نہیں ہو سکتا(فقیر کو حرام کھانے سے آگاہی ہو جاتی ہے - وہ کھانے سے ہاتھ روک لیتا ہے۔ یا حرام کھانا بصورت قے وغیرہ اس کے وجود سے نکل جاتا ہے)یا غلبۂ نور کی وجہ سے ہر لقمہ نور بن جاتا ہے۔ عارف کا کھانا ہر حال میں حلال ہوتا ہے۔ اگرچہ عوام الناس کی نظر میں وہ اہل زوال نظر آتا ہے۔ اور عارف فقیر کا ہر سخن (اس کی ہر بات) صدق المقال (سچ پر) مبنی ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ بات لوگوں کی نظر میں فقیر کی حال مستی کی بنا پر جھوٹی نظر آتی ہے۔

بیت

واصلوں کا ہر سخن قرب از وصال
واصل ہمیشہ کھاتا ہے لقمہ حلال

کیونکہ فقراء کا پیٹ تنور کی مثل ہوتا ہے۔جس میں ہمیشہ آتش شوق جلا کرتی ہے۔ (وہ جو کچھ بھی کھاتے ہیں ۔اس آگ میں جل کر نور ہو جاتا ہے) فقراء کا کھانا نور ہے۔ فقراء کی خواب مشرف دیدار حضور ہے۔ اور ان کی بیداری باطن معمور ہے۔جو آفتاب کی مانند فیض بخش نافع المسلمین اور خلق اللہ میں مشہور ہے۔ اور طالب فقیر کو ان مراتب تک پہنچنا فرض عین اور ضرور ہے۔

ابیات

کامل ہوں میں صاحب ہدایت اکملم اہل از کرم
جس نے دیکھا میرا چہرہ اس کو رہا نہ کوئی غم
چہرہ میرا دیکھ کر باقی رہے نہ کوئی غم
اہل غم ہیں بت پرست اہل صنم
فقیر کو کوئی غم نہیں از قرب اللہ
لعنت بر فرعون دنیا عز وجاہ
دنیا تو بس غم ہی غم ہے فتنہ درم
جو بھی تارک فارغ ہے وہ جان منم

جو فقیر قرب اللہ سے فنا فی اللہ ہے۔ جس کو غرق بھی کہتے ہیں۔وہ اہل الوصول صاحب انتہاء ہے۔ اس کی نظر قبول و تصور تصرف قبول وتوجہ تفکر

قبول و دلیل آگاہ قبول و نظر نگاہ قبول اور وہم خیال قبول ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ قبول (بارگاہ) کے مراتب ہیں۔ جن شیطان و نفس خبیث اور فریب دینے والی دنیا سے بدتر جاہل شخص ہیں۔ جو بات ہوائے نفسانی اور خدا تعالیٰ کی رضا کے بغیر کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں نامقبول ہوتی ہے۔

فقیر ایک سِرّ ہے۔ جس سے سر دماغ میں درد محبت کا دماغ پیدا ہو جاتا ہے۔ شہباز عارف کی حقیقت کو کوا کیسے جان سکتا ہے۔ جملہ مراتب و جملہ منصب و جملہ علم و جملہ حکمت و جملہ گنج۔ و جملہ کیمیاء اور جملہ اموالات کا یکدم اور یک قدم پر حاصل کرنا۔ جس سے طالب کے دل میں کوئی افسوس و غم باقی نہ رہ جائے۔ یہ جملہ مراتب حاضرات سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ تیس قسم کی حاضرات تیس قسم کے حروف ہیں - ننانوے قسم کی حاضرات اسماء باری تعالیٰ کی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک حدیث قدسی اور حدیث نبوی کی بھی ہیں۔ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کی حاضرات سے بھی ہر قسم کے درجات معلوم کر سکتے ہیں - اسی طرح حاضرات فنا فی اللّٰہ ---اور ----اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کی حاضرات بھی ہیں۔ حاضرات فنا فی محمد رسول اللہ ﷺ اور حاضرات با ملاقات انبیاء اصفیاء مرسل ارواح جمیع نبی اللہ و حاضرات با جملہ غوث قطب اولیاء اللہ و حاضرات با ہریک مجتہد عالم باللہ میں جو کوئی حاضرات کی اس راہ سے واقف ہے۔ وہ کل مخلوقات جنات۔ موکل۔ فرشتوں۔ اہل صفات اٹھارہ ہزار عالم کو اپنے سامنے حاضر کر کے ان کا تماشہ دیکھتا اور ان کو نظر منظور کر لیتا ہے۔ اور ہر دیکھے ان دیکھے مقام پر جس

جگہ بھی چاہتا ہے۔اپنے آپ کو پہنچالیتا ہے۔ جو کوئی اس راہ کو نہیں جانتا۔ اور حاضرات سے آگاہ نہیں اور نہ ہی وہ علمائے عامل کے احوال اور علم سے واقف ہے۔ اور نہ ہی کامل فقیر کے علم معرفت توحید سے واقف وہ نفس کا بوجھ اٹھانے والا(بار بردار) گدھا ہے۔لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هُوَ الْاَوَّلُ وَ لْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پ۲۷ ع۱

جو کوئی ان چار مراتب وحدانیت الوہیت معرفت حقیقت حقیقی اور باطنی تحقیق کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کو تصدیق صدیقی مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور لا سوئ اللہ جو کچھ بھی ہے۔ اپنے دل سے دھو ڈالتا ہے۔ وہ چار قسم کی لذتوں کو بھلا دیتا ہے۔ اورانوار پروردگار کی پانچویں لذت اس کے وجود میں پیدا ہو جاتی ہے۔

چار قسم کی لذات یہ ہیں۔

اول لذت طعام دوم --- عورت سے جماع کی لذت

حکومت بادشاہی کی لذت چہام----لذت مطالعہ نیک آگاہی

یہ چاروں لذتیں برابر ہیں۔ جب یہ چاروں لذتیں وجود سے نکل جاتی ہیں۔ اور تصور اسم اللّٰہذات کی پانچویں لذت وجود میں آ جاتی ہے۔۔تو یہ چاروں قسم کی لذات(دل کو) اچھی نہیں لگتیں۔۔جیسا کہ بیمار کو عمدہ کھانا بھی اچھا نہیں لگتا۔اس کے بعد اسے رب الا رباب کی بارگاہ سے صادق کا خطاب

مل جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصّٰلِحِينَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا ○ (پ۵ ع ٦) وہ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کی جماعت ہے۔ اور وہ کیسے اچھے رفیق ہیں۔

اول طالب کو ظاہر باطن ہر ایک مرتبہ کا امتحان آزمائش تجربہ کر کے بعدازاں معرفت فقر میں قدم رکھنا چاہیئے۔ تا کہ اس کا یقین درست ہو جائے۔ اور طالب صادق دنیا و آخرت میں شرمندہ نہ ہو۔ اول مشاہدہ انوار دیدار ہوتا ہے۔ پھر اعتبار درست ہوتا ہے۔ پہلے دیدار پھر یقین۔ اول اتحاد بعدہ اعتقاد۔ پہلے خاص مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ بعدہ اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

مثنوی

جان سے گذر کر اس جہاں سے دیکھ اور پھر وہ جہاں

اس جہان میں پہنچ کر حاصل ہو جائے لامکان

ایسی توفیق رکھتے ہیں سب اولیاء

اولیاء کو قرب قدرت از خدا

قولہ تعالیٰ۔۔۔ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○(پ 11 ع 12) اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ حزن۔

جس کسی کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے۔ وہ شخص روشن ضمیر ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کلمہ طیب کو کُنہ سے پڑھتا ہے۔ وہ اس کی کُنہ کو جانتا ہے۔ اور کلمہ طیب کی کُنہ سے باتوفیق ہو کر بالتحقیق خود کو حضوری میں لے جاتا ہے۔ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

صد سالہ گبر کافر یہود ونصاریٰ و ترسابت پرست جب ایک بار ہی کلمہ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھتا ہے تو وہ یکبارگی پاک ہو کر جنتی ہو جاتا ہے۔ اور تُو شب و روز کلمہ طیّب پڑھتا ہے اور خود کو اہل بہشت میں (شمار نہیں) کرتا۔ اور نہ ہی اپنے آپ کو دوزخی کہہ سکتا ہے۔ "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ الرَّجَاءِ "ایمان تو کبھی خوف سے (اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنے) اور (کبھی) رجاء سے (اس کی رحمت کے امیدوار) ہونے کا نام ہے۔ (ایمان کی کیفیت میں) ایک طرف تو بہشت کی امید ہے اور دوسری طرف دوزخ کا خوف ہے۔ خوف ورجاء کو اپنے ایمان کا وسیلہ بنا کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیّب نیت کے مطابق ہی فیض پہنچاتا ہے۔ "اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" (اسی لئے کہا گیا ہے) کلمہ طیّب کے چوبیس حروف ہیں۔ رات دن کی بھی چوبیس گھڑیاں ہیں - آدمی رات دن میں چوبیس ہزار بار سانس لیتا ہے۔ جو کوئی اخلاص اور کُنہہ (کلمہ طیب) کے خاص الخاص معنی سے کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے۔ تو کلمہ طیب کا ہر حرف اس کے ہر ساعت کے گناہوں کو ایسے جلا ڈالتا ہے۔ جیسے آگ خشک لکڑی کو جلا ڈالتی ہے۔

جو کوئی کلمہ طیّب کے ذکر میں دل پر ضرب لگاتا ہے۔۔ تو اس اشغال اللہ میں شوق (کی کثرت) سے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اسے عین بعین نظر آنے لگتا ہے۔ اسے معرفت اللہ وصال حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر کامل

مرشد سے طالب صادق کو پنج ضربی کلمہ طیب سے پانچ خزانے حاصل نہ ہوں تو طالب صادق کو جان لینا چاہیئے۔کہ اس کا مرشد ناقص بے واصل ہے۔ ایسے مرشد کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ (اور کسی کامل مرشد کی تلاش کرنا چاہیئے) ورنہ عمر برباد ہو جائے گی۔

کلمہ طیّب کے قُفل کو کھولنے والی کلید حاضرات اسم اللّٰہ ذات ہے۔جو کوئی (حاضرات کا طریقہ) جانتا ہے۔وہ (یہ بات پڑھ کر) خوش وقت ہوتا ہے جبکہ ناقص کو کامل کی تحریر پڑھ کر ملال پیدا ہوتا ہے۔(کہ اسے تو کچھ بھی حاصل نہیں) اور وہ پریشان ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ابتداء میں جس کسی کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔تو مخلوق اسے دیوانہ کہنے لگتی ہے۔جبکہ وہ خالق کی نظر میں دانا ہوتا ہے۔ اس کے وجود میں وحشت کی خصلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔اور اس کا گداگر نفس ہوا و ہوس سے باز آجاتا ہے۔

الحدیث۔۔۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰہ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ

جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس کو مخلوق کی ہم نشینی سے کوئی لذت نہیں آتی۔

حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔۔۔اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالتَّوَحُّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ۔۔۔ وہ اللّٰہ سے انس اور غیراللّٰہ سے وحشت اختیار کرتا ہے۔

وہ سیاہ دل لوگوں سے جن کا قلب قالب حقیقت حق سے مردہ اوران کے دل افسردہ ہیں۔جو مثل گاؤ خر جاہل اور شیطان سے بھی بد تر ہیں۔ عارف باللہ ان سے ایسے دور بھاگتے ہیں جیسے کہ تیر کمان سے نکل کر واپس نہیں آتا۔ یہ تو ابتدا کے مراتب ہیں۔ جن کو ہر کوئی جانتا ہے۔ اور حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن جس کسی کو معرفت محبت مجلس محمدی ﷺ نصیب ہو جائے وہ مشاہدہ و محرمیت و قرب حضوری انوار سے مشرف ہو جائے اور اس کی قسمت میں دیدار ہو جائے۔یہ قرب حق تعالیٰ کے اعلیٰ کے مراتب ہیں۔ جو فقیر کو حاصل ہوتے ہیں۔جس کی ابتداء ذکر مذکور اس کا متوسط دوام حضور اور انتہاء غرق فنا فی اللہ نور ہو جاتی ہے۔

شرح فقیر

فقر کیا ہے؟ فقر کس کو کہتے ہیں؟اور فقر کو کن احوال و افعال و اعمال اور اقوال سے شناخت کر سکتے ہیں؟فقر کیا چیز ہے؟اور فقر کو کس علم عقل تمیز سے حاصل کر سکتے ہیں؟

فقر کل جہان کی روشنی مثل آفتاب فیض بخش ہے۔ اور ہر جان میں ہمیشہ جان عزیز اور آنکھوں کے نور کی مثل موجود ہے۔ یہ بھی سن لو کہ بہت سے (خود نما فقر کے دعویٰ دار) لباس فقر پہن کر(در بدر)خوار ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہو گا جس کیلئے بہشت محبت عشق سرشت گلشن نو بہار کی مانند (معطر)ہو گا۔ فقر مشکل کشا اور عین نما کو کہتے ہیں۔ یہ خود پسند اہل ہوا فقیر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ کچھ بھی نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے ہیچ ہیچ دنیا سے دل

لگا رکھا ہے۔

آخر فقر کا جامع کیا ہے؟ نعم البدل اور نعم البدل کسے کہتے ہیں۔؟ نعم البدل کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہر عمل میں عالم اور ہر علم میں کامل ہوتا ہے۔ وہ صاحب اختیار ہوتا ہے۔ وہ ازل کے احوالات کی بست و کشاد کر سکتا اور فیض فضل سے دکھا سکتا ہے۔

فقر کا آخری مرتبہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ دونوں جہان کو توجہ سے طے کر لیتا اور تصور سے اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی کے تصرف میں لے آتا ہے۔ اور کونین کا تماشہ اپنے ناخن کی پشت پر کرنے لگتا ہے۔ وہ یکبارگی نفس کو قتل کر کے کونین کے تماشہ سے گذر جاتا ہے۔ اور عین کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ اللّٰہ تعالیٰ پر راضی ہو جاتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ (رضی اللہ عنہ و رضو عنہ)

فقر کا آخری مرتبہ جسے انتہائی فقر کہتے ہیں کیا ہے؟ فقراء کی ابتداء اور انتہاء ایک ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ حضوری اور قرب میں یکتا ہوتے ہیں۔

فقر کا آخری مرتبہ کیا ہے؟ بر آمدن و در آمدن۔ بر آمدن اور در آمدن کس کو کہتے ہیں۔ (بر آمدن از ناسوت و در آمدن در لاھُوت)

ناسوت سے باہر نکلنا اور لاھُوت میں داخل ہونا

فناء سے باہر نکلنا اور لقاء میں داخل ہونا

جہالت کفر شرک (عجب) خود بینی - ناشائستہ افعال کبر و ہوا سے باہر نکلنا اور فنا فی اللّٰہ مشرف لقاء ہونا۔

بے جمیعتی سے باہر نکلنا اور جمیعت میں داخل ہونا۔

جمیعت کس کو کہتے ہیں؟ جو کچھ بھی فقیر چاہے خواہ وہ ذات کا مرتبہ ہو یا صفات کا دونوں قسم کے درجات بے محنت و بے رنج حاصل ہو جائیں۔اور............

شکایت سے نکل کر (برآمد ہو کر) عنایت میں داخل ہو جائے (در آمد ہو جائے)

عیب جوئی حکایت سے نکل کر غنایت میں داخل ہو جائے۔

غنایت سے نکل کر ولایت میں داخل ہو جائے۔

ولایت سے نکل کر ہدایت میں داخل ہو جائے۔

ہدایت سے نکل کر لاحد کے مرتبہ میں داخل ہو جائے عالم باللہ بن جائے۔

عبودیت سے نکل کر ربوبیت میں داخل ہو جائے۔

طلب سے نکل کر نور قلب میں داخل ہو جائے۔

محنت سے نکل کر محبت میں داخل ہو جائے

مجاہدہ سے نکل کر مشاہدہ میں داخل ہو جائے۔

ذکر و فکر سے نکل کر الہام مذکور حضور میں داخل ہو جائے۔

چلہ کشی ریاضت سے نکل کر راز میں داخل ہو جائے کہ دل کی آنکھ کھل جائے اور صاحب عیاںؔ ہو جائے۔

برآمدن از نفس ذائقہ و در آمدن .بفقر فاقہ جو دیدار اللہ میں لذت بخش ہے۔

فکر مکب (منہ کے بل گرنے والے فقر سے) باہر نکلنا اور فقر محب میں داخل ہونا

کشف و کرامات سے باہر نکلنا اور تصور اسم اللہ ذات میں داخل ہونا ۔

فقر کا آخری مرتبہ کون سا ہے؟ ایک ذوق جو حضوری فضل کا وسیلہ ہے اور دوم شوق جس سے نور فرحت بخش حاصل ہوتا ہے۔ جس سے وجود مفقود ہو جاتا ہے۔ تیسرا اشتیاق انتظار ہے۔ جو معرفت دیدار کا وسیلہ ہے۔ ذات و صفات کے یہ کل و جز مراتب فقیر اور طالب مرید کو تصور اسم اللہ ذات اور مشق وجودیہ سے نور کی تجلیات نظر آنے لگتی ہیں۔ اور توحید کے تصرف سے دیدار کھل جاتا ہے۔ اور حاضرات اسم اللہ ذات سے پہلے ہی روز طالب ان سب درجات کو معلوم کر لیتا ہے۔ اور جملہ درجات ایک ہی مرتبہ میں آ جاتے ہیں۔ اس کو صاحب دم و قدم کہتے ہیں۔ یعنی اِسْتِقَامَتُ فَوقَ الْکَرَامَتْ و الْمَقَامَتْ - جو کوئی فقر میں ان مراتب پر پہنچ گیا۔ اس کے لئے مخلوقات میں ملامت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس ملامت میں وہ ہمیشہ سلامت رہتا ہے۔ اور اس کی عاقبت بالخیر ہو جاتی ہے۔

الحدیث۔۔۔ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَاحِدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ

وحدت میں سلامتی ہے۔ اور دوئی میں آفات ہیں ۔

سلامتی لا سویٰ اللہ (کو چھوڑ) کر وحدت میں داخل ہونے سے ملتی ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی (یاد اور بندگی) سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی آفات و بلائیں اس کو گھیر کر خراب کرتی ہیں۔ (اگر توحید پرست) ہے تو مخلوق کے

طعنوں سے مت ڈر - قولہ تعالیٰ ---

لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (پ6 ع 12)

وہ ملامت کرنے والوں کی مُلامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے -

مثنوی

اے نادان! تو اپنے علم پر ہے مغرور
معبود تو نزدیک ہے تو خود سے ہے دور
کشاف و ہدایہ اگر پڑھ بھی لی تو کیا حاصل
بغیر خاصوں کی خدمت کے کچھ نہ ہوگا حاصل

الحدیث---- سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ

قوم کا سردار وہ ہے جو فقراء کا خادم ہے۔

جب حضور پاک ﷺ کا یہ فرمان ہے تو کسی دوسرے کی کیا بساط ہے کہ وہ دم مارے اور فقر محمدی ﷺ سے منکر ہو جائے۔

مال و دولت نقد جنس سب کے لئے زکواۃ کی شرح مقرر ہے۔ اسی طرح علمائے عامل پر علم کے خزانہ کی زکوات ادا کرنا بھی فرض ہے۔ علم کی زکوٰۃ شاگردوں کو تعلیم دے کر علم بغیر طمع و ریا کاری کے ان تک پہنچانا ہے۔ اور گنج معرفت توحید - علم تصوف سلک سلوک کی تلقین طالبوں کو کرنا اور ان کو مطلوب (حقیقی) حضوری تک پہنچانا (عالم باللہ) پر فرض عین ہے۔

سن لو! کہ عارفوں کے احوال ہر روز نو بنو ہوتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ --

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ (پ۲۷ ع۱۲)

ہر روز وہ ایک نئی شام میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ "ان مراتب میں" قرب "اللہ کی توفیق اور حضوری تصور کی قوت سے کشف القبور اور قیامت کے روز حساب گاہ میں ارواح کا نظارہ کیا جاتا ہے۔ یہ عمل خلاف نفس ہے۔ جس سے وہ عبرت کھا کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ اور صغیرہ کبیرہ گناہوں سے باہر نکل آتا ہے۔ اس (راہ) میں کامل وہی ہے جو حبس (دم) سے انتقال کا طریقہ جانتا ہے۔ لیکن (حبس دم) سے اس قسم کا انتقال وصال سے دور تر ہے۔ اور عارفوں کے نزدیک یہ حبس عبث اور فضول عمل ہے۔ دوسرے کامل صاحب تصور اسم اللہذات میں (جو حبس حواس) کی راہ سے واقف ہیں۔ وہ روحانیوں کو قم باذن اللہ کے تصرف کے ساتھ قبر سے باہر نکال لیتے ہیں۔ یہ انبیاء کی سنت ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کا یہی عمل تھا۔ بعض ولی اللہ جذب و جلالیت سے مردہ کو "قم باذنی" کہہ کر زندہ کر دیتے ہیں۔ یہ شرف بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی (امت کو) حاصل ہے۔ اور فقیر علماء کا مرتبہ ہے

الحدیث۔۔۔۔۔اَلْعُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔ میری امت کے علمائے (حق) بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔ جملہ انبیاء علیہ السلام نبی نے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) فقر کے مرتبہ اور حضور پاک ﷺ کی امت میں داخل ہونے کے لئے التجا کی۔ لیکن ان کو یہ (شرف) عطا نہ کیا گیا۔ جس نے بھی حضرت محمد رسول اللہ کی راہ کو اختیار کیا۔ اس نے فقر محمدی ﷺ کو اپنا رفیق بنا لیا۔ فقر سے زیادہ بلند تر اور فخر والا مرتبہ دوسرا کوئی

نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ہو سکتا ہے۔ فقر ہمیشہ کی زندگی ہے۔

ابیات

مجھ سے گر پوچھے کوئی کہ موت ہے کیا
پانچ روزہ موت میں ہے زندگی (بقاء)
مردہ نفس و حرص و طمع و ہوا
بعد مرنے کے ہوئی حاصل مجھے رویت خدا
قبر میں قرب خدا ہے خلوت خانہ
عیش خوش وقتی ماسویٰ سے بیگانہ
موت سے پہلے ہی حاصل یہ مقام
نفس جب مردہ ہوا جان زندہ تمام
قبر اور گھر دونوں کو دیکھوں بیک نظر
جب خلاف نفس ہے حاصل روح الامر
مردہ دل کو موت عاشق کو حیات
عاشقوں کو اس حیات سے نجات
عاشقوں کا رزق قوت بالقاء
اس جگہ۔ جس نے نہ دیکھا بے حیاء

ظاہر و باطن میں نفس کی حالت پر ہی یقین و اعتبار کا دار مدار ہے۔ نفس امارہ جب سیر ہوتا ہے۔ فرعون بن کر "انا" کا (دعوے کرنے لگتا ہے) جب بھوکا ہوتا ہے دیوانے کتے کی مانند درندہ بن جاتا ہے۔ اور شیطانی غضب کی وجہ

سے شور و شر کرنے لگتا ہے۔ یہ نفس دیو خبیث ابلیس ہے۔ جبکہ نفس مطمئنہ جب سیر ہوتا ہے تو وہ فیض بخش نافع المسلمین ہوتا ہے۔ جب بھوکا ہوتا ہے وہ صابر ہوتا ہے۔ وہ شہوت کے وقت باشعور ہوتا ہے۔ غضب و غصہ کے وقت باحضور ہوتا ہے۔ وہ متحمل (سختی کا) بوجھ اٹھانے والا۔ اور سخاوت کے وقت صفت کریم کا حامل ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کے مراتب انبیاء اولیاء اللہ علمائے عامل اور فقیر کامل کے مراتب ہیں۔ صاحب نفس مطمئنہ قدر بقدر احوال با احوال جب مراقب ہو کر استغراق میں جاتا ہے تو نفس مطمئنہ مثل براق حضوری معراج میں پہنچا دیتا ہے۔ جہاں وہ ایک دم میں ہزا بارر دیدار پروردگار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ افسانہ خواں تو بہت سے ہیں۔ مسئلہ مسائل قصہ گوئی اور اس کے سننے سنانے میں بھی بہت سے لوگ مصروف رہتے ہیں۔ لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک ولی اللہ غیب داں صاحب نظارہ ہو گا۔

بیت

باعیاں سب دیکھنا تو عیب نہیں ہے

ظاہر و باطن جب ایک ہے کچھ غیب نہیں ہے

چنانچہ علماء کی نظر تمام علم کے مطالعہ پر ہوتی ہے۔ اسی طرح فقراء کی (نظر) ہمیشہ حضوری با قرب اللہ اور مجلس محمدی ﷺ پر ہوتی ہے۔ بعض دائمی طور پر مجلس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضوری ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا۔ بعض اپنے حضوری ہونے سے واقف بھی ہوتے ہیں۔ بعض (حضور پاک ﷺ) سے ہم سخن بھی ہوتے ہیں۔ بعض جلالیت کے

مقام میں بعض جمالیت کے مقام میں اور بعض کمالیت کے مقام میں -(باھُوؒ نے)
اس عین نما (حضوری کلام) کو کتاب (نور الہدیٰ) کی صورت تحریر کر دیا ہے
۔جس نے اس(نور) کو حاصل کر لیا اور دیکھ لیا(اس کا مشاہدہ کر لیا) وہ عارف
خدا واصل (باللّٰہ) ہو گیا۔ جس نے اس کتاب کے مطالعہ اور(عمل سے
دیدار) حاصل نہ کیا اور واصل نہ ہوا۔وہ مردہ دل منافق بے حیاء ہے۔ اللّٰہ
بس ما سوٰی اللّٰہ ہوس۔ کَفَا عِلْمُہٗ بِحَالِیْ لَا زَوَالِیْ۔سلطان العارفینؒ
حال کی گواہی دینے کے لئے اس کا لا زوال علم ہی کافی ہے۔

اردو ترجمہ فارسی کتاب نور الہدیٰ کلاں بتوفیق ایزدی المورخہ 3/5/99
بروز سوموار صبح بمطابق 16/ محرم الحرام.........۱۴۲۰ھ مکمل ہوا۔اللّٰہ تعالیٰ اور اس
کا محبوب پیغمبر ﷺ اس کو قبول فرمائے۔ غوث پاک اور سلطان العارفین کے
وسیلہ سے اس کے پڑھنے والوں کو نور الہدیٰ عطا فرمائے۔ میرے والدین جملہ
مومنین و مومنات کی مغفرت فرمائے۔ آمِیْن ثُمَّ آمِیْن یَا رَبَّ
الْعَالَمِیْنَ ○

فقیر الطاف حسین قادری سروری سلطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

عزیز کالونی ونڈالہ روڈ شاہدرہ لاہور

شرح در شرح

نور الہدیٰ کلاں

کیا خاکی بھی نوری بن سکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوتُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم- اما بعد........

اللہ تعالیٰ نے فرمایا- قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَکِتَابٌ مُبِیْن ○ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف نور(محمد رسول اللہ) اور کتاب مبین(قرآن مجید)نازل کیا گیا-

بعض لوگ قران مجید کوتو نور مانتے ہیں لیکن صاحب قرآن کو نور تسلیم نہیں کرتے- حاالانکہ حضور پاک ﷺ کی ذات تو نور گر ہے- قولہ تعالیٰ -وَیُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ اور آپ ان کو (اللہ جل شانہ) کے حکم سے ظلمات سے نکال کرنور میں داخل کر دیتے ہیں-

قولہ تعالیٰ-- "یہ(قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر

دیں۔اپنے رب کے حکم سے ان کو خدائے ستودہ صفات کی طرف لائیں۔" (سورہ ابراہیم 14٫1) معلوم ہوا کہ قران مجید کی تعلیم اور پیروی سے لوگوں کو قرآن مجید کا نور عطا ہو جاتا ہے۔

برہان و نور مبین

اے لوگو یقیناً" تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی ایک دلیل آ چکی ہے۔اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے۔(النساء 40/154)

مولانا اشرف علی تھانوی نے اوپر والے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں تحریر کیا ہے۔برہان سے مراد قرآن مجید اور نور مبین سے مراد وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ ﷺ کی (القرآن الحکیم ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی تاج کمپنی لاہور و کراچی)

اسی طرح قرآن مجید کی آیات بینات کا نور اہل ایمان کو عطا کر دیا جاتا ہے۔قولہ تعالیٰ۔اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (خاص محمد ﷺ) پر صاف صاف آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ وہ تم کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کردے ۔اور بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا شفیق اور بڑا مہربان ہے (الحدید 57/9)

قولہ تعالیٰ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے۔اس نے ظلمات اور نور کو پیدا کیا (الانعام 6٫1)

قولہ تعالیٰ۔۔ایسے لوگ جو رسول امی (ام العلوم) نبی کا اتباع کرتے ہیں جن کی (شان) کو وہ توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔جو نیک باتوں کا حکم

فرماتے ہیں۔اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں۔اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں۔اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں ۔اور ان لوگوں پر (غلامی) کے جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔پس جو لوگ آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کی حمایت کرتے ہیں۔اور آپ کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو آپ کے ساتھ بھیجاگیا۔ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے والے ہیں۔(الاعراف 157-156ر7)

نور الہدیت

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (سورۃ نور ۲۴: ۳۵)

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق ہو جس کے اندر ایک قندیل ہے چمکتا ہواایک ستارہ اور اس کے اندر ایک چراغ ہے روشن۔ اور وہ چراغ روغن زیتون کے مبارک تیل سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی روشن کیا گیا ہے۔اور وہ تیل ایسا ہے کہ اس کو آگ نہ بھی چھوئے تو وہ بخود جل اٹھتا ہے۔اس نور سے اوپر ایک اور نو ر(کی تجلی ہو رہی ہے) نُوْرٌ علٰی نُوْرٌ۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت عطا کر دیتا ہے۔(النور 35ر24)

اگر ہم اس نور کو انسانی وجود میں مشاہدہ کریں تو صورت کچھ یوں ہو گی۔ انسانی وجود خاکی ایک طاق کی مانند ہے جس کے اندر نورانی قلبی وجود ایک قندیل ہے گویا کہ چمکتا ہوا ستارہ اور اس قندیل کے اندر روح کا ایک چراغ روشن ہے روح کی حیات کا ذریعہ نور ربوبیت کا تیل ہے۔ جو نہ شرقی ہے نہ غربی وہ خود بخود اپنی تجلیات سے فروزاں ہے۔ نور معرفت کے اس تیل پر نور اللّٰہ کی تجلیات ہو رہی ہیں۔اس طرح نور علیٰ نور کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت کا یہ نور عطا کر دیتا ہے۔

سلطان العافین نے فرمایاتصور نوراسم اللہ ذات اور قادری طریقہ کی مشق وجودیہ کی کثرت سے نفس کا تزکیہ ہو کر وہ قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔روح سر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔اور جب یہ چاروں ایک ہو جاتے ہیں تو فقیر کو ہدایت کا نور حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کی روشنی طلوع آفتاب کی مانند فقیر کے وجود میں ظاہر ہو جاتی ہے۔اور باطنی حجابات اور ظلمات دور ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح زمین و آسمان کا بھی ایک ناسوتی ڈھانچہ ہے۔جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کُن فیکون سے مادہ کی صورت میں پیدا ہوا۔قندیل جو کہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے اسی روح اور نور ربوبیت ایک تجلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے ظاہری ڈھانچہ طاق یعنی کالب کا قلب بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس قندیل کے اندر روح حیات کا چراغ روشن ہے ۔جس پر نور ربوبیت کی تجلیات تیل کا کام کر رہی ہیں۔اور نور ربوبیت اسم اللہ ذات کی ہمہ وقت ہونے والی تجلیات سے فروزاں ہے۔

اگر ہم ایک ذرہ کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ہر ذرہ کا ایک ظاہری ڈھانچہ ہے

جسے اس ذرہ(ایٹم) کا مادی ڈھانچہ کہہ سکتے ہیں۔اس ایٹم کے اندر الیکٹرون موجود ہیں۔جو چمکتے ہوئے ستارہ کی مثل روشن قندیل ہے۔ جو نوراحمدی ﷺ کا مظہراور چراغ روح کے مصداق ہیں۔ان دونوں کے اندر ایک مرکزہ ہے جسے نیوٹران کہتے ہیں۔وہ لاتعین ذات کا مظہر ہے۔الیکٹرون اور پروٹون کے اوپر ایک غیر مرئی نور جسے سائنس کی آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں۔نورربوبیت کی صورت عامل ہے۔ جس سے ذرہ کے اندر حرکت پیدا ہو رہی ہے۔قولہ تعالیٰ۔لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیرحرکت نہیں کرسکتا

نور ربوبیت کی تجلی سے مادہ میں سات قسم کی صفات کا ظہور ہو رہا ہے

1-علم 2-ارادہ 3-قدرت 4-حرکت 5-توانائی 6-سمع 7-بصر

نورربوبیت زندگی کے چراغ کے لئے تیل کاکام کررہا ہے۔اور نورربوبیت کے پس پردہ نور اللہ کی تجلیات ہو رہی ہیں۔جس سے ایک ذرہ سے لے کر کائنات عالم کی ہر شے کو زندگی کا نور حاصل ہو رہا ہے۔

نوری مخلوق کا نفس بھی نور ہوتا ہے۔ باقی ہر شے نورانی قلب۔نوری روح نورربوبیت۔اور اس پر نور اللہ کی تجلیات ہوتی رہتی ہیں۔ جنات کا ظاہری ڈھانچہ آگ کے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ باقی ان کے وجود کی ترتیب بھی وہی ہے۔جو دوسری مخلوقات اور کائنات کی ہے۔

نورولایت

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

اَلنُّوْرُ۔ اللہ تعالیٰ جن کو اپنا ولی بناتا ہے ان کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتا ہے۔(   )

سلطان االعارفین نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ولی اللہ کو چار قسم کے ظلمات سے نکال دیتے ہیں۔اول ظلمات نفس۔دوم ظلمات خلق۔ سیوم ظلمات دنیا ۔ چہارم ظلمات شیاطین

اور چار قسم کے نور عطا کر دیتے ہے۔

اول نور علم - دوم نور ذکر- سیوم نور الہام - چہارم نور معرفت با قرب حضور

نور شرح صدر

سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے شرح صدر کر دیا ہے۔وہ اپنے رب کے (عطا کئے ہوئے) نور پر ہے۔ پس جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ان کے لئے بڑی خرابی ہے۔یہ لوگ کیسی گمراہی میں ہیں۔(الزمر 22، 39)

حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا قولہ تعالیٰ۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ کیا ہم نے آپ کو شرح صدر (کا نور) عطا نہیں کر دیا۔

جو کوئی اپنے سینہ میں اسم اللہ اور اسم محمد ﷺ کی مشق وجودیہ کرتا ہے۔اس کے سینہ میں شرح صدر کا نور ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور وہ لوح

محفوظ کے جملہ علوم کا مطالعہ کرنے لگتا ہے۔

دائمی حیات کا نور

قولہ تعالیٰ-- ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا۔اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور عطا کر دیا جس کو لئے ہوئے وہ آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان میں سے نکلنے نہیں پاتا۔اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال(بد) مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں(سورہ الانعام122،6)

رحمت کا نور

قولہ تعالیٰ--اللہ تعالیٰ خود اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں تا کہ (اللہ تعالیٰ) تم کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دے۔اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت مہربان ہے۔(سورہ الاحزاب42،33)

قولہ تعالیٰ -- سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ کرتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے شرح صدر کر کے (اس کو شرح صدر کا نور عطا کر دیتے ہیں) اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے تنگ اور بہت تنگ کر دیتے ہیں۔جیسے کوئی آسمان پر چڑھتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے۔(الانعام125،6)

صدیقین و شہدا کا نور

قولہ تعالیٰ۔ اور جو لوگ اللہ پر اوراس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں وہ رب تعالیٰ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ان کے لئے ان کا اجر نور ہے۔ (جو ان کو دنیا میں عطا کر دیا جاتا ہے)(سورہ الحدید 18٫57)

قیامت کے روز جب سورج بے نور ہو جائے گاچاند ستاروں کی روشنی نہ ہو گی۔ایسے گھپ اندھیرے میں سفر کیسے طے ہو گا۔جبکہ اسی حالت میں پل صراط سے بھی گذرنا ہو گا۔ قولہ تعالیٰ وہ دن ایسا ہو گا جب منافق مرد اور منافق عورتیں اہل ایمان سے کہیں گے کہ ذرا ٹھہر جاؤ(تاکہ) تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں ان کو جواب دیا جائے گا کہ اپنے پیچھے (دنیا میں) لوٹ جاؤ پھر نور تلاش کرو(جو کہ ناممکن بات ہے)پھر ان (فریقین) کے درمیان ایک دیوار کر دی جائے گی۔ جس یں ایک دروازہ بھی ہو گا۔ جس کے اندر کی طرف رحمت اور باہر عذاب ہو گا(سورہ الحدید (57/13

قولہ تعالیٰ۔ اس دن اللہ تعالیٰ نبی ﷺ اور اہل ایمان جو آپ کے ساتھ ہوں گے ان کو رسوا نہ کرے گا۔ان کانور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہو گا۔اور وہ یوں دعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے اس نور کو آخر تک رکھئے اور ہماری مغفرت فرما دیجئے۔بیشک آپ اس پر قادر ہیں(سورہ التحریم 8٫66)

رسول پاک ﷺ نے ہمیں ایک دعا حصول نور کے لئے سکھلائی ہے جو بخاری شریف میں مذکور ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ اے میرے رب

مجھے نور عطا کر دے۔ میرے دائیں بائیں آگے پیچھے نور پیدا کر دے۔ میرے دماغ۔ میرے کانوں میرے منہ میں نور عطا کر دے۔ میرے سینہ میرے دل کو نور کر دے۔ میرے ہاتھوں اور پاؤں میں نور بھر دے

اور ایسی کیفیت پیدا کردے جو تو نے حدیث قدسی میں بیان کی ہے۔ کہ طالب اللہ تیری قدرت کی آنکھوں سے دیکھنے والا۔۔ تیری قدرت کے کانوں سے سننے والا۔ تیری قدرت کی زبان سے کلام کرنے والا۔ اور تیری قدرت کے ہاتھوں سے کام کرنے والا بن جائے

اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ طالب مولیٰ دنیا میں نور حاصل کر لے تاکہ اسے بروز قیامت شرم ساری اور پل صراط طے کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔ اگر کوئی شخص یہ نور حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔ اگر وہ آئے تو رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر وہ نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ چاہیے کہ کسی کامل نور الھدیٰ سروری قادری مرشد کی تلاش کرے۔ تاکہ وہ اسے نور الھدیٰ عنایت کر دے۔ یا اللہ ہمیں بھی یہ نور عطا فرما۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

فقیر الطاف حسین سروری قادری سطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

کوائف کتاب نور الہدیٰ

اولیاء کے مُستند حالات و واقعات

اولیائے پاکستان

جلد اوّل

عالم فقری

شبیر برادرز ۰ اُردو بازار ۰ لاہور

اَفضلُ الذِّکر

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولَ اللّٰہؐ

- جس کو کلمہ طیّب کی قلبی تصدیق حاصل نہیں وہ منافق ہے۔
- جس کو کلمہ طیّب کی حرمت ملحوظ نہیں وہ فاسق ہے۔
- جس کو کلمہ طیّب کے ذکر سے حلاوت حاصل نہیں وہ ریاکار ہے۔
- جس کو کلمہ طیّب کی تعظیم حاصل نہیں وہ بدعتی ہے۔

کلمہ طیّب کے تین جزو ہیں۔

۱۔ لَا اِلٰہَ ۲۔ اِلاَّ اللّٰہ ۳۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولَ اللّٰہ

۱۔ جو کوئی لَا اِلٰہَ کو نفی کی کنہ سے اختیار کرتا ہے۔ پہلے ہی روز "مُوتُوا قبل اَن مُوتُوا" کے مراتب پالیتا ہے۔

۲۔ جو کوئی اِلاَّ اللّٰہ کا اثبات کی کنہ سے ذکر کرتا ہے اِلاَّ اللّٰہ کی معرفت اور ذکر مذکور سے الہام کا نعم البدل حاصل کرلیتا ہے۔

۳۔ جو کوئی تصور اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درود شریف پڑھتے ہوئے مستغرق ہو جاتا ہے۔ حضوری مجلس میں داخل ہو جاتا ہے۔

شبّیر برادرز ۴۰۔ اُردو بازار۔ لاہور